اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

پر ایک نظر

مؤلفہ

شمس العلما مولنا شبلی نعمانی رح

حسب اجازت سید ظہور الحسن، قومی پریس بچھتہ لال میاں شہر دہلی

رنگین پریس دہلی میں چھپکر شائع ہوئی

مخدرات تیموریہ

بے عیب خاندان شاہی کی مستورات کا عالیشان سلسلہ عصمت وعفت کے پاکیزہ کرشمے جو ہر ایک شجاع اور بہادر قوم کی
کی جان ہے علم وہنر کے مکمل اور بے عیب علمی نتائج اور سرزمین کے سب سے سرسبز اور ہرے بھرے باغ کے شگفتہ پھولوں کی مہک جو
وقعہ قومی زمین کہلا چکی ہے شجاعت اور تہور کے حیرت انگیز تماشے جنہوں نے ساری دنیا کو مسخر کرلیا تھا ایک عظیم الشان خاندا
کی وہ شان وشوکت کی تعجبناک تصویریں جنکی نظیر چشم فلک نے نہیں دیکھی قیمت رسمی کاغذ مجلد عہ قیمت ولایتی کاغذ مجلد ۱۲؍

فہرست بیگمات

امۃ الحبیب یا حمیدہ بانو بیگم	بیگم امیر تیمور	لاو ملک	بیگم تاج خان	زینت النساء بیگم	دختر اورنگ زیب
فخر النساء بیگم	”	شمروکی بیگم	دختر لطف علی خان	زبدۃ النساء بیگم	”
عظمت النساء بیگم	”	رضیہ سلطانہ	دختر شمس الدین التمش	بادشاہ بیگم	”
آسایش بانو بیگم	دختر محمد مراد بخش	بدر النساء بیگم	دختر اورنگ زیب	سلطان بیگم	ہمشیرہ شاہ
آغا بیگی	دختر میران شاہ	جانان بیگم	دختر خان خانان		والی ایران
ارزم بانو بیگم	دختر سعادتخان صفوی	جانی بیگم	بیگم محمد اعظم شاہ	سلیمہ سلطان بیگم	بھانجی محمد ہمایون
آرام جان بیگم	بیگم جہانگیر بادشاہ	رانی جودہ بائی	دختر راجہ اودے سنگہ		بادشاہ
ممتاز محل	بیگم شاہجہان بادشاہ		والی جودہ پور	سلیمہ بانو بیگم	دختر سلیمان شکو
امۃ الحبیب	بیگم محمد معظم شاہ	حمیدہ بانو بیگم	بیگم محمد ہمایون بادشاہ	حمیدہ خاتون	بیگم محمد میرزا
قدسیہ بیگم	بیگم محمد شاہ	حاجی بیگم	”	موتی بیگم	بیگم محمد اکبر بادشاہ
اعزاز النساء بیگم	بیگم محمد شاہجہان	خانزادہ بیگم	ہمشیرہ محمد بابر بادشاہ	اشرف النساء بیگم	بیگم بہادر شاہ اول
اورنگ آبادی محل	بیگم اورنگ زیب	شہزادہ خانم	دختر محمد اکبر شاہ	آنی بیگم	ہمشیرہ نجابت خان
ولپذیر بانو بیگم	دختر شاہ شجاع	نواب قدسیہ بیگم	دختر شاہجہان	بخت النساء بیگم	دختر ہمایون بادشاہ
بی بی دودو	بیگم لوہانی خان	ثریا بانو بیگم	”	بہار بانو بیگم	دختر جہانگیر بادشاہ
دلرس بانو بیگم	دختر شاہنواز خان صفوی	جہان آرا بیگم	”	بائی اودے پوری	دختر راجہ اودے پور
روشن آرا بیگم	دختر شاہجہان	رانی پاربتی	رانی راجہ جھجار سنگہ	بائی بھوت ونی	دختر راجہ کشتوار
روپ متی	مالوہ کی رئیس زادی		والی بندیلہ	بجینی بیگم	دختر شاہزادہ بلند اختر
رحمت بانو	بیگم محمد معظم شاہ	رانی تارا بائی	رانی رام راجہ	بیگم سلطانہ	دختر ابراہیم عادل شاہ

رضیۃ النساء بیگم ؛ دختر شاہزادہ محمد اکبر ؛ تلسی بائی ؛ رئیس مرہٹہ ؛ بی بی بائی ؛ بیگم سلیم شاہ ؛ زیب النساء بیگم ؛ دختر اورنگ زیب

تمام درخواستیں بنام سید ظہور الحسن قومی پریس چھتہ لال میاں صاحب آنا چاہئیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اورنگ زیب عالمگیر

فلسفہ تاریخی کا یہ ایک راز ہے کہ جو واقعات جس قدر زیادہ شہرت پکڑتے جاتے ہیں اُسی قدر اُن کی صحت زیادہ مشتبہ ہوتی ہے۔ دیوا قہقہہ۔ چاہ بابل۔ آب حیواں۔ مار ضحاک۔ جام جم سے بڑھکر کسی واقعہ نے شہرت عام کی سند حاصل کی ہے لیکن کیا ان میں ایک بھی اصلیت سے کچھ علاقہ رکھتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اکثر واقعات کسی خاص وقتی سبب سے شہرت کے منظر پر آجاتے ہیں پھر عام تقلید کے اثر سے جو خاصۂ انسانی ہے شہرت عام کی بنا پر لوگ اُس پر یقین کرتے جاتے ہیں اور کسی کو تنقید اور تحقیق کا خیال تک نہیں آتا یہانتک کہ وہ رفتہ رفتہ مسلمات عامہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی نسبت کتبخانہ سکندریہ کے جلانیکا حکم کسی بدنیت عیسائی نے اپنے دل سے گھڑ کر منسوب کیا یہ زمانہ وہ تھا کہ صلیبی لڑائیاں جاری تھیں۔ عیسائی مسلمانوں سے نفرت دلانے کیلئے طرح طرح کی تدابیر اختیار کرتے تھے اس واقعہ کا کانوں میں پڑنا تھا کہ گویا خدا کا خاص قاصد آکر ایک ایک کے کان میں وحی پھونک گیا بچے جوان بوڑھے جاہل عالم رذیل شریف نیک بد سب یہی راگ گانے لگے رفتہ رفتہ تقریر تحریر ضرب المثل تلمیحات افسانہ کوئی چیز اس سے خالی نہیں ہے لیکن بالآخر تحقیق کی عدالت نے فیصلہ کیا ع علم ہمہ افسانہ [illegible] اورنگ زیب عالمگیر کی بدنامی کا قصہ بھی واقعہ مذکورہ سے کچھ کم نہیں اس کی فرد قرارداد جرم اتنی لمبی ہے کہ شاید کسی مجرم کی نہ ہوگی باپ کو قید کیا۔ بھائیوں کو قتل کرایا۔ دکن کی اسلامی ریاستیں مٹادیں ہندوؤں کو ستایا بتخانے ڈھادئے مرہٹوں کو چھیڑ کر تیموری سلطنت کے ارکان متزلزل کردیئے۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

لیکن اور تمام باتوں سے قطع نظر کرکے پہلے یہ پوچھنا چاہیئے کہ اسی ہندوستان میں عالمگیر کے علاوہ بادشاہ پر قریب قریب یہی فرد قرارداد جرم [illegible] ہوسکتی ہے یا نہیں۔ باپ سے بغاوت کی بھائیوں اور بھتیجوں کو قتل کرایا[1] دکن کی اسلامی ریاست (نظام شاہیہ) مٹادی ایک سال کے اندر [illegible] بتخانے منہدم کرادیئے اور ہمیشہ اُس پر فخر کرتا رہا یہ کون؟ صاحبقران ثانی شاہجہاں۔ ہم اس اصول سے بے خبر نہیں کہ ایک شخص کے عیب ثابت ہونے سے دوسرا شخص اچھا نہیں ہو سکتا۔ شاہجہاں پر اگر الزام ثابت ہو تو اس سے عالمگیر کی برأت نہیں ہو سکتی لیکن آخر یہ مسئلہ غور کے قابل ہے کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ شاہجہاں کے الزامات کی کسی کو کانوں کان خبر نہیں اور عالمگیر کے وہی الزامات ع افسانۂ بزم و انجمن ہیں

ع شہرت رسوائی مجنوں بیش است ÷ ورنہ طشت من و او ہر دو بیک بام افتاد ÷

اس عقیدہ کا حل کرنا اگرچہ ایک تاریخی فرض ہے لیکن اس سے ایک قومی تفرقہ کی تحریک ہوتی ہے اسلیے ہم اس کو قلم انداز کرتے ہیں عالمگیر کی فرد قرارداد جرم میں سب سے بڑا نمایاں واقعہ حیدرآباد کا استیصال ہے یہ واقعہ مختلف حیثیتوں سے اہمیت رکھتا ہے۔

---

[1] شاہجہاں کا بھائی شہریار اور اسکے بھتیجے طہمورث و ہوشنگ پسران دانیال خود شاہجہاں کے حکم سے قتل کیے گئے چنانچہ اُنکے قتل کیلئے شاہجہاں نے جو فرمان لکھکر اپنے دست خاص سے بھیجا تھا اُسکے الفاظ یہ ہیں "دریں ہنگام کہ آسمان آشوب طلب و زمین فتنہ جو است اگر داور بخش پسر خسرو و برادر شہریار و پسران شاہزادہ دانیال را آوارہ صحرائے عدم ساختہ و نیکخواہان را از تعرض تمام و شورش دل فارغ سازند بہ صلاح وقت و صواب دید قرین خواہد بود" خلاصہ تزک جہانگیری صفحہ ۲۳۵) چنانچہ ۲ جمادی الاول ۱۰۳۷ھ کو اس حکم کی [illegible] تعمیل کی [illegible] ان کا خس و خاشاک سے پاک کردیا گیا ۲ ۹ اس واقعہ کو عبد الحمید لاہوری نے جو شاہجہاں کے دربار کا مورخ تھا شاہجہاں نامہ میں تفصیل سے لکھا ہے

(۱) ریاست حیدرآباد ایک شیعہ ریاست تھی اس لئے اسکی بربادی کے قصد سے عالمگیر کا سخت مذہبی تعصب ثابت ہوتا ہے
(۲) حیدرآباد کے مٹنے سے مرہٹوں کی قوت بڑھ گئی اسلیئے پولٹیکل جرم بھی ہے اس بنا پر ہم سب سے پہلے اس واقعہ کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں دکن میں پانچ ریاستیں قائم تھیں۔ گولکنڈہ۔ بیجاپور۔ خاندیس۔ برار۔ احمدنگر یہ ریاستیں باہم لڑتی بھڑتی رہتی تھیں جسکی وجہ سے یہ نوبت پہنچی تھی کہ جب علی عادل شاہ نے حسین نظام شاہ سے تنگ آکر رام راج کو مدد کیلئے بلایا تو گو شرط یہ تھی کہ ہندو مسلمانوں کے جان و مال سے معترض نہ ہونگے تاہم ہندوؤں نے احمدنگر میں آکر جو برتاؤ کیا اسکو فرشتہ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

درمساجد فرود آمدہ بت پرستی میکردند۔ ساز نواختہ سرود می گفتند عدالت پناہ از استماع این خبر دلگیر شدہ چوں منع را قدرت نداشت

ان خانہ جنگیوں کی بدولت تیموریوں کو مداخلت کا موقع ملا اور سب سے پہلے اکبر نے بعض ریاستوں پر قبضہ کیا جہانگیر اور شاہجہان چاہتے تھے کہ ان ریاستوں سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے پر اکتفا کیا جائے لیکن یہ ابن الوقت مجبوری کے وقت مطیع ہو جاتے تھے اور پھر موقع پاکر دشمن بنجاتے تھے۔ ان کا استیصال کر کے یہ ریاستیں سلطنت تیموری میں شامل کردیگئیں عالمگیر جب تخت حکومت پر بیٹھا تو صرف دو سلطنتیں حیدرآباد اور بیجاپور باقی رہگئیں ساہی اثنا میں سیواجی کے باپ ساہو نے سر اٹھایا ساہو اور سیواجی کی مفصل داستان اسی مضمون کے دوسرے حصہ میں آئیگی۔

یہاں سلسلہ کلام کے لحاظ سے اسقدر یاد رکھنا چاہیئے کہ عادل شاہ والی بیجاپور نے پونہ اور سوپہ دو صوبے ساہو کو جاگیر میں دیدیئے تھے سیواجی نے ان علاقوں میں بہت قلعے بنوائے عادل شاہ تو بیمار ہوکر مرگیا اسکے زمانہ علالت میں سیواجی نے اپنے حدود اور زیادہ وسیع کر کے چالیس قلعے تیار کیئے۔ عادل شاہ کا کوئی وارث شرعی نہ تھا درباریوں نے سکندر نام ایک مجہول النسب لڑکے کو اسکا وارث قرار دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا جب وہ بالغ ہوا تو اس نے افضل خاں کو سیواجی کے مقابلہ کیلئے بھیجا جسکو سیواجی نے دھوکے سے قتل کر ڈالا یہی سکندر تھا جو عالمگیر کا معاصر ہمزبان تھا سیواجی نے چند روز کے بعد انتقال کیا اور اسکا بیٹا سنبھا جانشین ہوا سکندر نے اپنی کمزوری یا تیموریہ کی قدیم خاندانی عداوت سے اس سے سازش کرلی تھی اور عالمگیر کے مقابلہ میں اسکو مدد دیتا تھا عالمگیر نے بار بار اس پر متنبہ کیا اور ترغیب و ترہیب ہر طرح کی تدبیریں اختیار کیں سکندر کو کچھ احساس نہ ہوا خافی خاں اس واقعہ کے متعلق لکھتا ہے۔

چوں از فساد و نفاق بیجاپوریعنی سکندر والی و وارث ملک ہم نبود ما غنیم رفاقتی نمود متواتر بحضور رسید کہ فرمان نصیحت آمیز از راہ تہدید و وعدہ و وعید صادر گردید فائدہ نہ بخشید۔

مجبوراً عالمگیر نے بیجاپور کو فتح کر کے ممالک محروسہ میں شامل کرلیا لیکن سکندر سے نہایت عزت و احترام کا برتاؤ کیا سکندر خاں کا خطاب دیا خلعت خاص معہ تلوار کے جسکے پرتلے پر موتی ٹکے ہوئے تھے۔ پھول کٹارہ مع مالائے مروارید جسمیں مروارید آویزاں تھا کلغی مرصع اور عصائے مرصع عنایت کیا اسکے ساتھ حکم دیا کہ خاص خیمہ شاہی کے پہلو میں اس کا خیمہ نصب کیا جائے اور ہر قسم کی ضروریات خزانہ شاہی سے مہیا کی جائیں چنانچہ یہ پوری تفصیل عالمگیر نامہ تصنیف مستعد خاں ساقی میں مذکور ہے۔

حیدرآباد کا فرمانروا عالمگیر کے زمانہ میں ابوالحسن شاہ تھا جو عوام میں تانا شاہ کے نام سے مشہور ہے قطب شاہ جو اس سے پہلے حیدرآباد کا فرمانروا تھا اس نے جب وفات کی تو اولاد ذکور تھی نہ کوئی قریب و عزیز تھا مجبوراً ابوالحسن کو جو دور کا واسطہ رکھتا تھا

تخت نشین کیا ابوالحسن بچپن سے قلندروں کے ساتھ آوارہ پھرتا تھا اسلئے تخت نشینی کے بعد بھی یہ شان قائم رہی صاحب ماثر الامرا
اگرچہ اس کا اس قدر طرفدار ہے کہ حیدرآباد کی فتح کا جہاں ذکر آتا ہے اس کا دل بے اختیار ہو جاتا ہے تاہم اُسکے حال میں لکھتا ہے

ابوالحسن والی تلنگ کہ از غایت انہماک در عیش و عشرت گاہے در پانزدہ سالہ حکومت خویش از شہر حیدرآباد بجز مسافت یک دو کروہ بگولکنڈہ سفر گزین نشدہ بود و سواری جلو مرزوہ بر درد شعار بود

ابوالحسن کی عیش پرستی نے تمام ریاست کو اس رنگ میں رنگ دیا اور ہر طرف علانیہ بدمعاشی اور شراب خوری پھیل گئی خافی خاں لکھتا ہے

از آں کہ ابوالحسن قطب الملک فرمانروائے حیدرآباد با فعال قبیح از بہترین ملک یہ ماونا و اکنا کہ ہر دو کافر شدید العداوت بودند

سختی ظلم بر مسلمانان علانیہ می گذشت و فسق و فجور علانیہ از رواج مسکرات و لہو لعب زیادہ بعرض رسید

ابوالحسن کو جس نے سلطنت دلائی تھی وہ سید مظفر نام ایک اولوالعزم امیر تھا ابوالحسن نے اسکو معزول کر کے ماونا نام ایک برہمن کو وزارت
کے عہدے پر مامور کیا اور حکومت و سلطنت کے تمام اختیارات اسکو دیدئے اُسکے تسلط اور اقتدار کی یہ نوبت پہنچی کہ ابوالحسن کے سپہ سالار
جس کا نام ابراہیم خلیل اللہ خاں تھا اور بڑی سطوت و اقتدار کا آدمی تھا اپنے نگینہ پر یہ شعر کندہ کرایا تھا ؎

از التفات بادشاہ پہ مدت روشن رشاں ؛ گشت ابراہیم سپہ لشکر خلیل اللہ خاں ۔ اونکے تسلط و اقتدار کے متعلق صاحب ماثر الامرا لکھتا ہے

لاتق و فتق امور ملکی و مالی با قتدار آں دو برادر یا زاہن شوم ملوم ماونا و اکنا حمیر یہ شکاف فتن و مورث بال و زوال آں گشتہ تفویض یافت

یہ وہ زمانہ تھا کہ سیواجی عالمگیر کے دربار سے بھاگ کر دکن میں آگیا تھا وہ حیدرآباد میں آیا اور ابوالحسن سے کہا کہ آپ اور ہم ملکر
شاہی ممالک پر حملہ آور ہوں چنانچہ ابوالحسن نے فوج اور روپیہ سے اُس کی مدد کی عالمگیر کی تخت نشینی کا اکیسواں سال تھا کہ
سیواجی نے تیموری حدود حکومت میں گھسکر جالنہ کو برباد کردیا ماثر الامرا میں اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پسر با والی حیدرآباد متفق شدہ قرار داد کہ باتفاق با فوج بادشاہی جنگ می نمایم اول بہ تسخیر قلاع تردد می باید دید بدیں تقریب فوج وزراء
از وگرفتہ بر تجاور رفتہ در ہمیں سال سیوا بر ملک بادشاہی دویدہ پرگنہ جالنہ را ویران ساخت (ماثر الامرا جلد اول از صفحہ ۲۴۵ تا ۲۴۹)

سیوا کے مرنے کے بعد جب سنبھا اُس کا جانشین ہوا۔ تو ابوالحسن نے اُسکو بھی عالمگیر کے مقابلہ میں ہر قسم کی مدد دی
ایک لاکھ ہون (ایک طلائی سکہ کا نام ہے) نقد بھیجا چنانچہ خافی خاں لکھتا ہے۔

و علاوہ آں امداد سنبھائے جہنمی دار الحربی در تاخت ملک و تسخیر قلعہ جات در زاندن لک ہون نقد خود بنام و زبان حال ملے ساختہ بود۔

ان سب پر طرہ یہ کہ جس زمانہ میں عالمگیر بیجاپور کے محاصرے میں مشغول تھا ابوالحسن نے اپنے ایک سردار کو لکھا کہ ایک طرف سے
سنبھا بیشمار فوج لیکر بڑھتا ہے اور دوسری طرف سے میں چالیس ہزار فوج بھیجتا ہوں دیکھوں حضرت عالمگیر کس کس کا مقابلہ کرتے
ہیں چنانچہ اس واقعہ کو ابوالحسن کے خط کی نقل کے ساتھ تمام مورخوں نے نقل کیا (صاحب ماثر الامرا) لکھتے ہیں۔

چوں آں مہم بامتداد کشید بادشاہ لشکر کشا باقتضائے صوابدید از اورنگ آباد بہ احمد نگر و از انجا بہ شعلہ پور معسکر گردانید ناگاہ نوشتہ
ابوالحسن بنام صاحب او کہ در فوج بود بجنس از نظر بادشاہی گذشت بدیں مضمون کہ تا حال پاس اسم و بزرگ داشتہ سعی نمودیم
حالانکہ الیشاں سکندر راتیم و ناتوان دانستہ بیجاپور را محاصرہ نمودہ کا باوتنگ آورند واجب آمد کہ سوائے جمعیت موفور بیجاپور

۵۱ ماثر الامرا تذکرہ مہابت خاں حیدرآبادی ۱۲

راجہ سنبھا از طرفے با قشون از شمار افزوں جہت آں بیکس کمر سعی بہ بندد - و مایہ ہزاری خلیل اللہ خاں لنگ حملہ چہل ہزار سوار مستعد پیکار تعین نمایم و بنیم کہ ایشاں کدام کدام طرف مقابلہ و مقاومت خواہند کرد (ماثر الامرا جلد سوم از صفحہ ۷۲۴ تا ۷۲۹)

عالمگیر نے یہ خط پڑھا تو کہا ہم نے ابتک اس بندر نچانیوالے کو چھوڑ کر رکھا تھا لیکن جب مرغی نے خود آواز دی تو اب کیا باقی ہے بایں ہمہ جب عالمگیر کے حکم سے شاہزادہ معظم شاہ حیدرآباد کی مہم پر روانہ ہوا تو اس نے ابو الحسن کو لکھا کہ شرائط ذیل منظور ہوں تو عفو تقصیر کیلئے سفارش کیجائے

(۱) مادنا وزارت سے معزول ہو کر مقید کر دیا جائے۔

(۲) سیرم و رانگر وغیرہ جو ممالک محروسہ میں داخل تھے اور جن پر غصباً قبضہ کر لیا ہے واپس کر دیئے جائیں

(۳) پیشکش مقررہ کی باقیات ادا کر دیجائیں لیکن ابو الحسن نے درباریوں کے اغوا کیوجہ سے یہ شرطیں منظور نہیں کیں چنانچہ خافی خاں لکھتا ہے

از انکہ بادشاہزادہ محمد معظم خواست کہ تا مقدور کار بجنگ نکشد بہ خلیل اللہ خاں پیغام نمود کہ اگر ابو الحسن باظہار ندامت والتماس عفو تقصیر پیش آمدہ دست اختیار مادنا واکنا را از امور ملکی کوتاہ نمودہ مقید سازد - دوم آنکہ پرگنات سیرم و رانگیرہ وغیرہ کہ از غصب از تصرف بندہ ہائے بادشاہی بہ دعوی بیجا آوردہ است ازاں برداشتہ بازحوالہ منصوبان بادشاہی نماید و دیگر آنکہ باقی پیشکش سابق لاحق بلا توقف و اہمال روانہ بارگاہ آسماں جاہ سازد و برائے عفو تقصیرات او بحضور معروض داشتہ آید - امرائے ناقص العقل دکن از رہ غرور بجواب ہائے مہمل پیش آمدہ در دفعیہ غضب بادشاہی نتوانستند پرداخت -

اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ پھر شاہزادہ معظم نے صرف اس شرط پر صلح کی گفتگو کی کہ سیرم وغیرہ واپس کر دیئے جائیں لیکن وہاں سے یہ آیا کہ سیرم ہمارے نیزے کی نوک سے بندھا ہوا ہے انصاف کرو کہ ان حالات کے ساتھ کہ بادشاہ کو انتظام کی قابلیت نہیں رندی اور عیاشی دربار سے گذر کر چاروں طرف پھیلتی جاتی ہے وزیر اعظم اور درباری ہندو ہیں جو مسلمانوں کو پامال کرتے جاتے ہیں - مرہٹوں کو فوج اور خزانہ سے مدد دی جا رہی ہے کہ تیموری سلطنت کا تختہ الٹ دیا جائے - تیموری علاقوں پر تاراجیاں ہو رہی ہیں ان حالات کے اکبر تو کیا اگر نوشیرواں یا عمر ابن عبد العزیز بھی ہوتے تو کیا کرتے؟ وہی کرتے جو دنیا جسکے الزام کے ہدف یعنی عالمگیر نے کیا حملہ کے وقت جب ابو الحسن نے اسی قدیم طریقے پر معافی کی درخواست کی تو عالمگیر نے حسب ذیل فرمان لکھا -

اگرچہ افعال قبیح آں بد عاقبت از احاطہ تحریر بیرون است از صد یکے و از بسیار اندکے بشمار می آید - اولاً اختیار ملک و سلطنۃ بکف اقتدار کافر فاجر ظالم دادن و سادات و مشائخ و فضلا را منکوب و مغلوب ساختن و رواج فسق و فجور باافراط علانیہ کوشیدن و خود از بادہ پیمائی بر پاست جستجو ملت در انواع کبائر شب و روز مستغرق بودن بلکہ کفر از اسلام و ظلم از عدل فسق و فجور از عبادت فرق نہ نمودن و در اعانت کفار حربی اصرار ورزیدن خود را در عدم اطاعت اوامر و نواہی الٰہی خصوص در مادہ منع معاونت دار الحرب کہ ناقص کلام مجید بتاکید واقع شدہ ورزد خالق و مخلوق مطعون ساختن چنانچہ مکرر در ایں باب فرامین نصیحت آمیز مصحوب مردم آداب آں مرحلہ گرفتہ معلوم ساد رشد و دیدہ غفلت از گوش نہ کشید بلکہ درین تازگی نہ تادان تاک ہوں مجنبہ مہلے بدکردار بعرض رسیدہ ایں ہمہ غرور و مستی بادہ ناکامی نظر بر افعال زشتی اعمال خود نمودن و امید رستگاری ندہد و جہاں داشتن سخ زہے تصور باطل زہے خیال محال (خافی خاں جلد دوم صفحہ ۳۰۲)-

ان الفاظ کو غور سے پڑھو اور بار بار پڑھو اور انصاف کرو کہ کیا ان میں ایک لفظ بھی واقعیت اور سچائی سے ہٹا ہوا ہے اس
بوالعجبی کو دیکھو کہ نعمت خاں عالی مصنف ماثر الامرا خافی خاں کے نزدیک ان سب باتوں کے ساتھ بھی حیدرآباد کی طرف نظر
اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے لیکن نزدیک عالمگیر کا کانشنس خود حیدرآباد کے حملہ کے نام سے کانپ اٹھتا ہے وہ حیدرآباد کا قصد کرتا ہے
لیکن شیخ الاسلام سے فتویٰ پوچھتا ہے اور وہ کسی طرح اس کی اجازت نہیں دیتے یہاں تک کہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جاتے ہیں اور
وہ مرزا محمد کو سفارت کے طور پر ابوالحسن کے پاس بھیجتا ہے اور خلوت میں لیجا کر اس سے چپکے سے کہتا ہے کہ ابوالحسن سے اس طرح
سختی کے ساتھ بات چیت کرنا کہ وہ بھی مجبور ہو کر سختی سے پیش آئے اور مجھکو حیدرآباد کے حملہ کیلئے بہانہ ہاتھ آئے وہ ابوالحسن
سے ایک بے بہا الماس اس غرض سے طلب کرتا ہے کہ وہ انکار کرے اور لڑائی کیلئے بہانہ ہاتھ آئے ان مورخوں کی دانشمندی پر
غور کرو کہ مرہٹوں کی سازش شاہی مقبوضات پر تصرف ہندوؤں کا تسلط ملک کی بدانتظامی فسق و فجور کا ارتکاب عام مسلمانوں
کی ذلت و خواری یہ چیزیں حیدرآباد پر حملہ کرنے کے لئے سند نہیں بن سکتیں لیکن سفیر کے ساتھ سخت کلامی اور الماس
دینے سے انکار وہ جرم ہے جسکی سند پر عالمگیر بے دریغ حملہ کر سکتا ہے اور پھر اسکو کوئی کسی قسم کا الزام نہیں دے سکتا۔
عبدالقادر بدایونی نے نکتہ چینی کے ساتھ اکبر کے صحیح صحیح واقعات قلم بند کئے جہانگیر نے اپنے زمانہ حکومت میں
حکم دیدیا کہ اسکی اشاعت قطعاً بند کر دیجائے نعمت خاں عالی نے وقائع نعمت خاں میں سراپا عالمگیر کی ہجو لکھی ہے
لیکن عالمگیر کے جانشین بہادر شاہ نے شیعیت کی مناسبت سے نعمت خاں کو دانشمند خاں کا خطاب دیا اور وقائع نعمت خاں
درس میں داخل ہو گئی عالمگیر کا جب بہادر شاہ سا جانشین اور نعمت خاں عالی خافی خاں شاہ نواز خاں جیسے وقعہ نگار ملتھ آئیں تو
بیچارے کو نیک نامی کی کیا توقع ہو سکتی ہے تاہم یہ متعصب مورخ سچ کو نہیں چھپا سکے اور خود انہیں کے مسلمہ واقعات نے بتا دیا
کہ حیدرآباد کا استیصال کرنا کسی اسلامی سلطنت کا نہیں بلکہ ایک مرہٹی سلطنت کا استیصال کرنا تھا ہمنے بعض شیعی
احباب کو یہ کہتے سنا ہے کہ عالمگیر نے خود اپنی سلطنت برباد کی کیونکہ دکن کی ریاستیں مرہٹوں کو دبائے ہوئے تھیں جب ان کا
دباؤ اٹھ گیا تو مرہٹے زور پکڑ گئے لیکن ہمارے دوستوں کو یہ معلوم نہیں کہ دکن کی ریاستیں مرہٹوں کی باجگذار تھیں اور عالمگیر
حیدرآباد اور بیجاپور کو فتح نہ کر لیتا تو آج بڑودہ اور گوالیار کی طرح بیجاپور میں بھی مرہٹوں کا علم لہراتا ہوتا۔

اورنگ زیب عالمگیر اور مرہٹے

عالمگیر کی فرد قرارداد جرم کا یہ دوسرا نمبر ہے اور یہ جرم بجائے خود متعدد جرائم کا مجموعہ ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔
(۱) مرہٹوں کا فساد عالمگیر کی ذات سے برپا ہوا (۲) سیواجی جب عالمگیر کے دربار میں حاضر ہوا تو عالمگیر نے اس سے ایسا برتاؤ کیا
جس سے وہ بیچارہ ناچار سرکشی پر مجبور ہوا ورنہ اگر فراخ حوصلگی سے کام لیا جاتا تو عالمگیر کا حلقہ بگوش ہو جاتا۔ (۳)
سیواجی کو عالمگیر نے امان دیکر بلایا تھا لیکن خلاف عہد اسکو نظر بند کر دیا (۴) سیواجی کے جانشینوں کے ساتھ عالمگیر نے اچھا
سلوک نہیں کیا (۵) عالمگیر مرہٹوں کو زیر نہ کر سکا اور چونکہ مرہٹوں نے سلطنت تیموریہ کو زیر و زبر کر دیا اسلئے تیموریوں کی نادمی

کا اصلی سبب خود عالمگیر تھا ان بحثوں کے فیصل کرنے سے پہلے ہم سیواجی کے خاندان کی ابتدائی تاریخ لکھتے ہیں جس سے متنازعہ فیہ مسائل کے متعلق آئندہ ملکی

سیواجی کا خاندان - سیواجی کا خاندان دراصل مہارانا اودے پور سے تعلق رکھتا ہے اس خاندان میں سوسین نام ایک شخص بعض اسباب
سے چتوڑ چھوڑ کر پرگنہ کرکنب ضلع پربینده ریاست دکن میں چلا آیا اس کے خاندان سے مالوجی اہل وطن سے ناراض ہو کر ایلورہ میں جو
دولت آباد کے قریب ہی آکر آباد ہوا - اس زمانہ میں دولت آباد نظام شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور یہاں کا دیسکھ (یعنی تحصیلدار)
لکھی جادو نام ایک شخص تھا - مالوجی نے لکھی جادو کی سرکار میں ملازمت اختیار کی مالوجی کے دو بیٹے تھے چونکہ وہ شاہ شریف صاحب
کا جنکی قبر احمد نگر میں ہے نہایت معتقد تھا اس لیئے اس نے بیٹوں کا نام شاہ صاحب موصوف کے تعلق سے شاہ جی اور شرف جی
رکھا یہی شاہ جی آگے چلکر ساہوجی کے لقب سے مشہور ہوا اور یہی ساہوجی ہے جو سیواجی کا باپ تھا لکھی جادو کے کوئی
اولاد نہ تھی صرف ایک لڑکی تھی شاہ جی چونکہ خوش اندام اور خوش رو تھا لکھی جادو نے اسکو اپنا متبنی بنایا اور چاہا کہ اپنی
بیٹی اس کو بیاہ دے لیکن لکھی جادو کے خاندان والوں نے اس کو باز رکھا بالآخر مالوجی نے اننگ پال (ایک معزز زمیندار
تھا) کے دربار میں رسائی حاصل کی اور دباؤ ڈالکر مالوجی کی لڑکی سے شاہ جی کی شادی کر دی **ساہوجی** نے سب سے پہلے
نظام شاہی دربار میں توسل حاصل کیا ۱۰۳۰ھ میں جبکہ نظام شاہ کی فوج نے نربدا اتر کر مالوا کو غارت کیا اور جہانگیر نے اسکے
دفعیہ کیلئے لشکر کشی کی تو شاہجہاں کے فوجی سرداروں میں ساہوجی اور اسکا خسر جادو رائے بھی تھا جہانگیر نے جب اسکے انتظام کے
لیئے شاہجہاں کو دکن بھیجا تو جادو رائے شاہجہاں کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسکے صلہ میں اسکو پنجہزاری منصب ملا اور تمام خاندان
کو حسب مراتب عہدے ملے لیکن پھر باغی ہو کر ۱۰۳۸ھ نظام شاہ کے پاس واپس چلا گیا نظام شاہ نے اسکو قتل کرا دیا اس بنا پر ساہوجی نظام شاہ سے ناراض
ہو کر شاہجہاں کے دربار میں چلا آیا اور پنجہزاری منصب سے سرفراز ہوا اسکے ساتھ خلعت اسلحہ مع علم نقارہ اسپ فیل اور دو لاکھ نقد انعام میں ملے
ساہوجی کے سالوں کو بھی جنکا نام بہادر اور جگدیو تھا پنجہزاری اور چار ہزاری منصب ملے شاہجہاں نے نظام شاہ کے بعض علاقے
جو عنبر کی جاگیر میں تھے ساہوجی کو دیئے تھے لیکن ۱۰۴۱ھ میں عنبر کا بیٹا فتح خاں نظام شاہ سے باغی ہو کر شاہجہاں کے دربار
میں چلا آیا تو شاہجہاں نے عنبر کے علاقے ساہوجی سے لیکر فتح خاں کو واپس کر دیئے اس بنا پر ساہوجی ناراض ہو کر
عادل شاہ والی بیجاپور سے جا کر ملا اور ایک فوج گراں لیکر دولت آباد کی طرف بڑھا۔

ساہو کی تنبیہ کیلئے شاہجہاں نے فوجیں روانہ کیں اور اسی سنہ میں اسکے اہل و عیال گرفتار ہوئے ۱۰۴۳ھ میں ساہوجی نے ظفر نگر پر
حملہ کیا ۱۰۴۴ھ میں اور اضلاع شاہی پر غارتگری کی جسکی پاداش کیلئے اورنگزیب عالمگیر مامور ہوا شاہجہاں نے نظام کو گرفتار
کر کے قید کیا اسکے کوئی اولاد نہ تھی ساہوجی نے ایک مجہول النسب لڑکے کو نظام شاہ کا وارث قرار دیکر تخت نشین کیا اور تیموری

---

۱ سیواجی کے خاندان کا حال خافی خاں نے اپنی تاریخ میں (جلد دوم صفحہ [illegible]) بمقام کلکتہ اور غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ صفحہ (۳۹)
میں تفصیل سے لکھا ہے لیکن سب سے زیادہ تفصیلی اور محقق حالات ماثر الامراء میں ہیں چونکہ سیواجی کا پوتہ ساہو عالمگیر کے دربار میں
ہفت ہزاری منصب رکھتا تھا اسلیئے ماثر الامراء میں اس کا حال مستقل عنوان سے لکھا ہے اور اسی کی ذیل میں اس کے خاندان کے
ابتدائی حالات بھی نہایت تفصیل سے لکھے ہیں [illegible] زیادہ تر حالات اسی کتاب سے لیئے ہیں ۲ خافی خاں جلد اول صفحہ ۳۱۸
۳ [illegible] ۴ خافی خاں صفحہ ۵۲ ۵ ماثر الامراء جلد اول صفحہ ۵۲ و ۱۲۳ ۶ خافی خاں صفحہ ۴۷۶

حکومت کے بعض ضلاع[۵۰] دبا لیے ان دست درازیوں میں عادل شاہ والی بیجاپور بھی ساہوجی کا برابر شریک تھا چنانچہ ساہوجی اعانت کیلئے عادل نے رنولہ کی فوج لیکر بھیجا تھا[۵۱] یہ دست درازیاں اس حد تک پہنچیں کہ شاہجہاں نے بڑے زور شور سے اسکے استیصال کا عزم بالجزم کیا ۱۰۴۵ھ مطابق ۹ سنہ جلوس میں اڑتالیس ہزار فوج بڑے بڑے امرا کی سپہ سالاری میں دیکر دکن کو روانہ کی اُن میں سے بیس ہزار فوج کا سردار خانزماں کو بناکر حکم دیا کہ چار کونڈہ کو جو ساہو کا مستقر ہے برباد کرکے کوکن کے اضلاع کی طرف بڑھے چنانچہ اُن فوجوں نے ساہو کے پچیس قلعے فتح کرکے ساہو کو بیجاپور تک بھگا دیا ۱۰۴۶ھ ہجری میں ساہو نظام شاہی علاقے سے بھی نکال دیا گیا (خافی خاں حالات شاہجہاں صفحہ ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۳۹) ساہو نے عادل شاہ کے دربار میں ملازمت اختیار کی عادل شاہ نے پونا اور سوپہ اُس کی جاگیر میں دیئے سیواجی اب جوان ہو چکا تھا اور حوصلہ مندی کے جوہر دکھلانے لگا تھا ان اضلاع کا اہتمام اُس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور جا بجا قلعے تیار کرنے شروع کیئے رفتہ رفتہ ایک بڑی فوج جو حسب بیان مآثر الامرا پندرہ ہزار تھی تیار کرلی اور اپنی حکومت کے علاقے وسیع کرنے شروع کیئے اسی اثنا میں عادل شاہ بیمار ہوگیا اور دربار میں سخت ابتری پیدا ہوگئی سیواجی نے آس پاس کے علاقوں پر دست درازی شروع کی دُور کے علاقے زیر اثر کرلیئے تھوڑے دنوں میں کوکن کے تمام علاقوں پر جو بیجاپور کی حکومت میں داخل تھے متصرف ہوگیا[۵۲] سیوا نے قوت پاکر یہ طریقہ اختیار کیا کہ جو شہر یا قصبہ آباد اور خوشحال ہوتا اُس پر چھاپا مارتا اور لوٹ لیتا - وہاں کا حاکم جب عادل شاہ کو خبر کرتا تو ساتھ ہی سیواجی کی عرضی پہنچتی کہ اس ضلع کی آمدنی میں بہت اضافہ ہوسکتا ہے اضافہ کی شرط پر میری جاگیر میں دیدیا جائے -

دربار میں عادل شاہ کی بیماری کی وجہ سے ابتری پھیلی ہوئی تھی اسلیئے جاگیرداروں کی تحریر پر کوئی متوجہ نہیں[۵۳] ہوتا تھا اور رشوت خوار عمال سیوا کو جاگیر کی سند لکھکر بھیجدیتے تھے اور اسی اثنا میں یعنی ۱۰۶۶ھ مطابق ۳۰ سنہ جلوس میں عادل شاہ مرگیا اور چونکہ اُسکے کوئی اولاد ذکور نہ تھی درباریوں نے ایک مجہول النسب لڑکے کو تخت نشین کیا جو علی عادل شاہ کے نام سے مشہور ہے شاہجہاں کو خبر ہوئی تو اس نے عالمگیر کو لکھا کہ بیجاپور پر قبضہ کیا جائے[۵۴] عالمگیر نے بیجاپور کا محاصرہ کیا عادل شاہ نے مجبور ہوکر کروڑ روپے نذرانہ دینا منظور کیا - اسی اثنا میں شاہجہاں بیمار ہوا اور دارا شکوہ نے ولیعہدی کے دعوے سے زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی اور چونکہ سب سے مقدم عالمگیر کا زور توڑنا تھا - تمام امرا و فوجی افسروں کو جو عالمگیر کے ساتھ تھے حکم بھیجدیا کہ پایۂ تخت میں واپس آئیں عالمگیر مجبوراً محاصرہ چھوڑ کر اورنگ آباد چلا آیا[۵۵] اب حالت یہ ہے کہ شاہجہاں بیمار اور مسلوب الاختیار ہے دارا شکوہ نے بھائیوں کے استیصال کی تیاریاں شروع کی ہیں مراد نے گجرات میں سکہ و خطبہ جاری کیا ہے شجاع بارادہ حکومت بنگالہ سے دارالسلطنت کی طرف بڑھتا آتا ہے عالمگیر دکن سے روانہ ہوگیا ہے - سیواجی کو کھیل کھیلنے کے لیئے اس سے زیادہ اور کیا موقع نصیب ہوسکتا تھا اُس نے ہر طرف دست درازیاں شروع کردیں چالیس قلعے تیار کرائے جزیروں میں بحری قوت کا سامان کیا مرہٹوں کی ایک فوج گراں تیار کی اور رفتہ رفتہ اکثر اضلاع پر متصرف ہوگیا ؎

---

[۵۰] خافی خاں صفحہ ۵۲۰ [۵۱] سیر المتاخرین جلد دوم صفحہ (۱۱۴ و ۱۱۰) [۵۲] خافی خاں جلد دوم صفحہ ۱۱ تا ۱۲ [۵۳] خافی خاں جلد دوم صفحہ ۲۵۸ و ۲۸۴ [۵۴] خافی خاں جلد دوم صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۵ [۵۵] خافی خاں صفحہ ۱۱۵ جلد دوم -

دست گلچیں قتل عام لالۂ گل می کند　　　باغباں در صحن گلشن مست خواب افتادہ است

علی عادل شاہ نے ہوش سنبھالا تو اپنے سپہ سالار افضل خاں کو سیواجی کے استیصال کیلئے بھیجا افضل خاں نے اسکو محصور کیا سیواجی نے عاجز ہوکر مکر و فریب سے کام لینا چاہا خافی خاں لکھتا ہے۔

افضل خاں کہ از امرا عمدہ و از شجاعان با سرانجام بود بعد بہ میدان بر مراد کار بر و تنگ کرد و آں مفسد بد سگاں چوں دید کہ جنگ صف و محصور گردیدن صرفہ او نمی کند حیلہ و تزویر و روباہ بازی پیش آوردہ مردم معتمد را در میان انداختہ بہ اظہار ندامت و التماس قبول عفو تقصیر آورد

مآثر عالمگیری میں ہے کہ جب عادل شاہ نے سیوا پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو سیوا نے پیش دستی کر کے عفو تقصیر کی درخواست کی اور لکھا کہ افضل خاں کو بھیجیے کہ میں انکے ہمرکاب آکر رو در رو اپنی معروضات پیش کروں غرض افضل خاں دس ہزار سوار کے ساتھ روانہ ہوا شرط یہ قرار پائی کہ ملاقات کے وقت کسی کے پاس کوئی ہتھیار نہ ہو چنانچہ افضل خاں جریدہ گیا لیکن سیوا بچھوا آستین میں چھپائے ہوئے تھا معانقہ کے ساتھ افضل خاں کا کام تمام کر دیا۔

عالمگیر کی لشکر کشی سیوا نے اس پر اکتفا نہ کر کے تیموری حدود حکومت میں بھی دست درازیاں شروع کیں عالمگیر اگرچہ ابھی رقیبان سلطنت کے معرکوں سے فارغ نہ ہوا تھا تاہم [illegible] جلوس مطابق جمادی الاول [illegible] ھ میں شائستہ خاں امیر الامراء کو اس ہنگامہ فرو کرنے کیلئے دکن بھیجا۔ امیر الامرا جب [illegible] ھ میں سیوا گاؤں میں داخل ہوا سیوا اُسوقت سوپہ میں تھا امیر الامراء کی آمد سنکر وہاں سے نکل گیا امیر الامراء نے سوپہ پر قبضہ کیا اور رفتہ رفتہ پونا اور سیوا پور بھی فتح ہو گئے پھر چاکنہ کا محاصرہ ہوا اور کئی مہینے بعد محصورین نے [illegible] کیا قلعہ حوالہ کر دیا امیر الامراء نے پونہ کو صدر مقام قرار دیکر خود اس محل میں قیام کیا جو سیوا نے اپنے لیے تعمیر کرایا تھا اور ہر طرف سیوا کے تعاقب کیلئے فوجیں روانہ کیں سیوا بھاگا بھاگا پھرتا تھا یہانتک کہ دشوار گذار پہاڑوں کی گھاٹیوں میں ایک ایک دو دو ہفتے پیادہ کہیں شہر نہیں سکتا تھا خافی خاں لکھتا ہے۔

سیوا چناں منکوب و مغلوب گردیدہ بود کہ میان کوہ ہائے دشوار گذار ہر ہفتہ و ہر ماہ جائے بسر کردہ (جلد دوم [illegible])

سیوا نے اب اپنے پھر قدیم طریقے سے کام لیا [illegible] ھ مطابق [illegible] جلوس میں امیر الامراء پر شبخون مارا چونکہ امیر الامراء کی بے احتیاطی سے سیوا کو یہ موقع ہاتھ آیا اسلئے عالمگیر نے امیر الامراء کو معزول کر کے شاہزادہ معظم کو اس مہم پر مامور کیا۔

سیوا نے اب اور ہاتھ پاؤں نکالے سورت کے پاس جو بندرگاہیں تھیں یعنی جیول و بابل وغیرہ ان پر قبضہ کیا اور غارتگری کے ساتھ حجاج کے جہاز کو لوٹنا شروع کیا۔ عالمگیر نے مہاراجہ جے سنگھ کو جو ریاست جے پور کا راجہ تھا اور سپہ سالاری کا منصب رکھتا تھا اس مہم پر مامور کیا اور فوج کا ہراول دلیر خاں کو مقرر کیا۔

جے سنگھ [illegible] ھ مطابق [illegible] جلوس میں پونہ داخل ہوا ہر طرف فوجیں پھیلا دیں دلیر خاں نے سات ہزار سوار لیکر پانچ مہینے کی مدت میں سیوا کے تمام علاقے پامال کر دیئے سیوا کا خاص دار السلطنت راج گڈھ تھا اور اسکی ننہال کے لوگ کنڈانہ میں رہتے تھے سیوا نے دیکھا کہ یہ مقامات بھی فتح ہوئے تو تمام اہل و عیال برباد ہو جائیں گے مجبوراً اُس نے اطاعت کی سلسلہ جنبانی کی خافی خاں لکھتا ہے

[illegible] کار بہ محصوران و ستی پہادران قلعہ کشا تنگ گردیدہ و راہ فرار از اطراف چناں [illegible] سیوا [illegible] محیل (یعنی حیلہ باز)

[1] ان واقعات کو مصنف مآثر عالمگیری اور خافی خاں نے نہایت تفصیل سے لکھا ہے [illegible] خافی خاں صفحہ (۱۷۷) جلد دوم

> خواست قبائل ماننجا بدر برده به مکان دشوار گذار دیگر رساند ولشکر برائے تعاقب آنہا سرگرداں ساز د نتوانست و دانست کہ مفتوح گردیدن آں ملجا و ماوئی مستقر الریاست آں واجب الیات تمام مال و قبیلہ و عیال آں سگال پامال عساکر جاہ و جلال خواہد گردید لہذا چند نفر زباں فہم نزد راجہ جے سنگھ برائے التماس عفو تقصیرات و سپردن بعض قلعجات باقی ماندہ راز داراں راجہ فرستادہ (جلد دوم صفحہ ۸۰ و ۸۱)

ماثر الامرا میں لکھا ہے کہ قلعہ رودرمال کے محاصرے میں جب قلعے کا ایک برج توپوں سے اڑا دیا گیا تو دلیر خاں نے فوج کو قلعے کے برج پر چڑھا دیا سیوا نے دیکھا کہ اب قلعہ پورندھر بھی فتح ہوا چاہتا ہے جسمیں سیوا کے تمام اہل و عیال محصور تھے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی ماثر الامرا جلد دوم صفحہ ۵۰ و ۵۱ تذکرہ دلیر خاں لیکن راجہ جے سنگھ کو سیوا کی مکاری کی وجہ سے اسکی باتوں پر اعتماد نہیں تھا اسلیے حکم دیا کہ حملہ و یورش کے سامان اور بڑھا دیئے جائیں اتنے میں خبر پہنچی کہ سیوا قلعہ سے جریدہ نکلکر آرہا ہے ساتھ چند برہمن جو اسکے معتمد تھے راجہ کے پاس پہنچے اور نہایت عجز و زاری کے ساتھ سخت قسمیں کھائیں خافی خاں لکھتا ہے

> راجہ نظر بر مکاری و عیاری اغماض نمود و برائے یورش زیادہ از سابق تاکید فرمودہ تا آنکہ خبر رسید کہ سیواجی جریدہ از فرود آمد
>
> برہمناں معتمد او رسید و قسمہائے شدید بہ عجز و زاری تمام درمیان آوردند۔

غرض جب اطمینان ہو گیا کہ سیوا عاجزانہ آتا ہے تو راجہ جے سنگھ نے اجازت دی اور ادیبہ راج اپنے منشی کو استقبال کیلئے بھیجا لیکن چند مسلح راجپوت بھی ساتھ کر دیئے کہ سیوا سے ہوشیار رہیں یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر خلوص کے ساتھ آتا ہے تو بے ہتھیار آئے ورنہ واپس[۱] چلا جائے سیوا جریدہ آیا جے سنگھ نے مہربانی سے اٹھکر گلے لگایا سیوا نے ہاتھ جوڑ کر کہا[۲] کہ ادنیٰ گنہگار غلاموں کی طرح حاضر ہوا ہوں اب آپ کو اختیار ہے ماریئے یا چھوڑ دیجئے خافی خاں کے الفاظ یہ ہیں۔

> بہ طریق بندہائے مجرم و ذلیل رو بدیں درگاہ آوردہ ام خواہے بہ بخش و خواہے بکش"

سیوا نے درخواست کی کہ تمام بڑے بڑے قلعے پیشکش ہیں۔ میرا بیٹا سنبھاجی ملازمان شاہی میں داخل کیا جائے میں مطلق العنان کسی قلعے میں بسر کرونگا لیکن جب کبھی ضرورت ہوگی فوراً حاضر ہونگا جے سنگھ نے اطمینان دلایا اور دلیر خاں کو کہلا بھیجا کہ محاصرہ اٹھا لو چنانچہ سات ہزار زن و مرد قلعے سے باہر نکلے اور ان کو امان دیگئی۔ دلیر خاں نے اپنی طرف سے تلوار جمدھر و دو عربی گھوڑے مع ساز طلائی سیوا کو عنایت کیئے اور اسکا ہاتھ جے سنگھ کے ہاتھ میں دیا جے سنگھ نے خلعت گھوڑا اور ہاتھی عطا کیا دلیر خاں نے اپنے ہاتھ سے سیوا کی کمر میں تلوار باندھی لیکن سیوا نے تھوڑی دیر کے بعد کھولکر رکھدی اور کہا کہ میں بغیر ہتھیار کے خدمتگذاری کرونگا اسکے بعد جے سنگھ نے سیوا کی معافی کیلئے دربار شاہی میں لکھ بھیجا تھا وہاں سے فرمان خلعت آیا سیوا کو پہلے خلعت اور فرمان کے قبول کرنیکے آداب سکھلائے گئے چنانچہ فرمان کے استقبال کیلئے سیوا تین میل تک پیادہ گیا اور خلعت کے سامنے آداب بجا لایا[۳] سیوا نے ۳۵ قلعوں میں سے ۲۳ قلعے خدام شاہی کے حوالے کر دیئے۔ سیوا کے بیٹے سنبھا کیلئے راجہ جے سنگھ نے پنجہزاری کے منصب کی سفارش کی تھی چنانچہ وہ منظور ہوئی اور سنبھا کو فرمان شاہی عنایت ہوا۔

[۱] خافی خاں صفحہ ۱۸۱ جلد دوم۔ [۲] بے ہتھیار آنیکی شرط ماثر عالمگیری میں مذکور ہے۔ [۳] خافی خاں صفحہ ۱۸۲ جلد دوم [۴] یہ تمام تفصیل خافی خاں میں ہے۔

سیوا۔ ذی الحجہ ۱۰۷۶ھ ہجری کو جے سنگھ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اُسوقت سے اب تک تلوار نہیں باندھتا تھا یعنی ۲۲ ربیع الاول یعنی قریباً چار مہینے کے بعد جے سنگھ نے اُس کو ہتھیار لگانیکی اجازت دی اور مرصع تلوار عنایت کی۔

اِس موقع پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عالمگیر نے جب جے سنگھ کو سیوا کے استیصال کیلئے بھیجا تھا تو عادل شاہ والی بیجاپور کو بھی لکھا تھا وہ بھی اپنی فوجیں سیوا کے مقابلہ کیلئے بھیجے عادل شاہ نے بظاہر اس حکم کی تعمیل بھی کی لیکن وہ درحقیقت سیوا کے وجود کو پولیٹیکل اغراض کیلئے ضروری سمجھتا تھا اسلئے مخفی سیوا کو ہر طرح کی مدد دیتا تھا اور قطب شاہ والی حیدرآباد کو بھی اسکی سفارش کی مآثر عالمگیری میں اس واقعہ کو نہایت صراحت کیساتھ لکھا ہے چنانچہ اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

فرمان کرامت عنوان بہ عادل شاہ بغرض مدد یافتہ شد کہ او نیز افواج خویش بر سر آں بدکیش تعیین نماید اگرچہ بظاہر چنیں وانمود کہ بنابر امتثال امر اعلیٰ وارفع او ساعیست و برخے از لشکر ہائے خود بجد و جہد و دولایت آں مخذول لعین نمودہ بود لیکن ازیں جہت کہ فرع آں بد نہاد و قلع ریشہ فساد او بالکلیہ از مقدمات خرابی حال خویش اندیشیدہ تواب چناں می دانست کہ آں مقہور میان عساکر منصور و اہل بیجاپور حائل باشد دریں اوقات بنا بر مصلحت کار خود با او نامہ و پیام و عہود و مواثیق سلسلہ جنباں یک دلی و موافقت گشتہ متفق و ہمداستان شدہ بود نہانی در امداد و مراعات دلش کوشیدہ بہ تفویض اقطاعات رسال نقود و دیگر یا بحتاج او را اعانت می کرد و بداں ناقص اندیشہ والی قطب الملک نیز بر سر ایں معنی بود

کیا ان واقعات کے بعد بھی عالمگیر کا حملہ بیجاپور اور حیدرآباد پر بے وجہ کہا جاسکتا تھا یہ ایک اتفاقی مسئلہ بیچ میں آگیا تھا اب ہم پھر سیوا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں سیوا نے اطاعت قبول کی اور تیئیس قلعوں کی کنجیاں حوالہ کیں ۹ سنہ جلوس مطابق ۱۰۷۶ھ میں وہ پایۂ تخت یعنی آگرہ کو روانہ ہوا شہر کے قریب پہنچا تو عالمگیر نے کنور رام سنگھ کو جو راجہ جے سنگھ کا بیٹا تھا اور مخلص خاں کو استقبال کیلئے بھیجا سیوا دربار میں پہنچکر آداب بجالایا اور نذر پیش کی عالمگیر نے ارشاد کیا کہ پنجہزاری امرا کی قطار میں اسکو جگہ دیجائے لیکن سیوا کی توقع اس سے زیادہ تھیں اُسنے ایک گوشہ میں جاکر رام سنگھ سے اسکی شکایت کی اور دردشکم کے بہانہ سے وہیں فرش پر لیٹ گیا عالمگیر نے حکم دیا کہ فرودگاہ کو واپس جائے یورپین مورخوں اور انکے مقلدین نے عالمگیر کی ناعاقبت اندیشی اور غلط کاری کی جو یادداشت مرتب کی ہے اسکا پہلا نمبر یہیں سے شروع ہوتا ہے الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی اپنی تاریخ ہند میں لکھتے ہیں۔

اورنگزیب کو یہ موقع حاصل تھا کہ سیواجی سے اہلیت برتتا نہایت سلوک سے پیش آکر اُس سے فائدہ اُٹھاتا مگر جیسی کہ اسکی رائیں مذہبی و ملکی معاملے میں تنگ اور تاریک تھیں ویسے ہی تدبیر ممالک میں پست و کوتاہ تھیں چنانچہ وہ اپنی طبیعت کو سیواجی کی یکایک تذلیل و اہانت سے روک تھام تو کرسکا مگر اپنے تعصب سے بالکل کنارہ کش ہو سکا حال یہ کہ جب سیواجی دہلی کے متصل پہنچا تو ایک کمتر درجہ کا امیر اسکی پیشوائی کو جے سنگھ کے بیٹے رام کے ساتھ بھیجا گیا اور جبکہ وہ خود دربار میں حاضر ہوا تو اسکی بات نہ پوچھی گئی یہانتک کہ سیواجی نے کمال ادب سے پیشکش کیں اور غالباً یہ چاہا کہ دستور کے موافق تعریف ثنا کے فقرے ادا کرے بخضوع و خشوع تخت کی طرف آگے کو بڑھے گر جیسا اُسنے دیکھا کہ بادشاہ نے کچھ توجہ نہ فرمائی اور تیسرے درجہ کے امرا میں بلا امتیاز اُس کو کھڑا کیا تو وہ اپنے رنج و غیرت کو نہ روک سکا چنانچہ غصہ و حمیت کے مارے رنگ اسکا پلٹ گیا اور درباریوں کی صف سے کچھ پیچھے ہٹا اور غش کھا کر زمین پر گر پڑا بعد اسکے ہوش میں آیا تو رام سنگھ کو اُسکے باپ کی دھوکہ دہی و وعدہ خلافی پر برا بھلا کہا اور

اصل بھنگر بادشاہ کے ملازموں سے یہ درخواست پیش کی کہ اب مناسب یہی ہے کہ جیسا میری بات کو خاک میں ملا دیا ویسا ہی مجھکو خاک میں ملا دیجیے آبرو گئی تو جان کی کیا پرواہ ہے۔

لین پول - فرائر - برنیر وغیرہ یورپین مصنفین نے اُسکے قریب قریب لکھا ہے اس واقعہ کے بعد عالمگیر نے سیواجی کو قید کرلیا اور اسپر پہرے بٹھادیئے اس بحث میں امور ذیل تنقیح طلب ہیں۔

(۱) جو برتاؤ سیواجی کے ساتھ کیا گیا تحقیر و اہانت کی غرض سے تھا (۲) کیا سیواجی کو قید کرلیا گیا تھا (۳) اگر سیواجی کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا تو کیا وہ مطیع بنجاتا (۴) اس واقعہ کے متعلق یورپین اور مسلمان مورخوں میں سے کس کی شہادت زیادہ معتبر ہے اس امر کو سب مورخین تسلیم کرتے ہیں کہ سیواجی کی پیشوائی کیلئے رام سنگھ اور مخلص خاں بھیجے گئے تھے۔

رام سنگھ راجہ جے سنگھ کا بیٹا تھا جو امرائے عالمگیری میں سب سے زیادہ ممتاز اور سپہ سالار لشکر تھا رام سنگھ شاہجہاں کے سنہ ۱۹ جلوس میں پانچ سو سواروں کے ساتھ دربار میں آیا تھا اور اُسکو ہزاری منصب اور خلعت عطا ہوا تھا سنہ ۲۷ جلوس شاہجہانی میں اسکا منصب سہ و نیم ہزاری تک پہنچا۔ عالمگیر کے زمانہ میں وہ معتمد خاص رہا یہانتک کہ سلیمان شکوہ کے لانے کیلئے عالمگیر نے اُسی کو راجہ جے سنگھ کا قائم مقام بنا کر بھیجا سیواجی کی اطاعت کی جس دن خبر آئی عالمگیر نے اُسکو زیور مرصع ہاتھی اور خلعت عطا کیا[۵۱]

چونکہ سیواجی راجہ جے سنگھ کی توسط اور ضمانت سے دربار میں آیا تھا اسلیئے اُسکے استقبال کے لیئے رام سنگھ سے زیادہ کون موزوں ہو سکتا تھا جو اپنے باپ کا فرزند رشید اور اُسکا قائم مقام تھا مخلص خاں اسکے ساتھ اسلیئے بھیجا گیا تھا کہ یہ خیال نہ ہو کہ ہندوؤں کے تعصب سے کوئی مسلمان درباری نہیں بھیجا گیا الفنسٹن صاحب کی اس چالاکی کو دیکھو کہ استقبال کا اصلی ممبر مخلص خاں کو قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رام سنگھ اُسکے ساتھ بھیجدیا گیا تھا حالانکہ تمام تاریخوں میں رام سنگھ کا نام مقدم رکھا گیا ہے۔

سیواجی کو جو منصب عطا ہوا پنجہزاری تھا جس کو الفنسٹن صاحب اپنی کتاب کے نوٹ میں تیسرے درجہ کا منصب قرار دیتے ہیں لیکن ہمارے نامور مورخ کو یہ معلوم نہیں کہ خود راجہ جے سنگھ کا منصب اُسوقت تک پنجہزاری سے زیادہ نہ تھا اس فتح عظیم کے صلہ میں جب اسکے منصب پر دو ہزار کا اضافہ ہوا ہے تب جاکر وہ ہفت ہزاری ہوا ہے مآثر عالمگیری میں ہے

> نوزدہم ذالحجہ کہ خبر فتح قلعہ پورندھر و کیفیت آمدن سیوا بمسامع جاہ و جلال رسید دو ہزار سوار از تابینانش دو اسپہ سہ اسپہ مقرر فرمودہ کہ منصبش از اصل و اضافہ ہفت ہزاری ہزار دو اسپہ سہ اسپہ باشد[۵۲]

راجہ جے سنگھ پر موقوف نہیں خود وزیر اعظم **فاضل خاں** کا منصب پنجہزاری سے زیادہ نہ تھا اس سے بڑھکر یہ کہ مہارانا اودیپور سے زیادہ کوئی ہندوستان میں راجہ معزز نہ تھا لیکن خاندانی دربار شاہی سے ربط پیدا کیا تو جہانگیر نے رانا کرن کو بھی پنجہزاری منصب دیا اسکے بعد شاہجہاں نے سنہ ۱۰۳۷ھ میں رانا جگت سنگھ کو بھی منصب عطا کیا اسکے بعد رانا راج سنگھ کو دربار عالمگیری سے یہی منصب عطا ہوا چنانچہ رانا کرن کے تذکرے میں مآثر الامراء نے منصب کے یہ تمام واقعات درج کیئے ہیں کیا سیواجی اودیپور کے مہارانوں سے بھی زیادہ معزز درجہ رکھتا تھا[۵۳] ان سب کے علاوہ خود سیواجی کے باپ ساہوجی نے سنہ ۳ جلوس میں جب شاہجہاں کے دربار میں رسائی حاصل کی ہے تو شاہجہاں نے بھی اسکو پنجہزاری منصب عنایت کیا تھا[۵۴]

سیواجی کی اطاعت کا سلطنت پر کیا احسان تھا شاہی فوجوں نے اُسکے تمام علاقے فتح کر لیئے تھے وہ قلعے میں چاروں طرف سے

۵۱ رام سنگھ کا مفصل حال مستقل تذکرہ مآثر الامراء میں مذکور ہے ۵۲ عالمگیر نامہ کاظم شیرازی (صفحہ ۹۷) ۵۳ مآثر الامراء جلد دوم صفحہ (۲۴۳) ۱۴

گھر چکا تھا اس کے خاص صدر نشین قلعے کے برجوں پر شاہی پھریرا اُڑ چکا تھا ان مجبوریوں سے وہ ہتھیار رکھکر غلاموں کی طرح آیا اور دربار میں داخل کیا گیا تاہم اُسکے استقبال کے لیئے عالمگیر نے دربار میں سب سے زیادہ جو شخص موزوں ہو سکتا تھا اُسکو بھیجا پنجہزاری امرا کی صف میں جو خود راجہ جے سنگھ کا منصب تھا اُسکو جگہ دی اس سے زیادہ اور کیا چاہتا تھا؟ کیا شاہنشاہ ہند ایک مفتوح رہزن کے لیئے تخت سے اتر آتا بے شبہ یورپ اس قسم کی جھوٹی اور مکارانہ خوشامد کی مثالیں پیش کرسکتا ہی لیکن اسلام سے اسکی توقع نہیں رکھنی چاہیئے منصب کی بحث چھوڑکر سیواجی کا جو اعزاز کیا گیا اسکی کیفیت مآثر عالمگیری کی عبارت ذیل سے معلوم ہوگی۔

چوں بدرگاہ خلافت رسیدہ کامیاب تقبیل سدۂ سینہ گردید بعد از تقدیم آداب ملازمت باشارۂ والا بر لباط قرب منزلت باریافت ودر مقامی مناسب کہ جائے مقربان پیش گاہ دولت بود با امرائے نامدار و نوئینان رفیع مقدار دوش بردوش ایستادہ۔

جس کتاب کی یہ عبارت ہی وہ خاص عالمگیر کے حکم سے روزنامچہ کے طور پر لکھی گئی ہی اور عالمگیر کو اسکا مسودہ دکھا کر منظور کرالیا جاتا تھا اس بنا پر یہ الفاظ گویا عالمگیر کی زبان کے ہیں ان الفاظ میں صاف تصریح ہی کہ سیوا کو دربار میں وہ جگہ ملی جو مقربان دولت اور امرائے نامدار کی جگہ تھی اگر عالمگیر سیواجی کی تحقیر چاہتا تو اپنے روزنامچہ میں کیوں لکھواتا کہ اسکی توقیر اور عزت کیگئی دربار میں جو کچھ ہوا وہ ایک وقتی کارروائی تھی جو گھنٹہ دو گھنٹہ سے زیادہ نہیں رہ سکتی تھی لیکن تاریخ کی عمر قیامت کے دامن سے بندھی ہی اگر عالمگیر کو سیوا کی تحقیر مقصود ہوتی تو کیا وہ پسند کرتا کہ گھڑی دو گھڑی کیلیئے اسکو ذلت دے اور قیامت تک کیلیئے اس کی توقیر اور عزت کا واقعہ تاریخ میں درج کرایا جائے۔ یورپین مورخوں کے علاوہ خافی خاں کا بیان ہی جس نے ناراضی کے حسب ذیل اسباب بتلائے ہیں۔

(۱) سیواجی کے بیٹے کو اس سے پہلے پنجہزاری منصب عطا ہو چکا تھا اس لیئے باپ کی عزت بیٹے سے زیادہ ہونی چاہیئے تھی۔

(۲) جے سنگھ نے جو اسکو امیدیں دلائی تھیں بادشاہ کی طرف سے اُس کا اظہار نہیں ہوا (۳) اُس کا استقبال اس شان سے نہیں ہوا جو اُسکے خیال میں تھا استقبال کے متعلق تو ہم پہلے لکھ چکے ہیں باقی دو اعتراض توجہ کے قابل ہیں۔

اصل سوال یہ ہی کہ راجہ جے سنگھ نے سیوا کی نسبت کیا سفارش کی تھی جس کی بنا پر سیوا نے دربار میں جانا منظور کیا تھا عالمگیر نے اُس سفارش کو منظور کیا یا نہیں اور جو امیدیں کہ سیوا کو دلائی تھیں وہ عالمگیر کی طرف سے پوری کی گئیں یا نہیں۔

اس بات پر تمام مورخین متفق ہیں کہ جب سیوا دربار سے ناراض ہو کر چلا آیا تو عالمگیر نے حکم دیا کہ راجہ جے سنگھ کو کیفیت واقعہ سے اطلاع دیجائے وہاں سے جو جواب آئے اُس پر عمل کیا جائے خود خافی خاں لکھتا ہے۔

حکم نمودند کہ حقیقت براجہ جے سنگھ نوشتہ تا رسیدن جواب کہ آنچہ مصلحت صواب دید اندر عمل آید سیوا بمجرا نیاید (مآثر عالمگیری میں ہی) منشور متضمن این کیفیت بہ راجہ جے سنگھ اصدار یافت کہ آنچہ صلاح داند معروض دارد تا با او معاملہ بعد – راجہ جے سنگھ نے جو جواب بھیجا وہ صرف اسقدر تھا کہ اس کا جرم معاف کردیا جائے مآثر عالمگیری میں ہی "دریں اثنا عرضداشت راجہ جے سنگھ نیز رسید کہ با او عہد و قول درمیان آوردہ ام گذاشتن از جرم آں مخذول بہ اکثر مصالح اقرب است۔

چنانچہ اس عرضی کے آنے کے بعد سیوا کی نگرانی کا جو حکم تھا اُٹھا لیا گیا اور مطلق العنان کردیا گیا یعنی بنارس میں ایک مشہور خاندان

کے ہاں ایک قلمی بیاض دیکھی جسمیں راجہ جے سنگھ کے وہ خطوط ہیں جو اس نے سیوا کے معاملات اور مہمات کے متعلق عالمگیر کو لکھے تھے ان میں ایک
خط اس معاملے کے متعلق ہی یہ خط ایشیائی عام طریقے کے موافق بہت لمبا ہی لیکن تمام خط میں کہیں نہیں کہ میں نے سیوا سے ہفت ہزاری منصب
کا وعدہ کیا تھا نہ اس قسم کی اور کوئی خواہش مذکور ہی صرف اس قدر ہی کہ اس کی خاطرداری کی جائے موافق و مخالف مورخوں نے
لکھا ہی کہ راجہ جے سنگھ نے سنبھاجی (فرزند سیواجی) کیلئے پنجہزاری منصب کی سفارش کی تھی وہ منظور ہوئی اسیطرح نیتوجی
(سیواجی کا داماد) اور سر لشکر کے متعلق پنجہزاری کی سفارش راجہ جے سنگھ نے کی اور منظور ہوئی جب یہ مسلم ہی کہ جے سنگھ کی سفارشیں سنبھاجی وغیرہ کی
نسبت پوری پوری منظور ہوئیں جب یہ مسلم ہی کہ کوئی مورخ کنایۃً بھی دعوی نہیں کرتا کہ جے سنگھ نے سیواجی کیلئے ہفت ہزاری وغیرہ منصب کی سفارش کی
تھی جب یہ مسلم ہی اس واقعہ کے بعد جب عالمگیر نے جے سنگھ سے حقیقت حال اور صلاح پوچھی تو اس نے صرف عفو تقصیر اور استمالت کی درخواست کی تو بداہۃً ثابت ہے
کہ سیوا سے ہفت ہزاری وغیرہ کا کوئی وعدہ نہیں کیا گیا اور نہ کوئی امر وعدہ کے خلاف عمل میں آیا اسی بنا پر جے سنگھ نے یہ درخواست کی کہ
سیوا کی گستاخی جو اس بار میں سرزد ہوئی معاف کر دیجائے چنانچہ جو حکم دیا گیا تھا کہ سیوا کی نگرانی رکھی جائے وہ اٹھا لیا گیا۔

خافی خاں کا یہ اعتراض کہ سنبھاجی کو جو منصب عطا ہوا تھا سیوا کو اس سے زیادہ عطا ہونا چاہیئے تھا بظاہر لگتی ہوئی بات ہی لیکن واقعہ یہ
ہی کہ دربار تیموری میں اکثر ایسا ہوتا تھا کہ باپ بیٹے کو ایک درجہ کا منصب عطا کیا جاتا تھا اور چونکہ ابتداءً کسی کو پنجہزاری سے زیادہ منصب نہیں
ملسکتا تھا اس لیے سیوا کو بھی پہلے پہل یہی منصب دیا جا سکتا تھا جن لوگوں کو ہفت ہزاری اور دہ ہزاری وغیرہ منصب ملے ہیں سب ترقی کرتے
کرتے اس درجہ تک پہنچے ہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ سیوا کیلئے توڑا نہیں جا سکتا۔

یورپین مورخین کا یہ دعوی کہ اگر سیوا سے اچھا برتاؤ کیا جاتا تو وہ حلقہ بگوش بنجاتا کس قدر تاریخی شہادتوں کے خلاف ہی سیوا کی تمام
زندگی میں پابندی عہد کا کونسا واقعہ ہی؟ افضل خاں کا دغابازانہ قتل بیجاپور اور گولکنڈہ کے ساتھ مکارانہ سازشیں شہروں اور قصبوں پر غفلت اور
بے خبری میں چھاپے مارنا کیا ان واقعات سے اسی قسم کے نتائج کی امید ہو سکتی ہی۔ شدم آگاہ عمداز عجز آں بیدادگر وحشی ۔ اگر بعد از وفا ایں کارہا کردی چہ
میکردم۔ پچھلے بیانات سے اسقدر تو قطعاً ثابت ہو چکا کہ مرہٹوں کو عالمگیر نے نہیں چھیڑا تھا بلکہ شاہجہاں کے زمانہ میں وہ اسقدر قوت پکڑ چکے تھے کہ شاہجہاں
کو اپنی تمام قوت انکے مقابل صرف کر دینی پڑی تھی اور اسی اس مہم کے سر کرنے کیلئے خود دکن کا سفر کیا تھا یہ واضح ہو چکا کہ عالمگیر فوج نے
سیوا کو اسقدر پست پا کر دیا تھا کہ وہ ہتھیار کے بغیر سپہ سالار کے پاس حاضر ہو گیا یہ امر بھی تمام تاریخی شہادتوں سے تعین ہو چکا کہ عالمگیر نے
سیوا کے ساتھ جو برتاؤ کیا تو کسی طرح سیوا کے مرتبے اور شان کے خلاف نہ تھا اب گفتگو اسمیں ہی کہ سیوا نے اپنی قوت قائم کر لی اور اخیر تک وہ
عالمگیر کا حریف مقابل رہا اور اسکے مرنے کے بعد اس کے جانشینوں نے عالمگیر کی سلطنت کا سارا انتظام درہم برہم کر دیا تمام یورپین مورخوں
کا بیان ہی کہ عالمگیر مرہٹوں کے مقابلہ سے عاجز آ گیا تھا یہانتک کہ اس نے مرہٹوں کو چوتھ یعنی دکن کے چھ صوبوں کی چوتھائی آمدنی دینی منظور
کر لی۔ الفنسٹن صاحب اگرچہ چوتھ دینے کے واقعہ سے منکر ہیں تاہم لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب کے سرداروں کی تغیر و تبدل سے سیواجی
کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا اس لئے کہ راجہ جسونت شاہزادہ معظم کی طبیعت پر حاوی اور بادشاہ کی نسبت ہندوؤں کا زیادہ
خیر خواہ تھا علاوہ اسکے لوگوں کو بھی یقین کامل تھا کہ وہ بھی لالچی ہی اور روپیہ تھوڑی بات مانتا ہی غرضکہ ان وسیلوں سے

سیواجی نے اس کو رفیق بنایا اور نتیجہ یہ مرتب ہوا کہ اس کی درشاہزادہ معظم کی تائید و اعانت سے ایسی عمدہ عمدہ شرطوں پر بادشاہ سے آشتی کی جو اسکی توقع سے خارج تھیں چنانچہ بہت سا ملک اس کا اُسکو واپس کر دیا اور صوبہ برار میں اسکو جاگیر عنایت کی گئی اور راجائی کا خطاب اسکا تسلیم کیا گیا اور سارے قصوروں سے اُسکے چشم پوشی برتی گئی مفصل بحثوں سے پہلے ہم دکھلاتے ہیں کہ یورپین مورخ کس طرح واقعہ کی اصلی حیثیت بدلکر دوسرے قالب میں اسکو ڈھال لیتے ہیں واقعہ یہ ہے کہ جب سیوا بھاگ کر دکن پہنچا اور سنہ جلوس میں معظم شاہ بہمراہی جسونت سنگھ دکن کی صوبہ داری پر مامور ہوا تو سیواجی نے جسونت سنگھ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں اپنے بیٹے سنبھاجی کو بھیجتا ہوں کہ فوج میں کوئی عہدہ عنایت کیا جائے جسونت سنگھ نے یہ درخواست منظور کی۔ سیواجی نے سنبھا کو ایک ہزار فوج کے ساتھ شہزادہ معظم کی خدمت میں بھیجا چونکہ سنبھاجی کو پہلے بھی پنجہزاری منصب عالمگیر کے دربار سے مل چکا تھا اور سیواجی کے نظر بند ہونے کی حالت میں بھی دربار کی حاضری سے وہ کاہے گاہے جایا کرتا روزانہ حاضر ہو کر مجرا بجا لاتا تھا اسلیے معظم شاہ نے سنبھا کو پنجہزاری منصب عنایت کیا اور صوبہ برار میں اسکو جاگیر عنایت کی ماثر الامرا جلد دوم صفحہ ۲۸۸ میں ہے

بعد رسیدن بادشاہ زادہ مہاراجہ جسونت سنگھ پیغام کرد کہ سنبھا پسر خود را می فرستم بمنصب سرفراز شود جمعیت بکار امور شہزادہ دلش پذیر اشاں این معنی پسر خود را بر پرتاب رائے نامی کار پرداز جمعیت یکہزار سوار فرستادہ بعد ملازمت بمنصب پنجہزاری پنجہزار سوار و عطائے فیل با یراق مرصع و نیول در صوبہ برار غیرہ سر بلندی یافت

یہی عبارت ہی جس سے الفنسٹن صاحب نے واقعات مذکورۂ بالا اخذ کئے ہیں لیکن دیکھو کس رنگ آمیزی سے کام لیا ہے سیواجی نے اطاعت کی درخواست کی اور اپنے بیٹے کو ملازمت میں بھیجا درخواست منظور ہوئی اور عہدہ بحال ہوا عہدہ کی بحالی اور جاگیر کا عنایت ہونا دربار کی معمولی باتیں تھیں سینکڑوں عہدہ دار جرم کرتے تھے برطرف ہوتے تھے معافی مانگ کر بحال ہوتے تھے اور انکے منصب و جاگیر واپس ملتے تھے اسمیں غیر معمولی و غیر متوقع کیا بات ہے؟ لیکن الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں کہ ایسی ایسی عمدہ شرطوں پر بادشاہ سے آشتی کی کہ وہ اُس کی توقع سے خارج تھیں غیر متوقع شرطیں کیا تھیں یہی عہدہ کی بحالی اور جاگیر۔ راجائی کے خطاب کا ماثر الامرا میں ذکر نہیں لیکن ہوا بھی تو کیا؟ راجائی کا خطاب چھوٹے چھوٹے عہدہ داروں تک کو ملتا تھا سنبھاجی کو یہی خطاب ملا تھا لیکن الفنسٹن صاحب اس خطاب کو اس حیثیت سے ظاہر کرتے ہیں گویا سنبھاجی رئیس خود مختار تسلیم کیا گیا ان سب کے علاوہ وہ راجائی کا خطاب سنبھاجی کو عطا ہوا تھا الفنسٹن صاحب اس کو سیواجی کی طرف منسوب کرتے ہیں سنبھاجی کو صرف جاگیر عطا ہوئی تھی جو معمولاً عہدہ داروں کو عطا ہوا کرتی تھی الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں کہ اسکا ملک اُسکو واپس ہوا گویا عالمگیر نے اُس کا صاحب ملک ہونا تسلیم کر لیا تھا غور کرو ایک ذراسی عبارت کے مطلب میں الفنسٹن صاحب نے کس قدر تصرفات کئے اور کسقدر تو ہم و تحریفات چوتھ کا یہ واقعہ ہے کہ دکن میں ایک مدت سے یہ واقعہ چلا آتا تھا اور زمانہ حال تک باقی تھا کہ تحصیلدار اور کالکٹر کے بجائے دیسکھ ہوتے تھے یہ مالگذاری وصول کر کے سرکار میں داخل کرتے تھے اور انکو رقم موصولہ کا دسواں حصہ یا اس سے زائد ملتا تھا۔ سیواجی اور اُسکے جانشین سنبھاجی اور رام راجا مر گئے تو تارا بائی نے جو رام راجہ کی زوجہ اور نہایت بہادر اور صاحب حوصلہ تھی مدت تک شورش و فساد کا سلسلہ قائم رکھا لیکن بالآخر عاجز آکر یہ درخواست کی کہ نو روپے فیصدی پر دیسکھی کا منصب عطا کیا جائے لیکن عالمگیر نے منظور نہ کیا خافی خاں لکھتا ہے۔

در اواخر عہد خلد مکان (عالمگیر) ہر چند وکلائے تارا بائی رانی کہ زن رام راجا بعد وفات شوہر با وجود نہ سالہ مخالفت

۵۱ ترجمہ تاریخ الفنسٹن صاحب مطبوعہ علی گڈھ صفحہ ۴۵۵ — ۱۳

بابادشاہ می زد التماس مصالحہ بشرط عطا نمودن سردیسمکھی شش صوبہ دکن بدستور فی صد دہ روپیہ رجوع آوردہ بود
بادشاہ مغفور را از غیرت اسلام و بمیان آوردن بعض سبب قبول ننمود (خافی خاں صفحہ ۷۸۳)

الفنسٹن صاحب بھی باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کرتے ہیں کہ عالمگیر نے مرہٹوں کو چوتھ دینا منظور نہیں کیا چنانچہ لکھتے ہیں

اب بادشاہ کا حال ایسا پتلا ہوگیا تھا کہ کام بخش کے سمجھانے بجھانے سے آشتی کا خواہاں ہوا یہاں تک کہ اگر مرہٹوں کی بیہودہ درخواستوں اور ناشائستہ حرکتوں سے آشتی کی لکھا پڑھی منقطع نہ ہوتی تو گمان غالب تھا کہ وہ ساہو کو قید سے رہائی بخشتا اور دکن کے محاصل فیصدی سالانہ اسی طرح عنایت کرتا کہ یکی یا کوئی تنہ لگتا[۵۱] صفحہ ۱۲۶

عالمگیر کے بعد ۱۱۱۹ھ ہجری بزمانہ بہادر شاہ راجہ ساہو کے وکیل نے ذوالفقار خاں کے ذریعہ سے سردیسمکھی کی سند کی درخواست کی بہادر شاہ نے منظور بھی کر لیا لیکن مرہٹوں کی آپس کی نااتفاقی کی وجہ سے ملتوی رہ گئی۔ مولوی غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ میں غلطی سے لکھدیا ہی کہ عالمگیر نے سند لکھدی تھی لیکن پھر اُنکی رائے پھر گئی۔ آزاد کی عبارت یہ ہے۔

آخر رائے بادشاہ برگشت و مرہٹگ مراکہ ہنوز اسناد حوالہ غنیم (مرہٹہ) نکردہ بود حضور طلبید[۵۲]

آزاد کا بیان اگرچہ تمام مورخوں کے خلاف ہے تاہم اُس کا حاصل یہی ہی کہ بالآخر عالمگیر نے مرہٹوں کی درخواست منظور نہیں کی ان شہادتوں کے مقابلے میں یورپین مورخوں کا یہ بیان کس قدر تعجب انگیز ہے لیکن اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو سردیسمکھی کا عہدہ رعایا اور ماتحتوں کو دیا جاتا ہی بالکل اس طرح جس طرح یہاں انگریزی گورنمنٹ سے پہلے چودھری اور مکھیا ہوتے تھے آج بھی دکن میں سینکڑوں دیسمکھ موجود ہیں لیکن یورپین مورخ اس کی تعبیر اس طرح کی کہ آج تمام جدید تعلیم یافتہ یہ سمجھتے ہیں کہ عالمگیر نے دیکر بطور خراج یا ٹکس کے مرہٹوں کو یہ رقم دینی منظور کر لی تھی ان واقعات سے قیاس ہو سکتا ہی کہ صرف ایک لفظ کے مفہوم بدل دینے سے تاریخ کا رخ کس طرح بدل جاتا ہے۔ چوتھ یا دیسمکھی کا منظور کرنا تو محض افترا ہی تاہم اس سے اصل بحث کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ مخالف کہہ سکتا ہے اور کہتا ہی کہ گو عالمگیر نے کوئی رقم دینی نہ منظور کی ہو لیکن مرہٹوں نے اُس کی سلطنت کے ارکان متزلزل کر دیئے تھے۔ الفنسٹن صاحب لکھتے ہیں۔

جوں جوں کہ مرہٹے لوگ اورنگ زیب کی فوج اکبر کے قریب آتے گئے اسی قدر اس کی مشکلات زیادہ ہوتی گئیں یہانتک کہ کبھی کبھی یہ لشکر تک لپٹتے مارتے آتے تھے اور رسدوں کو کاٹتے تھے اور مویشیوں کو سامنے سے اٹھا لیجاتے تھے اور چرکٹوں کو مار ڈالتے تھے اور ایسا تنگ کیا تھا کہ جبتک قومی محافظوں کا گروہ ہمراہ نہ ہوتا تھا تب تک کیلا دکیلا چھاونی سے باہر جا سکتا تھا اور اگر کوئی معمولی ٹکڑا فوج کا اُنکی دوود بک کیلئے روانہ کیا جاتا تو وہ لوگ اُس ٹکڑے کو مار پیٹ کر بھگاتے تھے یا بالکل تباہ کر دیتے تھے عالمگیر کا پچھلا جنگی کام یہ تھا کہ وہ احمد نگر لوٹا اور لوٹنے کا حال اس کی ہارتی تھکی مویشیوں اور ٹوٹی پھوٹی فوجوں سے کچھ ایسا سکتا ہی چنانچہ لشکر کی بھیڑ بھاڑ افسرگی پژمردگی اور بے انتظامی پیچھے کو ہٹتی تھی اور بند وقچیوں کی متواتر گولی چلانے سے کان اُنکے بہرے ہوگئے تھے اور بھالے والوں کی دھاودں اور للکاروں سے بہت گھبرا گئے تھے اور ہر وقت اُن کو یہی کھٹکا رہتا تھا کہ اب مرہٹوں کی جانب سے عام دھاوا ہوگا اور ہماری بربادی کمال کو پہنچے گی۔

ان واقعات کے طے کرنے کے لیئے ہم کو پہلے سیواجی اور اُسکے جانشینوں کی مختصر تاریخ پیش نظر رکھنی چاہیئے سیواجی جب ابر آباد سے

[۵۱] خافی خاں صفحہ ۶۲۶ و ۶۲۷ (۶۲) [۵۲] خزانہ عامرہ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۴۱

نکلکر دکن پہنچا تو ریاست گولکنڈہ کی اعانت سے شاہی علاقوں پر غارتگری شروع کی اور متعدد قلعوں پر قابض ہوگیا عالمگیر نے اسکی تنبیہ کیلئے وقتاً فوقتاً فوجیں متعین کیں جو کبھی فتح پاتی تھیں اور کبھی شکست کھاتی تھیں بالآخر ۲۳ جلوس مطابق ۱۰۹۰ ہجری میں سیوا نے وفات پائی اسکے بعد اسکا بیٹا سنبھاجی جانشین ہوا اُسنے برہان پور پر دفعتاً حملہ کرکے نہایت سفاکی اور بیدردی سے تمام شہر میں آگ لگادی۔ علماء اور مشائخ برہانپور نے ایک محضر تیار کرکے عالمگیر کے پاس بھیجا کہ یہ ملک دار الحرب ہوگیا اور اب یہاں جمعہ اور جماعت جائز نہیں عالمگیر نے ابتک مرہٹوں کی شرارتوں پر چنداں توجہ نہیں کی تھی لیکن اس واقعہ نے اس کو متاثر کیا اور محضر کے جواب میں لکھا کہ میں خود آتا ہوں ۲۵ جلوس میں وہ دکن کو روانہ ہوا اور اورنگ آباد میں قیام کرکے اپنے بڑے بیٹے معظم شاہ کو مرہٹوں کے استیصال کیلئے روانہ کیا معظم شاہ دکن کے تمام علاقوں کو پامال کرتا ہوا انتہائے حد تک پہنچ گیا لیکن آب و ہوا کی ردات اور رسد کی نایابی کی وجہ سے ہزاروں آدمی اور مویشی تباہ ہوگئے اور بالآخر عالمگیر نے اُس کو واپس بلالیا اسکے بعد وقتاً فوقتاً فوجیں متعین ہوتی رہیں لیکن چونکہ سنبھاجی کو بیجاپور اور حیدرآباد سے مدد ملتی رہتی تھی اسلئے کامیابی نہیں ہوتی تھی۔ عالمگیر نے مرہٹوں کی طرف سے توجہ ہٹاکر حیدرآباد کی طرف رخ کیا اور اُسکو فتح کرکے ممالک مقبوضہ میں داخل کرلیا۔

اس مہم سے فارغ ہوکر ۳۲ جلوس مطابق ۱۱۰۰ ہجری میں مقرب خاں کو سنبھا کے استیصال کیلئے روانہ کیا مقرب خاں نے کولاپور میں پہنچکر مقام کیا یہاں اسکو خبر لگی کہ سنبھا دو تین ہزار سواروں کے ساتھ سنگمیر میں مقیم ہے اگرچہ یہ مقام کولاپور سے ۴۵ کوس کے فاصلہ پر تھا اور رستہ اسقدر دشوار گزار تھا کہ جابجا مقرب خاں کو گھوڑے سے اترکر پیادہ چلنا پڑتا تھا تاہم اس تیزی سے یلغار کرتا ہوا پہنچا کہ سنبھا خبردار بھی نہ ہونے پایا اور مقرب خاں نے اُسکو جالیا چونکہ مقرب خاں کے ساتھ صرف دو تین سو سوار تھے سنبھا نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور مع اہل و عیال کے زندہ گرفتار ہوا چونکہ سنبھا سخت سفاک و ظالم تھا اور صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندو بھی اُس کی سفاکیوں اور بے رحمانہ غارتگریوں سے نالاں تھے جب اسکی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو تمام ملک میں خوشی کے غلغلے بلند ہوئے جب وہ پابزنجیر ہوکر عالمگیر کے دربار میں روانہ کیا گیا تو راہ میں جدھر گذر ہوتا تھا شرفاء عورتیں گھر سے نکل آتی تھیں اور خوشیاں کرتی تھیں خافی خاں لکھتا ہے۔

اہل مستورات گرفتہ تا مردان دست و پا باختہ از خوشی و فتحی ایں خبر خواب نہ نمودہ تا دو منزل تماشا برآمدہ شکر گویان استقبال نمودہ بودند و در ہر قصبہ و دیہات سر راہ اطراف ہر جا خبر می رسید اہل شادی نواختہ می گردید و ہر جا گذر می نمودند در بام برقرار بسر گشتہ شادی کنان تماشا می نمودند

غرض سنبھا عالمگیر کے دربار میں حاضر کیا گیا اور چونکہ اُس نے رو در رو عالمگیر کو سخت گالیاں دیں عالمگیر نے اسکی زبان کاٹنے کا حکم دیا پھر آنکھیں نکلوا کر قتل کردیا گیا اس موقع پر یاد رکھنا چاہیئے کہ عالمگیر کی پچاس برس کی حکومت کا صرف یہ ایک مستثنیٰ واقعہ ہے ورنہ اُس نے کبھی کسی کو اس قسم کی وحشیانہ سزا نہیں دی سنبھا کے ساتھ اسکا بیٹا ساہو اور اسکی ماں بھی گرفتار ہوئی تھی عالمگیر نے اس موقع پر ایسی فیاضی کی اور وسعت حوصلہ سے کام لیا جس کی نظیر تاریخوں میں بہت کم ملسکتی تھی اُس نے ساہو کو جو سات آٹھ برس کا لڑکا تھا ہفت ہزاری کا منصب اور راجہ کا خطاب دیا اور اسکی سرکار قائم کرکے دیوان اور بخشی مقرر کیے اور حکم دیا کہ اس کا خیمہ ہمیشہ شاہی خیمہ

کے ساتھ البتہ وہ کیا جائے اُسکے چھوٹے بھائیوں یعنی من سنگھ اور ادوے سنگھ کی بھی یہی طرح قدر افزائی کی بے شبہ یہ بڑی فیاضی کا کام تھا لیکن دوراندیشی سے دُور تھا خافی خاں نے سچ لکھا ہے کہ یہ بھی کشتن و بچہ نگہداشتن تھا ہندوؤں کے مذہب میں قید کی حالت میں کھانا نہیں کھاتے اس بنا پر ساہو صرف مٹھائی اور میوہ جات پر بسر کرتا تھا عالمگیر کو یہ حال معلوم ہوا تو حمید الدین خاں کو بھیجا کہ ساہو سے کہو کہ تم قید میں نہیں بلکہ اپنے گھر میں ہو اسلیئے تم کو بے تکلف کھانا چاہیئے عالمگیر کو اُس کے مخالف متعصب اور سنگدل کہتے ہیں لیکن اگر تعصب اسی کا نام ہے تو ہزاروں بے تعصبیاں اس پر نثار کردینی چاہئیں عالمگیر کا برتاؤ اخیر تک ساہو کے ساتھ مربیانہ و فیاضانہ رہا چنانچہ عالمگیر کے مرنے کے بعد ساہو نے خودمختاری کا علم بلند کیا لیکن عالمگیر کے احسانوں کا یہ بھی اتنا پاس تھا کہ سب سے پہلے عالمگیر کی قبر پر جاکر زیارت کی سنبھا کے مرنے کے بعد اس کا بھائی جانشین ہوا اور متعدد موقعوں پر شاہی فوج کو سخت شکستیں دیں اسکی فوج کے دو بڑے سردار سنتا اور دھنا جو دس دس بارہ بارہ ہزار جمعیت کے ساتھ تمام ملک کو لوٹتے پھرتے تھے اور ان کا اسقدر رعب چھا گیا تھا کہ بادشاہی افسر انکے مقابلہ سے جی چراتے تھے منتخب اللباب میں ان کی فتوحات جس طرح زور سے بیان کیا ہے لیکن بہرحال نتیجہ یہ ہوا کہ سنتا سنہ ۱۱۰۵ ہجری میں مقتول ہوا اور راجا جونپے مقامات سے بھاگ کر اور نگ آباد کے علاقہ میں قصبات اور دیہات کو لوٹتا تھا ۱۱۱۰ ہجری میں مرگیا تاہم جیسا کہ ابھی اسکی بیوی تارا بائی نے مرہٹوں کی سرداری حاصل کی اور راجا کی طرح ہمت و تدبیر سے عالمگیر کو پریشان کرتا رہا لیکن عالمگیر نے بھی عزم کرلیا تھا کہ مرہٹوں کا بالکل استیصال کردے اسکے لیے سب سے مقدم امر یہ تھا کہ مرہٹوں کے قلعے جو کہ ناقابل تسخیر سمجھے جاتے تھے فتح کیئے جائیں یہ قلعے ایسے محفوظ بلند مستحکم اور چاروں طرف سے ناقابل گزر جنگلوں سے گھرے ہوئے تھے کہ ان کا فتح کرنا آدمی کا کام نہ تھا بعض بعض میلوں کی بلندی پر واقع تھے راج گڈھ کا قلعہ جو سیواجی کا گویا پایہ تخت تھا اس کا دور بارہ میل کا تھا ان قلعوں پر جانے کے لیئے کئی کئی دن متواتر سفر میں ایک ایک کوس طے ہوتا تھا الفنسٹن صاحب مصائب راہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

فوج کی حالت میں نامکمن العبور ندیاں سیلابی وادیوں پر خلاب نالوں اور تنگ رستوں کیسقدر تکلیفیں ہوتی ہونگی جہاں سامان رسد کا پہنچنا ممکن نہ ہوتا تھا اس کو ٹھیر جانا ہو جاتا تھا اور چارہ گھاس نہ ملنے سے جانوران باربرداری کی یہ حالت ہوجاتی تھی کہ فوج بے دست و پا ہو جاتی تھی برسات کے سوا گرمیوں میں منزل کی سختی خیموں کی اذیت اور پانی نہ ملنے کی مصیبت بیان سے باہر ہے۔

عالمگیر کی عمر اس وقت ۸۶ برس کی ہو چکی تھی تاہم اس جوان ہمت بادشاہ نے بذات خود اس کی کمان لی اور بالآخر تمام قلعے ایک ایک کرکے فتح کر لئے الفنسٹن صاحب نہایت ناگواری اور مجبوری سے شہادت دیتے ہیں

اورنگزیب اپنی چال چلے گیا یہانتک کہ اگلے چار برس میں سارے بڑے بڑے قلعوں کو اپنے تصرف میں لایا بہت لمبے چوڑے اور خونوں کے بیان واقع ہوئے اور وہ وقت طرح طرح کی تدبیریں اور ضمانت بھامت کی خلوتیں کی گئیں مگر وہ تدبیریں ایسی تھیں تو آخر مرہٹوں کے بعد اخیری واقع ہوئیں کہ تفصیل ان کی نہایت مشکل بلکہ غیرممکن ہے بہرحال انجام ان کا یہ ہوا کہ وہ قلعے مذکورہ بالا فتح ہو گئے

غرض سنہ ۱۱۱۷ھ مطابق سنہ ۴۹ جلوس یعنی عالمگیر کی وفات سے دو برس قبل مرہٹوں کے تمام قلعے اور محفوظ مقامات فتح ہو گئے اور عالمگیر نے دیواپور میں جو ستارا کے قریب ہے قیام کرکے حسین قلی خاں کو اس کام پر متعین کیا کہ تمام مفتوحہ قلعوں کا انتظام کرے

۵۱ مآثر عالمگیری صفحہ ۴۳۲ مطبوعہ کلکتہ ۱۲ ۵۲ تاریخ الفنسٹن صاحب مطبوعہ علی گڈھ صفحہ ۱۷

ضرورہی کر دونوں سے الگ الگ بحث کیجائے پہلے ہم پولیٹیکل اسباب شروع کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے زور و قوت کے تین مرکز تھے جے پور، جودھپور، اودیپور ان میں جے پور اور جودھپور بالکل مطیع ہوگئے تھے لیکن اودیپور کی یہ حالت تھی کہ برابر سے لیکر شاہجہاں تک کے زمانہ تک حملے کیوقت اُسکی گردن جھک جاتی تھی لیکن جب حملہ آور چلے آتے تھے پھر وہی سرکش کا سرکش بنجاتا تھا۔ شاہجہاں نے جب بیماری کی حالت میں دارا شکوہ کو ولیعہد بناکر اُس کو سیاہ و سپید کا مالک بنادیا تو اُس زمانہ میں مہاراجہ جودھپور کے جانشین جے سنگھ اور جسونت سنگھ تھے عالمگیر جب دکن سے اکبرآباد چلا تو داراشکوہ کی طرف سے جسونت سنگھ ایک فوج گراں لیے ہوئے اوجین میں پڑا تھا عالمگیر نے نہایت الحاح سے کہلا بھیجا کہ میں صرف اعلیٰحضرت کی عیادت کو جاتا ہوں تم سد راہ نہو جسونت سنگھ نے نہ مانا اور سخت معرکہ ہوا جسونت سنگھ نے شکست کھائی اور بھاگ نکلا عالمگیر جب تخت حکومت پر متمکن ہوا تو پہلے ہی سال جسونت سنگھ نے عفو تقصیر کی سلسلہ جنبانی کی اور عالمگیر نے فیاضدلی سے معاف کردیا شجاع سے (عالمگیر کا بھائی) جب معرکہ پیش آیا تو عالمگیر نے جسونت سنگھ کو فوج جرار کا افسر مقرر کیا لیکن جسونت سنگھ نے پہلے سے مرزا شجاع سے سازش کرلی تھی چنانچہ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے مقابل پڑی ہوئی تھیں تو جسونت سنگھ رات کے پچھلے پہر دفعتہً اپنی تمام فوج لیکر عالمگیر کی فوج سے نکلکر شجاع کیطرف چلا اُس کی فوج نے شاہی اسباب و خزانہ پر دست درازی کی اور اسقدر برہمی ہوئی کہ عالمگیر کی کل فوج میں سے نصف کے قریب جسونت سنگھ کے ساتھ ہوکر شجاع سے جاملی ایسا نازک موقع تھا کہ اُس کے سنبھالنے کیلیے صرف عالمگیر کا دل و دماغ درکار تھا۔ عالمگیر کے جبین استقلال پر شکن تک نہیں پڑی اور اسی بے سر و سامانی پر بھی میدان سے ہٹا ساتھ ہی چند روز کے بعد جسونت سنگھ کا جب کہیں ٹھکانا نہ رہا تو پھر عفو کا خواستگار ہوا عالمگیر نے پھر فیاضدلی سے کام لیا اور چونکہ وہ شرم سے منہ دکھانا نہیں چاہتا تھا عالمگیر نے غائبانہ اُس کا منصب و خطاب بدستور بحال کرکے احمد آباد کا صوبہ دار مقرر کردیا اور وقتاً فوقتاً اُسکو بڑی بڑی مہمات پر مامور کیا یہانتک کہ دکن میں سیواجی کے مقابلہ پر بھیجا لیکن غدر یہاں بھی اپنی فطری عادت سے باز نہ رہا الفنسٹن صاحب لکھتے ہیں جسونت سنگھ شاہزادہ معظم کی طبیعت پر حاوی اور بادشاہ کی نسبت ہندوؤں کا زیادہ خیرخواہ تھا اُس کے لوگوں کو بھی یقین کامل تھا کہ وہ الجھی ہوئی رشوت کی بات تھوڑی بہت تھا ہی غرضکہ ان پہلوؤں سے سیواجی نے اسکو اپنا رفیق بنالیا جسونت سنگھ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ راؤ بھاؤ سنگھ ہاڈا کو جو ریاست بوندی کا راجہ اور سہ ہزاری منصب رکھتا تھا اور اس مہم میں ساتھ شریک تھا اپنے ساتھ شریک کرنا چاہا اور جب اُسنے نمکحرامی سے انکار کیا تو اُسکی بہن جو جسونت سنگھ کے عقد نکاح میں تھی وطن سے بلوا کر بیچ میں ڈالا لیکن اُس وفادار نے اب بھی حق نمک کو قرابت پر مقدم رکھا مآثر الامرا میں راؤ بھاؤ سنگھ کے تذکرے میں لکھا ہے۔

چوں ہمشیرہ راؤ بھاؤ سنگھ بدست مہاراجہ (جسونت سنگھ) بود مہاراجہ زن خود از وطن طلب داشتہ واسطہ نمود کہ با وے سازموافقت کوک نماید اما راؤ بھاؤ سنگھ حق نمک مقدم داشتہ تن بمدعا نقش در نداد۔

بالآخر جسونت سنگھ کابل کی مہم پر مامور ہوا اور ۲۲ سنہ جلوس عالمگیری میں قضا کر گیا جسونت سنگھ جب مرا تو اُس کی کوئی اولاد نہ تھی

یہ تمام حالات اگرچہ خافی خاں وغیرہ تمام تاریخوں میں ہیں لیکن مفصل اور مسلسل تذکرہ مآثر الامرا جلد سوم میں ہے ۵۲ ترجمہ تاریخ الفنسٹن مطبوعہ علیگڈہ صفحہ ۱۷۷ مآثر الامرا سے بھی اس بیان کی تائید ہوتی ہے۔

لیکن اسکے کارپردازوں نے دربار میں اطلاع دی کہ اس کی دو بیبیوں کو حمل ہے لاہور میں پہنچکر انہوں نے دربار شاہی میں رپورٹ کی کہ دونوں بیبیوں سے دو لڑکے پیدا ہوئے اسکے ساتھ درخواست کی کہ ان لڑکوں کو منصب اور ریاست اور خطاب عطا کیا جائے عالمگیر نے فرمان بھیجا کہ دونوں کو دربار میں بھیجو جب وہ سن تمیز کو پہنچیں گے تو خطاب اور منصب عطا کیا جائیگا ماثر عالمگیری میں ہے

حکم اقدس اعلیٰ صادر شد کہ بہر دو پسر را بدرگاہ سپہر بارگاہ بیارند ہر گاہ پسران بسن تمیز خواہند رسید بعنایت منصب و ملاح نوازش خواہند یافت صفحہ (۱۷۱)

تیموریوں کے دربار کا یہ ایک عام آئین تھا کہ جب کوئی بڑا عہدہ دار چھوٹے بچے چھوڑکر مرجاتا تو بادشاہ خود انکو طلب کرکے اپنے دامن تربیت میں پالتا تھا اور شہزادوں کی طرح ان سے سلوک کیا جاتا تھا اسی اصول کے موافق عالمگیر نے جسونت سنگھ کے بچوں کو طلب کیا تھا لیکن جسونت سنگھ کا جو طرز عمل ہمیشہ سے رہا اسکے افسروں پر بھی ہی رنگ چھا گیا تھا چنانچہ انہوں نے شاہی حکم کے وصول ہونے کا انتظار بھی نہ کیا اور دلی کی طرف روانہ ہوگئے دریائے اٹک پر میر بحر نے اسلیے روکا کہ پروانہ راہداری دکھاؤ اسپر آمادہ جنگ ہوئے اور بہت آدمیوں کو قتل کرکے بزور دریا کے پار اترے دار السلطنت کے قریب آئے تو انکی گستاخانہ اور باغیانہ حرکات کی بنا پر عالمگیر نے حکم دیا کہ شہر سے باہر قیام کریں اور کوتوال کو حکم دیا کہ ایک جمعیت کے ساتھ ان کو نظر بند رکھے چند روز کے بعد چند راجپوتوں نے وطن جانیکی درخواست کی عالمگیر نے منظوری دی یہ فریب کا دہوکہ دیکر جسونت سنگھ کے بچوں کو چپکے اٹھا لیگئے اور انکی جگہ دو جعلی بچے چھوڑ گئے چونکہ یہ اہم بحث طلب واقعہ ہے جسپر آیندہ واقعات کی بنیاد قائم ہوتی ہے اس لیئے ہم مزید اعتبار کے لیئے خافی خان کی اصلی عبارت نقل کرتے ہیں

بعدہ ظاہر گردید کہ بعد فوت راجہ جسونت جہالت کیش ہمراہ او دو پسر خورد سال راجہ راکہ در آخر عمر بهال دو فرزند نام اجیت سنگھ و دلتھمن داشت مع رانی باہمراہ گرفتہ بے آنکہ استفسار حکم حضور کردند یا دستک برضائے صوبہ دار حاصل نمایند روانہ حضور شدند بعد از کہ بگذر اٹک رسیدند و میر بحر بعلت عدم دستک مانع آمدند او بے پرخاش پیش آمدہ کار بفساد و کشتن و زخمی ساختن میر بحر رسانیدہ بیرنجگی عبور نمودند بعد ازیں کہ نزدیک دار الخلافہ رسیدند از آنکہ ادا ہائے خارج جسونت غبار ملال در خاطر مبارک جا گذاشتہ امر شد کہ راجپوتیہ علاوہ آں گردید فرمودند کہ نزدیک شہر حرف بارہ پلہ فرود آمدند و کوتوال را مامور ساختند کہ مردم خود را باجمعے از منصبداران تعینہ توپخانہ اطراف خیمہ ہائے وابستگان راجہ چوکی نشاندہ بطریق نظر بند نگاہدارند الخ

جسونت سنگھ کے افسر جسونت کے بچوں کو لیکر جودھپور پہنچے اور مہارانا ادیپور نے ان کو اپنی حمایت میں لیا عالمگیر نے مہارانا کو فرمان بھیجا کہ باغیوں کی حمایت سے دست بردار ہو جائے اور جسونت کے بچوں کو حوالہ کردے مہارانا نے نہ مانا اس پر عالمگیر نے جودھپور فوجیں بھیجیں بالآخر مہارانا نے اطاعت قبول کی اور اقرار کیا کہ جسونت کے بچوں کی اعانت نہ کریگا لیکن مہارانا بہت جلد اس اقرار سے پھر گیا اب عالمگیر نے اسکے انتقام کیلیے ہر طرف سے فوجیں طلب کیں اپنے چھوٹے بیٹے اکبر کو اس کا سپہ سالار مقرر کرکے اودیپور کی طرف روانہ کیا لیکن مہارانا نے اکبر کو یہ ترغیب دلا کر کہ ہم آپ کو بادشاہ تسلیم کرلینگے آپ خود تخت و تاج کا دعوے کیجئے اکبر کو توڑ لیا اور اس نے ستر ہزار فوج لیکر خود عالمگیر کے مقابلہ کو بڑھا عالمگیر کی رکاب میں اسوقت صرف ہزار سوار تھے

۱ اسکے بعد کا واقعہ چونکہ چنداں اہم اور مختلف فیہ نہ تھا اس لیئے ہم نے وہ عبارت نقل نہیں کی

ہمیشہ کے لیئے تیموریوں سے الگ ہوگئے گیا انھوں نے کبھی بقول لین پول عالمگیر کی حمایت میں اپنی انگلی بھی ہلائی نہ چاہی۔
گذشتہ تمام واقعات عالمگیر کے جلوس تک ختم ہوگئے جگت سنگھ مہارانا اودیپور اسی سنہ میں مرا ہے اور عالمگیر نے
اُسکے بیٹے جے سنگھ کو خلعت تعزیت اور خطاب وغیرہ عطا کیا ہے سنہ جلوس میں عالمگیر دکن روانہ ہوا اور اخیر عمر تک
اُنہی اطراف میں مرہٹوں سے لڑتا بھڑتا رہا ان لڑائیوں میں اُس کی فوج میں راجپوت اسی طرح نظر آتے ہیں جس
طرح اور مسلمان قومیں۔ چنانچہ تاریخوں میں جہاں فوجوں کا ذکر آتا ہے راجپوتوں کا نام بھی خاص طور پر آتا ہے مثلاً
خافی خاں ١١١٦ھ کے واقعات میں مرہٹوں کے ایک محاصرے میں لکھتا ہے۔

از ہر یک بندہائے کارطلب شرط جاں فشانی بعرصۂ ظہور رسید خصوص حمید الدین خاں و راجپوت ہائے بسالت پیشہ دیگر بہادران
رزم جو ترددات شائستہ بکار آوردند تا آنکہ جمشید خاں با جمعے از راجپوتان روشناس بہمراہ زادولت و چندے دیگر بکار آمدند۔

یہی مورخ ٤٦ سنہ جلوس کے واقعات میں لکھتا ہے۔

اوائل ذی الحجہ سنہ چہل و ششم جلوس راجہ جے سنگھ کہ عمر او بحد بلوغ رسیدہ بود باتفاق مردم بادشاہزادہ یورش نمودہ بہ جملہ
پیلپے کہ از بالا کوہ سنگ از قیام آتشباری چوں تگرگ بلا ایلاقا صدمے رسید راجپوت بسیار و اکثر مردم شاہزادہ بکار آمدند

یورپین مورخ کہتے ہیں کہ ایک راجپوت نے بھی عالمگیر کی حمایت میں انگلی نہ ہلائی لیکن واقعہ یہ ہے کہ نہ صرف فوجی راجپوت
بلکہ راجپوتوں کے بڑے بڑے راجہ مہاراجہ اخیر وقت تک عالمگیر کے ساتھ فوجی مہمات میں شریک ہیں اور مرہٹوں کے پامال کرنے میں وہ
مسلمان افسروں کے دوش بدوش ہاتھ بٹاتے تھے۔ راجپوتوں کی اصلی طاقت جودھپور اور چتوڑ اودیپور تھی۔ اودیپور کے دو شاہزادے خود عالمگیر کی
فوج میں معزز عہدوں پر ممتاز تھے اور اخیر وقت تک ساتھ رہے چنانچہ سنہ ٤٢ جلوس میں بھیم اندر سنگھ اور بہادر سنگھ کو ایک ہزاری و
پانصدی کا منصب عطا ہوا یہ دونوں مہارانا راج سنگھ کے بیٹے تھے جس نے سنہ ٢٣ جلوس میں وفات پائی تھی اور اسکے
مرنے پر اُسکے بیٹے راجہ جے سنگھ کو عالمگیر نے خلعت ماتم عطا کیا تھا اندر سنگھ جو جسونت سنگھ رئیس جودھپور کا عزیز تھا جسونت
سنگھ کے انتقال کے بعد عالمگیر نے اُسکو راجہ کا خطاب دیا اور دکن کی مہمات میں [illegible] اخیر تک اپنی خدمت بجا لاتا رہا
چنانچہ سنہ ٣٨ جلوس میں اسکو سہ ہزاری کا منصب ملا مان سنگھ راٹھور کو چھ ہزاری کا منصب تھا سنہ ٢٥ جلوس عالمگیری میں
ذوالفقار خاں کے ساتھ دکن کی سب سے مشہور جنجی کی مہم پر مامور ہوا [illegible] کی وفاداری یورپین مورخ نے تسلیم کی ہے
ماثر الامرا میں اور بہت سے راجپوت راجاؤں اور ان کے تفصیلی حالات درج ہیں جو عالمگیر کے ساتھ دکن کی مہمات میں شریک
تھے اور نہایت وفاداری اور جانبازی کے ساتھ خود اپنے ہم مذہب ہندوؤں سے لڑتے تھے شبلی شاعر نے اکبر کے زمانے میں کہا تھا
[illegible] کہ ہندو می زند شمشیر اسلام۔ یہ شعر نہ صرف اکبر بلکہ عالمگیر کے زمانہ میں بھی سچ تھا اور اگر آج اسلامی
سلطنت ہوتی تو آج بھی سچ ہوتا غور کرو ان واقعات کے ثابت ہونے کے بعد بجز جودھپور کے فرمانروا عالمگیر کے
ساتھ دکن میں مرہٹوں کے ساتھ لڑائیاں لڑ رہے ہیں [illegible] راجپوت افسروں

کوسہ ہزاری وچہار ہزاری منصب عطا ہوتے ہیں اود یپور کا راجہ نابالغ ہونے کے ساتھ اس بے جگری سے مرہٹوں کا مقابلہ کرتا ہی تو کیا یوروپین مورخوں کے اس قول میں سچائی کا کچھ بھی شائبہ ہے کہ عالمگیر نے راجپوتوں کو اسقدر ناراض کر دیا کہ وہ پھر کبھی تیموری علم کے نیچے نہ آئے ؎

داستان عہد گل را بشنو از مرغ چمن　　زاغہا آشفتہ کے گفتند ایں افسانہ را

اورنگ زیب عالمگیر اور ہندؤنکی عام ناراضی کے اسباب

عالمگیر کے جرائم میں یہ سب سے بڑا جرم بلکہ مجموعہ جرائم ہے کہ عالمگیر نے ہندوں کو ملازمت سے یک قلم برطرف کر دیا انکے مذہبی میلے ٹھیلے موقوف کر دیئے ان کی درسگاہیں بند کرا دیں اُن پر جزیہ لگایا اُنکے بتخانے توڑوا دیئے غرض اس حد تک ان کو ستایا کہ وہ زبان حال سے بول اُٹھے ؎ آں قدر جور کن کہ گر جائے ؛ گفتہ آید کس نہ اعتماد کند

ان جرائم کا یہ حال ہی کہ بعض جزئی اور مختص بحالتہ واقعات ہیں مخالفین نے ان کو عام کر دیا ہی بعض کی تعبیر غلط کر دی ہی بعض کے ناگریز اسباب ہیں چنانچہ ہم ایک ایک کو الگ الگ بیان کرتے ہیں لیکن سب سے پہلے ایک ضروری امر کا تذکرہ کرنا ضروری اکبر نے جو پالیسی قائم کی اُس نے ہندوؤں کو تخت سلطنت کا شریک بنا دیا لیکن بایں ہمہ چونکہ اکبر کی سطوت وجبروت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا ہندوؤں نے اپنی حد سے آگے قدم نہیں بڑھایا جہانگیر کے اشارہ سے نرسنگھ دیو بندیلہ نے جہانگیر کی ولیعہدی کے زمانہ میں ابوالفضل کو دھوکہ سے قتل کر دیا تھا اور اس کا مال واسباب اور شاہی خزانہ جو ساتھ تھا لوٹ لیا تھا جب جہانگیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو اُس کارگذاری کے صلہ میں نرسنگھ دیو نے متھرا میں بتخانے بنانیکی اجازت طلب کی جہانگیر نے اجازت دی نرسنگھ نے خاص اُس روپیہ سے جو ابوالفضل کو ملحد قرار دیتا ہی اسبات سے خوش ہے کہ ملحد کے مال سے بتخانہ بنا تو ع مال حرام بود بجائے حرام رفت۔ اس واقعہ کو ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

آں ضال مغل (ابوالفضل) در دکن باشارۂ نور الدین محمد جہانگیر در ملک راجہ نرسنگھ دیو بہ قتل رسید ومالہاے کہ دست آویز ایں کردار شدہ بود در اہتمام راجہ مذکور بر معبد ہندوکہ در سواد شہر متھرا ساختہ بود صرف گردید بحکم کریمۂ الخبیثات للخبیثین ظہور پیوست آں بتخانہ نیز بتنبیہ حکم حضرت عالمگیر بادشاہ با خاک برابر شد

اکبر کے زمانہ میں باایں ہمہ آزادی مذہبی غالباً کوئی نیا بت خانہ تعمیر نہیں ہوا جہانگیر اگرچہ اکبر کی نسبت متعصب تھا چنانچہ کوٹ کانگڑہ کی فتح میں گاؤکشی کی رسم قائم کرنے پر خوشی کا اظہار کیا ہی تاہم چونکہ حکومت میں وہ زور نہیں رہا تھا صرف بنارس میں متعدد نئے بتخانے تعمیر ہوئے چنانچہ تفصیل اسکی آگے آئیگی اس واقعہ کے اظہار سے ہمارا یہ مقصود نہیں کہ ہم مذہبی آزادی کے خلاف ہیں بلکہ یہ ظاہر کرنا ہی کہ یہ واقعہ آئندہ واقعات کا پیش خیمہ تھا غرض اب ہندوؤں نے علانیہ مسلمانوں پر تعدی اور ظلم شروع کیا نوبت یہانتک پہنچی کہ ہندو مسلمان عورتوں سے جبر شادی کرتے تھے اور انکو گھر میں ڈال لیتے تھے اس سے بڑھکر یہ کہ مسجدوں کو توڑ کر اپنی عمارتوں میں داخل کرتے تھے۔ شاہجہان نامہ عبدالحمید لاہوری جو شاہجہاں کی شاہی تاریخ ہی اور خود شاہجہاں کے حکم سے لکھی گئی ہی اس میں یہ واقعہ نہایت تفصیل سے لکھا ہی چنانچہ اس کی عبارت یہ ہی۔

و چوں رایات جلال بحوالی گجرات پنجاب رسید از سادات و مشائخ آں قصبہ استغاثہ نمودند کہ برخے از کفار زنان بکار خود ہمراہ و تمامے مومنہ را تصرف دارند و چندے از ایشاں مسجد بتعدی در عمارت خود آوردہ بنا براں شیخ محمود گجراتی کہ از رسیدہ دانش بہرہ درست در وغگوئی مردم جدید الاسلام برو مقرر حقوست یافت تا بعد از ثبوت نساء مسلمہ از تصرف کفار بر آرد و مساجد عمارت آں ملاعین جدا سازد و مطابق حکم بعمل آوردہ بفساد حرہ و جاریہ مومنہ را از تصرف کفر بر آورد و ہر جا کہ مسجدے در زیر عمارت ہنود آمدہ بعد از تحقیق آں را انتزاع نمودہ قدرے از آں جا بطریق حریم گرفتہ دستور سابق مسجد ساخت پس از آں کہ ایں ماجرا بمسامع جلال رسید برطبع نفاد وصادر شد کہ بدستور قدیم ہر کہ مسلمان شود مسلمہ را بعقد صحیحہ باو بازگذارند پس از ورود فرمان جمعے از سعادت یاوری بپایہ اسلام رسیدہ زنان مسلمہ را بنکاح جدید متصرف گشتند و حکم شد کہ در کل ممالک محروسہ ہر جا چنیں واقعہ شدہ باشد بدیں دستور عمل نمایند چنانچہ اناث بسیار از دست کفار بر آمدہ در نکاح مسلمان در آمدند و گروہے از کفار بقبول دین مبین از آتش دوزخ رہائی یافت و بتخانہ را منہدم گردید و بجائے آں مساجد بنا یافت[1]

ان واقعات کو دیکھو اور غور سے دیکھو۔ شاہجہاں نہایت پرجوش مسلمان تھا اور ہر موقع پر اس کا اظہار ہو چکا تھا سنہ جلوس میں اس نے بنارس کے جدید تعمیر شدہ بتخانے تڑوا دیئے تھے باوجود اس کے ہندوؤں کا یہ زور قائم ہو چکا تھا کہ جبر اور زبردستی سے مسلمان عورتوں کو گھر میں ڈال لیتے تھے اور ان سے نکاح کرتے تھے مسجدوں کو توڑ کر بتخانے اور عام عمارتیں بنواتے تھے شاہجہاں کو خبر ہوئی تو اس نے کوئی عام سزا نہیں دی بلکہ صرف یہ کیا کہ عورتوں کو ہندوؤں کے قبضہ سے نکال لیا اور جن مسجدوں کو گرا کر بتخانہ بنایا تھا بدستور پھر مسجدیں بن گئیں۔ شاہجہاں جب تک زور اور قوت کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا ہندوؤں کی تعدیاں رکی رہیں لیکن اخیر شاہجہاں کے بجائے تمام اختیارات داراشکوہ کے ہاتھ میں آگئے داراشکوہ کا یہ حال تھا کہ علانیہ ہندو پن کا اظہار کرتا تھا اپنشد کا جو ترجمہ کیا ہے اس میں صاف لکھتا ہے کہ قرآن مجید اصل میں اپنشد میں ہے چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔

ازیں خلاصہ قدیم کہ بے شک و شبہ اول کتب سماوی و سرچشمہ توحید است و قدیم است کہ انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون تنزیل من رب العالمین یعنی قرآن کریم در کتابے است کہ آں کتاب پنہاں است و را تلاوت نمیکنند مگر دلے کہ مطہر باشد و نازل شدہ از پروردگار عالم مشخص و معلوم می شود کہ ایں آیت در حق زبور و توراۃ و انجیل نیست چوں کہ تذکر مرموز نیست اصل ہر کتاب است و آیت ہائے قرآن مجید بعینہ دراں یافتہ می شود پس تحقیق کہ کتاب مکنون ایں کتاب است قدیم شد۔

اب غور کرو وہ ہندو جن کو اکبر شریک سلطنت کر چکا تھا جو جہانگیر کے زمانہ میں مسلمانوں کے مال سے بتخانے تعمیر کرتے تھے جو شاہجہاں کے عہد میں مسجدوں کو توڑ کر بتخانے بنواتے اور مسلمان عورتوں سے جبر نکاح کرتے تھے جو پاٹھ شالوں میں مسلمان بچوں کو اپنے مذہب کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ خود عالمگیر کے عہد حکومت میں اس کی تخت نشینی کے بارہویں سال تک یہ طریقہ جاری رہا۔ (تفصیل آگے آئیگی) اب داراشکوہ کے سایہ حمایت میں ان کے زور و قوت و اقتدار، جبر و تعدی جور و ستم کا مقیاس الحرارت کس درجہ تک پہنچا ہوگا یاد رکھو یہی ہندو تھے جن سے عالمگیر کو سابقہ پڑا تھا اب ہم اصل مباحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ہندوؤں کی ملازمت سے علیحدگی یورپین مورخوں نے اپنی معمولی عادت کے موافق اس واقعہ کی اصلی ہیئت

[1] تذکرہ مرات الخیال شیر خاں لودھی مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۲۸ و ۱۲۶

بدا ہی ہے یعنی عالمگیر نے تمام ہندؤں کو سرکاری ملازمتوں سے موقوف کر دینا چاہا مگر ایسا نہ کر سکا۔ الفنسٹن صاحب لکھتے ہیں مگر یہ گشتی حکم بھی سارے حاکموں اور اختیار والوں کے پاس بھیجا کہ آئندہ سے ہندو بھرتی نہ کئے جائیں اور ان تمام عہدوں پر مسلمان بھرتی کئے جائیں جو تمہاری تحت حکومت میں ہو ویں لیکن واقعہ صرف اسقدر ہے سنہ ۱۰۸۲ھ میں اُس نے یہ حکم دیا تھا کہ صوبہ داروں اور تعلقہ داروں کے پیشکار اور دیوان نیز محالات خالصہ کے مالگذاری وصول کرنے والے ہندو نہ مقرر کئے جاویں چنانچہ خافی خاں لکھتا ہے۔

صوبہ داران و تعلقداران پیشکاران و دیوانیان ہنود را برطرف نمودہ مسلمان مقرر نمایند و کروری محالات خالصہ مسلمانان می نمودہ باشند[۱]

یہ ظاہر ہے کہ عہدوں پر اکثر کایستھ مقرر ہوتے تھے جو رشوت لینے میں مشہور ہیں اس حکم کو مذہبی تفریق سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن یہ حکم بھی قائم نہ رہا بلکہ اسکی اصلاح اس طرح کر دی گئی کہ ایک پیشکار ہندو اور ایک مسلمان مقرر کر دیا جائے خافی خاں لکھتا ہے۔

بعد چنداں قرار یافت کہ از جملہ پیشکاران دفتر دیوانی و بخشیان سرکار یک پیشکار مسلمان و یک ہندو مقرر می نمودہ باشند[۲]

اس انتظام سے اسکے سوا اور کیا مقصد ہو سکتا تھا کہ ہندؤں کی رشوت خواری اور غبن کی نگرانی رہے ورنہ اگر مذہبی تعصب اس کا باعث ہوتا تو ہندؤں کے شریک کرنے سے اس کو کیا تعلق تھا یہ بحث اگرچہ یہیں تک ختم ہو جاتی ہے لیکن چونکہ یورپین مورخوں نے نہایت بلند آہنگی سے اس واقعہ کو غلط مشہور کیا ہے اس لئے ہم عالمگیر کے ہندو عہدہ داروں کی ایک فہرست اس موقع پر درج کرتے ہیں

اس فہرست کے متعلق امور ذیل ملحوظ رکھنے چاہئیں۔

(۱) یہ فہرست سرسری طور سے ماثر عالمگیری سے تیار کی ہے جو عالمگیر کے حالات میں سب سے مقدم تاریخ ہے (۲) صرف ان عہدہ داروں کو لیا ہے جو نسبتاً بڑے بڑے عہدوں پر مامور تھے عام عہدہ داروں اور اہل فوج کا ذکر نہیں (۳) صرف اُن عہدہ داروں کو لیا ہے جو اس زمانہ کے بعد مقرر ہوئے ہیں یا اسکے بعد تک رہے ہیں جب سے عالمگیر کے تعصب کے ظہور کا وقت بیان کیا جاتا ہے (۴) ان عہدہ داروں میں اکثر مرہٹوں کی مہم میں شریک ہوئے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اکبر کے زمانہ میں ہندو مسلمانوں کے ساتھ ہو کر اپنے ہم مذہبوں سے لڑتے تھے عالمگیر کے عہد تک بھی یہ طریقہ قائم رہا (۵) ان میں سے بعض نہایت بڑی عہدہ دار تھے اور فخر کے لحاظ سے عہدہ قبول کرتے تھے۔

نام عہدہ دار	ولدیت وغیرہ	سنہ تقرر یا اضافہ عہدہ یا عطائے منصب
راجہ بھیم سنگھ	راج سنگھ مہارانا اودے پور کا بیٹا اور مہارانا جے سنگھ کا بھائی تھا	(سنہ جلوس عالمگیری مراد ہے) سنہ ۲۳ جلوس عالمگیری میں دکن آیا اور برہان پور کی مہم میں شریک ہوا سنہ ۳۵ میں پنجہزاری کے منصب تک پہنچکر مر گیا۔
اندر سنگھ	جے سنگھ مہارانا اودے پور کا بھائی تھا	سنہ ۲۳ میں دو ہزاری ہوا اور سنہ ۴۸ میں سہ ہزاری پر اضافہ ہوا
بہادر سنگھ	"	سنہ ۲۴ میں ایک ہزاری و پانصد ہوا

[۱] خافی خاں حالات عالمگیری صفحہ (۲۵۳) [۲] ۵۲ یہ وہ پرگنے ہیں جو مہاراجہ اودے پور نے جزیہ کے عوض میں دیئے تھے ۱۲

نام عہدہ دار	ولدیت وغیرہ	سنہ تقرر یا اضافہ عہدہ یا عطائے منصب
راجہ مان سنگھ	پسر راجہ روپ سنگھ	سنہ ۲۶ میں ماندل پور و بدہنور کا فوجدار مقرر ہوا سنہ ۴۶ میں سہ ہزاری ہوا
اچلاجی	سیواجی کا داماد تھا	سنہ ۲۹ میں پنجہزاری منصب اور علم و نقارہ ملا۔
ارجوجی	سنبھا (پسر سیواجی) کا عمزاد بھائی	سنہ ۳۸ میں منصب دو ہزاری
مانکوجی	سنبھا کے نوکروں میں تھا	سنہ ۳۱ میں منصب دو ہزاری
راؤ انوپ سنگھ	پسر راؤ کرن	سنہ ۳۱ میں خلعت ملازمت ملا
راجہ انوپ سنگھ	۔	سنہ ۳۱ میں سکر کا قلعہ دار مقرر ہوا
راجہ اودیت سنگھ	۔	سنہ ۳۶ میں ابرج کا فوجدار اور دو نیم ہزاری ہوا
اودے سنگھ	قلعہ کھیلنا کا قلعہ دار تھا	سنہ ۴۷ میں سہ ہزاری و پانصد ہوا
باسدیو سنگھ	چندن کالڑ کا زمیندار تھا	سنہ ۴۹ میں سہ ہزاری ہوا
کانہوجی میرکیہ	۔	پہلے پنجہزاری تھا سنہ ۴۹ میں ایک ہزاری کا اضافہ ہوا
ستر سال بوندیلہ	۔	سنہ ۴۴ میں قلعہ تارا کا قلعدار ہوا
بشن سنگھ	پسر کنور کشن سنگھ پسر راجہ رام سنگھ	سنہ ۴۵ میں ہزار و ہم سد سوار ہوا
رام چند	کہتالون کا تھانہ دار تھا	سنہ ۴۰ میں دو نیم ہزاری ہوا
گوک چند	نائب و ملازم شاہزادہ اعظم شاہ	سنہ ۲۹ میں بہار سنگھ کے شکست دینے کے صلہ میں رائے رایان کا خطاب ملا
جھاکو بنجارہ		سنہ ۴۲ میں پنجہزاری منصب ملا
جکب	فصرت آباد کا دیسمکھ تھا	سنہ ۵۰ میں سہ ہزاری
درگاداس راٹھور		سنہ ۴۹ میں سہ ہزاری کا منصب پھر بحال ہوا
روپ سنگھ	ولد راجہ اودت سنگھ	سنہ ۵۱ میں ایک ہزاری منصب پر ترقی ہوئی
سوبھان	ستارہ کا قلعہ دار تھا	سنہ ۴۲ میں پنجہزاری منصب مع خلعت و نقارہ وغیرہ
شیو سنگھ	راہیری کا قلعہ دار تھا	سنہ ۴۷ میں ایک نیم ہزاری ہوا
ماندھاتا	پسر راؤ کا تھو متعینہ فوج نصرت جنگ	سنہ ۵۱ میں قلعہ مہنت کی تسخیر پر مامور ہوا
کشور داس	ولد منوہر داس گور	سنہ ۲۶ میں شولاپور کا قلعدار ہوا
راجہ کلیان سنگھ	بہدا ور کا زمیندار تھا	سنہ ۴۰ میں حاضر دربار ہو کر ہفت صدی پر دو صدی کا اضافہ ہوا

اس فہرست میں بعض راو رباتیں لحاظ کے قابل ہیں سب سے مقدم یہ کہ اسمیں ہمارانا و دیو کے بیٹے اور بھائی بھی موجود ہیں

اور اس سے عجیب تر یہ کہ سیواجی کے متعدد عزیز اور رشتہ دار جنکے نام نظر آتے ہیں حالات پڑھو تو معلوم ہوگا کہ یہ صرف نام کے عہدے نہ تھے بلکہ معرکوں میں حیرت انگیز جانفشانیاں دکھاتے تھے ان عہدداروں میں ہر قسم کے عہدہ دار ہیں یعنی فوجی بھی ملکی بھی غور کرو فوجوں کی افسری قلعوں کی قلعداری اضلاع کی نظامت و فوجداری ان سے بڑھکر ذمہ داری و اعتماد کے کیا عہدے ہوسکتے ہیں یہ سب عہدے ہندوں کو حاصل تھے ان واقعات کے بعد لین پول صاحب کے اس واقعہ پر ایکدفعہ اور نظر ڈالو کہ راجپوتوں نے عالمگیر کی حمایت میں ایک انگلی بھی ہلانی نہ چاہی"

جزیہ لگانا۔ یہ الزام اسلیے قائم کیا جاتا ہی کہ لوگ جزیہ کی حقیقت اور ماہیت سے واقف نہیں جزیے پر ہمنے ایک مفصل علیحدہ رسالہ لکھا ہی جس کا انگریزی میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے اس کے دیکھنے سے سمجھ میں آسکتا ہی کہ جزیہ کوئی ناگوار چیز نہ تھی بلکہ غیر قوموں کے حق میں رحمت تھی اس میں شک نہیں کہ ہندؤں نے اسپر ناراضی ظاہر کی لیکن ظاہر ہے کہ جو محصول ایک مدت سے موقوف ہوچکا تھا اس کا نئے سرے سے قائم کیا جانا کیونکر گوارا ہوسکتا تھا۔

میلوں کا موقوف کرنا۔ اس سے انکار نہیں کہ عالمگیر نہایت روکھا پھیکا آدمی تھا اسکو میلوں ناچ رنگ گانے بجانے۔ شراب کباب اور تمام ظاہری نمائش و تکلفات سے نفرت تھی اور وہ سمجھتا تھا کہ ان چیزوں سے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہی اس نے خانگی جھگڑوں سے فارغ ہونے کے بعد ہی اس طرف توجہ شروع کی سلاطین تیموریہ کے آئین میں داخل تھا کہ بڑے بڑے مشہور گویے دربار میں ملازم رہتے تھے اور بادشاہ ہر روز ایک وقت خاص اس تفریح میں بسر کرتا تھا اسیطرح دربار میں شعرا اور منجمین نوکر تھے عالمگیر نے ۱۰۷۰ھ میں حکم دیا کہ گویے دربار میں آئیں لیکن گانے نہ پائیں پھر سرے سے موقوف کردیئے ملک الشعرا کا عہدہ توڑ دیا۔ منجمین نکالدیئے گئے۔ دربار میں آداب و کورنش کا جو طریقہ تھا موقوف کردیا بادشاہ جھروکے میں بیٹھکر اپنے درشن کراتا تھا اور اس سے ایک خاص درشنی فرقہ پیدا ہوگیا تھا جو بغیر بادشاہ کی زیارت کیے ہوئے کچھ کھاتا پیتا نہ تھا یہ رسم بھی حالانکہ سلطنت کیلئے مفید تھی موقوف کردی محرم میں تابوت نکالا جاتا تھا ۱۰۷۹ھ میں برہان پور میں تابوت کے گشت کے متعلق دو گروہوں میں مٹ بھیڑ ہوگئی اور بلوہ عظیم ہوا اور بڑی خونریزی ہوئی یہ سنکر حکم دیا کہ تابوت نہ نکالے جائیں[1] اسی مد میں ہندوؤں کے میلے ٹھیلے بھی بند کردیئے بدگمان مورخوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس نے تعصب مذہبی کے لحاظ سے ایسا کیا

مدارس کا بند کرنا۔ ایرانی مورخین جو عالمگیر کی ہر بات کو عیب کے پیرائے میں بیان کرتے ہیں اس بات کے عادی ہیں کہ مختص الحالۃ واقعات کو عام کرکے دکھائیں اور پر تم چڑھا آئے ہو کہ شاہجہاں کے زمانہ میں ہندو مسلمانوں پر جبر کرنے لگے تھے دارا شکوہ طرز عمل نے انکو اور جری کردیا تھا وہ اپنے پاٹ شالوں میں مسلمان بچوں کو اپنے مذہبی علوم سکھاتے تھے اور ایسی ترغیب دیتے تھے کہ دور دور سے مسلمان ان کے مدرسوں اور پاٹ شالوں میں آتے تھے۔ عالمگیر نے انہی مدرسوں کو بند کرایا تھا۔ بدگمان مورخوں نے یہ لکھدیا کہ ہندوؤں کے تمام مدرسے اور عبادت گاہیں ڈھادیں تاہم ان کی تحریر میں بھی اصلیت کا سراغ لگ جاتا ہے ماثر عالمگیری اس واقعہ کو ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

[1] خافی خاں نے اس قصہ کو تفصیل سے لکھا ہے دیکھو صفحہ ۲۱۳ و ۲۱۴

بعرض خداوند دین پرور رسید کہ در صوبہ ٹھٹھہ و ملتان خصوص بنارس برہمنان بطالت نشان در مدارس مقرر بتدریس کتب باطلہ اشتغال دارند و

رغبان و طالبان از ہنود و مسلمان مسافت ہائے بعیدہ طے نمودہ بجہت تحصیل علم شوم نزد آں جماعت گمراہ می آیند احکام اسلام نظام بناظمان کل

صوبجات صادر شد کہ مدارس و معابد بے دینان دست خود نہدام سازند و بتاکید اکید طور درس و تدریس و رسم شیوع مذاہب کفر انیان بر اندازند[۹۱]

اس عبارت سے معلوم ہو سکتا ہی کہ کن وجوہ سے یہ حکم دیا گیا تھا اور اسکی کیا غرض تھی لیکن متعصب مورخ نے اس حکم کو عموم کے پیرایے میں

لکھدیا اور یہ اُسکی عام عادت ہے عالمگیر نے بعض خاص ملازمتوں سے ہندوؤں کو موقوف کیا تھا جسکا ذکر اوپر گزر چکا لیکن یہ مورخ کہتا ہی کہ ہندو اہل

قلم حکم سے موقوف کر دیئے گئے چنانچہ خاتمہ کتاب میں لکھتا ہی کہ ہندو اہل قلم بیکقلم از عمل معزول گشتہ بودند (صفحہ ۵۲۸) پچھلے مورخوں نے بھی

اسکا اعتبار نہیں کیا خافی خاں عالمگیر کے ان افعال کو جو کھولکر لکھتا ہی جو اس نے ہندوؤں کے خلاف کئے تھے لیکن اس واقعہ کا ذکر نہیں کرتا۔

بت شکنی

الزامات عالمگیری کی فہرست میں یہ الزام سب سے زیادہ جلی حرفوں میں لکھا جاتا ہی اور کچھ شبہ نہیں کہ اگر عالمگیر نے امن و امان کی حالت

میں اپنی رعایا کے بتخانے گرائے ہیں تو وہ اسلام کی حقیقت کو نہیں سمجھا تھا خلفائے راشدین سے زیادہ کون اسلام کا حامی ہو سکتا ہی

انہوں نے سینکڑوں ہزاروں شہر فتح کئے دنیا کے بڑے بڑے حصے اُن کے زیر حکومت آئے اُنکے واقعات و حالات کا ایک ایک حرف

اسلامی تاریخوں میں موجود ہی ایک واقعہ بھی منقول نہیں جس میں اُنکے ہاتھ سے کسی قسم کے معبد اور پرستش گاہ کو ٹھیس لگی ہو چنانچہ

ہم اس بحث کو نہایت مفصل حقوق الذمیین میں لکھ چکے ہیں عالمگیر نے اُن سب کے خلاف کیا تو بیشک اس خاص معاملہ میں وہ اسلام

کا جائز قائم مقام نہیں ہی لیکن ہم کو غور سے دیکھنا چاہیئے کہ واقعہ کی اصلیت کیا ہی ایک بڑی غلطی عموماً یہ ہوتی ہی کہ لوگ آجکل کے تمدن

اور معاشرت کی عینک سے پچھلے زمانہ پر نظر ڈالتے ہیں آجکل مذہب اور پالٹیکس بالکل الگ الگ ہیں گورنمنٹ انگریزی اس بات کی

بے تکلف اجازت دیتی ہی کہ جس کا جی چاہے شارع عام پر کھڑے ہو کر عیسائی مذہب پر (جو گورنمنٹ کا ہی) اعتراض اور نکتہ چینی

کرے اور لوگوں کو اپنے مذہب میں لائے لیکن یہی گورنمنٹ یہ کبھی جائز نہ رکھے گی کہ کوئی شخص مجمع عام میں گورنمنٹ کے

طریقہ سلطنت پر اعتراض کرے اور لوگوں کو اپنا ہم آہنگ بنائے آج مسلمانوں کی مسجدیں اور ہندوؤں کے شوالے کوئی ملکی

اثر نہیں رکھتے لیکن قدیم زمانے میں یہی چیزیں بغاوتوں اور ہنگاموں کی صدر مقام بنجاتی تھیں اور یہی بات تھی کہ ہندو

اور مسلمان جب دونوں قابو پاتے تھے تو ایک دوسرے کی پرستش گاہوں کو صدمہ پہنچاتے تھے تاریخیں بھری پڑی

ہیں کہ ہندو راجاؤں نے جب کبھی قوت و اقتدار حاصل کیا ہی مسجدیں ڈھا کر برباد کر دی ہیں علی عادل شاہ دکنی نے

۹۷۲ھ میں رام راج کو جو بیجانگر کا راجہ تھا نظام شاہ بحری کے مقابلہ میں اپنی مدد کو بلایا تھا لیکن رام راج جب مدد کو آیا

تو خود عادل شاہ کے ملک میں تمام مسجدیں جلا دیں۔ تاریخ فرشتہ میں ہی۔

علی عادل شاہ ہم در سنہ اثنتین و سبعین و تسع مائۃ رام راج را بمدد خواند باتفاق او بصوب احمدنگر نہضت نمود از پرندہ تا خیر و از

احمدنگر تا دولت آباد اثر معموری نماند و کفار بیجانگر کہ سالہا دراز طالب چنین فرصت بودند دست بیداد دراز کردہ مساجد و مصاحف سوختند۔

اس واقعہ کو مورخ مذکور نے دوسرے موقع پر زیادہ تفصیل سے لکھا ہی یعنی یہ کہ عادل شاہ نے رام راج کو اس شرط سے اپنی مدد

تو بلایا تھا کہ مساجد و مقابر کی بے حرمتی نہ کریں بایں ہمہ ان لوگوں نے اُس کے خلاف کیا چنانچہ اسکے اصلی الفاظ یہ ہیں:-

چون در دفعہ اول عادل شاہ از ستیزہ نظام شاہ بحری بہ تنگ آمدہ ناچار رام راج را بہ مدد طلبید چنان عہد شرط درمیان آوردہ کہ کفار بیجانگر به سعادت دینی اہالی اسلام را مضرت جانی نرسانند و ستیز و دستگیر ننمایند و مساجد اخراب گردانند لیکن خلاف آن بظہور آمدہ و کفار بیجانگر در تخریب و تعذیب مسلمانان دقیقہ نامرعی نگذاشتند چنانکہ گذشتہ مساجد فرود آمدہ بت پرستی میکردند و ساز نواختہ سرود میگفتند

اس قسم کے اور بہت سے واقعات ہیں جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ہندوں نے عالمگیر کی سلطنت سے پہلے کس قدر زور پکڑ لیا تھا عالمگیر نے جب اُن کی تعدیوں کو روکنا چاہا تو اُن میں ایک عام شورش پیدا ہوئی ذیقعدہ ۱۰۷۹ھ یعنی تخت نشینی کے بارہویں برس عالمگیر کو جب اطلاع ملی کہ ہندو مسلمانوں کو اپنے مذہبی علوم پڑھاتے ہیں تو اُس نے اسکے انسداد کا حکم دیا اس واقعہ کے چھہینہ ہی بھر کے بعد متھرا کے اطراف میں ہندوں نے شورش کی جسکے فرو کرنے کیلئے عبدالنبی خان متھرا کا فوجدار متعین کیا گیا اور مارا گیا اسی زمانہ کے قریب یعنی ۱۰۸۰ھ میں بنارس کا بتخانہ کاشی ناتھ اور متھرا کا وہ بتخانہ جو ابوالفضل کی لوٹ سے نرسنگھ دیو نے بنوایا تھا منہدم کرادیئے گئے اسکے بعد اودے پور وغیرہ کے بتخانوں پر آفت آئی ایرانی مخالف مورخوں کو کیا غرض تھی کہ وہ بتخانوں کے انہدام کے اسباب اور وجوہ لکھتے لیکن واقعات ذیل آج بھی معلوم ہیں انکو فلسفیانہ اصول سے ترتیب دو اصل حقیقت صاف معلوم ہو جائیگی (۱) شاہجہاں کے ساتویں سال حکومت تک ہندوؤں کا یہ زور تھا کہ مسجدوں کو توڑ کر اپنے تصرف میں لاتے تھے اور شریف مسلمان عورتوں کو بہ جبر گھر میں ڈال لیتے تھے (۲) دارا شکوہ جو شاہجہاں کے اخیر زمانے میں سلطنت کے کاروبار کا مالک ہو گیا تھا ہمہ تن ہندو پرست تھا (۳) عالمگیر کے بارہویں سال حکومت تک ہندوؤں کا یہ حال تھا کہ علانیہ مسلمانوں کو اپنے مذہبی علوم کی تعلیم دیتے تھے (۴) عالمگیر نے جب اس تعلیم کو بند کرنا چاہا تو ہندوؤں میں شورش شروع ہوئی ۱۰۹۰ھ مطابق سال ۲۲ جلوس عالمگیر میں کھنڈیلے کے راجپوتوں نے شورش کی اور اُن پر فوج کشی کی گئی اور وہاں کے بتخانے توڑے گئے اسی سال عام شورش برپا ہوئی اور جودھپور اور اودے پور کی ریاستیں بغاوت کا مرکز بنیں (۵) عالمگیر نے اس بنا پر جودھپور و اودے پور پر فوج کشی کی اور وہاں کے بتخانے غارت کرا دیئے جس قدر بت خانے توڑے گئے انہیں مقامات کے توڑے گئے جہاں پرزور بغاوتیں ہوئیں عالمگیر ۲۵ برس تک دکن میں رہا ان ممالک میں ہزاروں بتخانے تھے لیکن کسی تاریخ میں ایک حرف بھی نہیں مل سکتا کہ اُس نے کسی بتخانے کو ہاتھ بھی لگایا ہو اورہ کے مشہور مندر میں سینکڑوں تصویریں اور بت ہیں عالمگیر اسی نواح میں لوڑے میل دو میل کے فاصلہ پر مدفون ہے بڑے بڑے بزرگان دین کا یہاں مزار ہے جو عالمگیر سے بہت پہلے گزرے لیکن یہ بت اور تصویریں آجتک موجود ہیں مآثر عالمگیری کا مصنف جو خود عالمگیر کا ایک عہدہ دار تھا اور جس کو بتخانوں کے توڑنے کے ذکر میں مزہ آتا تھا اور مزے لے لیکر اس کا ذکر کرتا ہے اورہ کا ذکر نہایت تعریف کے ساتھ کرتا ہے اور اخیر میں لکھتا ہے (بہر بیچ میر گلہ ہست نظر فریب جز بہ دیدن تحریر بہ راستی راست نیاید خلعہ تا کجا صفحہ اخبار برآراید) یورپین اور ہندو مورخ کہتے ہیں کہ عالمگیر نے چونکہ بتخانے گرائے اسلیئے بغاوت ہوئی لیکن واقعہ یہ ہے کہ بغاوت ہوئی اسلیئے بتخانے گرائے گئے عالمگیر کا گرانا الخ

(۱) تاریخ فرشتہ مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۳۶ (۲) مآثر عالمگیری

تھا جیسے کہ آج ایسے روشن زمانہ میں مہدی سوڈانی کے مقبرے کو برباد کرا یا ۔ سنہ جلوس میں جب ہندوستان میں امن و امان قائم ہوگیا اور عالمگیر دکن کو روانہ ہوگیا تو بتخانوں کے گرنے کا ایک واقعہ بھی کہیں تاریخوں میں نظر نہیں آتا ۔ دکن میں اسلامی سلطنتوں یعنی گول کنڈہ اور بیجاپور سے مقابلہ تھا اس لئے کسی بتخانہ سے تعرض نہیں کیا گیا ورنہ اگر مذہبی تعصب ہوتا تو یہاں اس کا سب سے اچھا موقع تھا ۔ عالمگیر تو خیر بقول مخالفوں کے متعصب تھا لیکن نہایت عادل اور غیر متعصب بادشاہ شاہجہاں کو بھی ایسے موقع پر عالمگیر بننا پڑا ۔ شاہجہاں نامہ عبد الحمید لاہوری میں جو خود شاہجہاں کی زیر نگرانی لکھا گیا ہے یہ واقعہ ان الفاظ میں مذکور ہے ۔

چوں پیشتر بعرض اقدس رسیدہ بود کہ در ایام دولت حضرت جنت مکانی (یعنی جہانگیر) در بنارس کہ منشائے کفر و ضلال و منتہائے زور و بال است بتخانہ بسیار احداث یافتہ ناتمام ماندہ است و بعضے از متمولان کفرہ فجرہ می خواہند کہ باتمام رسانند شہنشاہ دیں پناہ حکم فرمودہ بودند کہ چہ بنارس و چہ دیگر محال ممالک محروسہ ہر جا بتخانہ احداث یافتہ باشد از بنیاد براندازند دریں ولا از عرضداشت وقائع نگار صوبہ الہ آباد معروض گشت کہ ہفتاد و شش بتخانہ در خطہ بنارس بہ خاک برابر گردید ۔[۵۱]

شاہجہاں کوئی متعصب بادشاہ نہ تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کثرت سے نئے نئے بتخانوں کو بلا اجازت تعمیر کرنا اسی سلسلہ میں داخل ہے جس کی بدولت ہندو اسلامی مساجد و معابد کو بتخانے بنانے کی جرأت کرنے لگے ہیں چنانچہ اس نے بتخانوں کو تڑوا کر ہندوؤں کی ملکی قوت کا استیصال کر دیا عالمگیر نے بھی یہی بلکہ اس سے کم کیا اس نے بنارس کا صرف ایک بتخانہ تڑوایا اور متھرا کا وہ بتخانہ جو مسلمانوں کے مال سے بنایا تھا اگر یہ جرم ہے تو ہم عالمگیر کو اس جرم سے نہیں بچا سکتے ۔

اورنگ زیب عالمگیر ۔ باپ اور بھائیوں کے معاملات

عالمگیر کے فرد جرم کا یہ سب سے اخیر نمبر ہے لیکن اس کے دامن اوصاف کا سب سے زیادہ بدنما داغ یہی ہے اور جرائم کی نسبت عالمگیر کا ایک حامی کہہ سکتا ہے کہ اگر غیر سلطنتوں کا تسخیر کرنا جرم ہے تو مجرموں کی صف میں سکندر اور نپولین کو سب سے آگے کھڑا کرنا چاہیئے اگر مرہٹوں کی بغاوت کا دبانا گناہ ہے تو پہلا مجرم شاہجہاں صاحبقران ثانی ہے اگر راجپوت ریاستوں پر لشکر کشی کرنا الزام ہے تو فرد جرم میں سب سے اوپر اکبر اعظم کا نام ہونا چاہیئے جس نے سب سے پہلے جیپور پر چڑھائی کی اور اس وقت تک اس ارادہ سے باز نہ آیا جب تک راجہ زادیاں تیموری حرم میں نہ آئیں ۔ اگر ہندوؤں کو بڑے معزز عہدے نہ دینا خلاف انصاف ہے تو یورپ کی نسبت کیا کہا جائیگا جس نے آجتک اپنی قوم کے سوا کسی کو وزارت یا سپہ سالاری کے عہدہ پر ممتاز نہیں کیا لیکن عالمگیر کا حامی اسکا کیا جواب دیسکتا ہے کہ عالمگیر کے دامن پر بھائیوں کے خون کی چھینٹیں ہیں اور اس کے مظلوم و محسن اور باپ یعنی شاہجہاں بھی قید خانہ کی کڑیاں جھیل رہا ہے بیشبہ ہم کو نہایت ٹھنڈے دل سے بے رو رعایت ان جرائم کی تحقیقات کرنی چاہیئے اور نہایت احتیاط رکھنی چاہیئے کہ میزان عدل کا پلہ طرفداری کے رخ نہ جھک جائے عالمگیر کے حالات کے متعلق آج بہت سی کتابیں موجود ہیں لیکن اصول تاریخ کی رو سے ہم کو صرف ان کتابوں پر اعتماد کرنا ہوگا جو عین عالمگیر کے عہد میں لکھی گئی ہیں ۔ اس قسم کی کتابیں حسب ذیل ہیں ۔

[۵۱] شاہجہاں نامہ مطبوعہ کلکتہ جلد اول صفحہ ۵۲ ہم حالات سنہ جلوس شاہجہانی

عالمگیرنامہ کاظم شیرازی۔ اسمیں ابتدا سے دس برس تک کے حالات ہیں اس کا مسودہ خود عالمگیر کو دکھالیا جاتا تھا مآثر عالمگیری مستعد خاں ساقی کی تصنیف ہے جو عالمگیر کا عہد دار تھا دس برس اول کے حالات میں صرف عالمگیرنامہ کے حوالے سے لکھے گئے یا اسی کو مختصر کردیا ہے منتخب اللباب خافی خاں اس کا باپ عالمگیر کی فوج میں شریک تھا خود خافی خاں بھی اخیر زمانہ میں عالمگیری عہدہ داروں میں داخل ہو گیا تھا یہ عالمگیر کی وفات کے دس برس بعد لکھی گئی ہے (یہ تینوں کتابیں کلکتہ میں چھپ گئی ہیں) واقعات عالمگیری عاقل خاں کی تصنیف ہے جو عالمگیری امرا میں ہے۔ یہ کتاب گو عالمگیر کے زمانہ میں لکھی گئی مگر اسے چھپاکر لکھی گئی۔ چنانچہ خافی خاں نے خود تصریح کی ہے اور اس بنا پر نہایت آزادی سے پوست کندہ حالات لکھے ہیں۔

سفرنامہ ڈاکٹر برنیر اس نے اپنے چشم دید حالات لکھے ہیں فیاض القوانین اس میں سلاطین ہندوستان و ایران اور مرزا مراد شجاع عالمگیر اور امرا تیموریہ کے خطوط عین اس حالت کے ہیں جبکہ وہ عالمگیر کے ساتھ ملکر دارا شکوہ کے مقابلہ پر جانیکی تیاریاں کر رہا تھا ان خطوط کو امین کوملا فیاض نے ۱۰۹۴ھ میں جمع کیا تھا اس کا قلمی نسخہ ہمارے دوست نواب علی حسن خاں کے کتب خانے میں موجود ہے اور ہمارے پیش نظر ہے انمیں پہلی اور دوسری کتابیں اگرچہ تفصیلی حالات ہیں اور وہ عالمگیر کی حمایت کے لیئے زیادہ مفید ہیں لیکن ہم اسلیئے اُن سے استناد نہیں کر سکتے کہ عالمگیرنامہ گویا خود عالمگیر کی تصنیف ہے اور مآثر کا وہ حصہ جسمیں واقعات متنازعہ ہیں عالمگیرنامے ہی سے ماخوذ ہے ان کتابوں سے ہم صرف اُن موقعوں پر استناد کرینگے جہاں اور مورخین بھی اُن کے ہم زبان ہیں شیعہ اور سنی کا تفرقہ کرنا اگرچہ ہم کو ناگوار ہے تاہم اُن دشمنان قوم کو نہایت کمینہ خصلت سمجھتے ہیں جو اسلامی فرقوں میں باہم ناگواری پیدا کرتے ہیں یہاں تک کہ بعضوں نے اُس کو معاش کا ذریعہ بنا لیا ہے لیکن واقعہ نگاری کے فرض کے لحاظ سے مجبورا لکھنا پڑتا ہے کہ عالمگیر سنی تھا اور اُس کے تمام مورخین یعنی نعمت خاں۔ کاظم خاں شیرازی۔ عاقل خاں۔ خافی خاں شیعی تھے اس سے یہ غرض نہیں کہ ان مورخین کے بیان اختلاف مذہب کا خواہ مخواہ اثر پڑتا ہے بلکہ سچ پوچھو تو یورپ کے مورخین بھی اس اثر سے خالی نہیں صرف یہ فرق ہے کہ یورپ میں جسمیں تعصب کا استعمال کرتے ہیں ایشیائی مورخ نہیں کر سکتے۔

شاہجہاں کی قید شاہجہاں کی قید کا الزام اگرچہ ایسا اہم بالشان واقعہ ہے جسکے لیئے مستقل اور جداگانہ عنوان قائم کیا جانا چاہیے تھا لیکن اس کا سلسلہ دارا شکوہ کے واقعے سے اسقدر ملا ہوا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے۔

دارا شکوہ[۱] شاہجہاں کا سب سے بڑا اور سب سے چہیتا بیٹا تھا۔ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ شاہجہاں حبس بول کے عارضے میں گرفتار ہو کر کاروبار سلطنت سے معذور ہو گیا دارا شکوہ نے موقع پاکر عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی اور سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مرزا شجاع مراد عالمگیر کے جو سفرا دربار میں رہتے تھے اُن کو بلوا کر مچلکا لیا کہ دربار کی کوئی خبر نہ بھیجنے پائیں اسکے ساتھ بنگال گجرات دکن کے راستے بند کرا دیئے کہ مسافر آنے جانے نہ پائیں جس سے مقصد یہ تھا کہ مراد شجاع اور عالمگیر کو جو ان صوبوں میں حکومت پر مامور تھے خبر نہ ہونے پائے لیکن یہ واقعہ ایسا نہ تھا کہ چھپائے چھپ سکتا چنانچہ تمام صوبوں میں خبر پہنچ گئی اور تمام ملک میں

[۱] یہ سلسلہ واقعات خافی خاں سے لیئے گئے ہیں جو باتیں دوسری کتابوں سے لی گئی ہیں وہاں خاص ماخذ کا حوالہ دیا ہے۔

بغاوتیں برپا ہونے لگیں سب سے پہلے شجاع نے جو داراشکوہ سے چھوٹا اور عالمگیر سے بڑا تھا بنگال میں اپنی بادشاہی کا اعلان کیا
اسیطرح مراد نے احمد آباد گجرات میں سکہ و خطبہ جاری کیا لیکن عالمگیر نے کسی قسم کی خودسری اختیار نہیں کی عالمگیر اس زمانہ
میں شاہجہاں کے حکم سے گلبرگہ کے محاصرے میں مصروف تھا اور قریب تھا کہ وہ فتح ہو جائے دفعتًہ ان تمام افسروں کے نام جو عالمگیر کی
فوج میں شامل تھے داراشکوہ نے شاہجہاں کی طرف سے حکم بھجوا دیا کہ فورًا عالمگیر کا ساتھ چھوڑ کر دربار میں چلے آئیں مجبورًا عالمگیر نے
والی بیجاپور سے ایک کروڑ روپیہ نذرانہ پر صلح کر لی اور یہ مہم ناتمام رہ گئی داراشکوہ نے اسی پر قناعت نہ کی بلکہ عیسیٰ بیگ کو جو عالمگیر
کیطرف سے پایہ تخت میں سفیر تھا قید کر کے اس کا گھر ضبط کر لیا اسی کے ساتھ مہاراجہ جسونت سنگھ والی جودھپور کو فوج اور توپخانہ دیکر گجرات
کی طرف روانہ کیا کہ عالمگیر اپنی جگہ سے اگر حرکت کرے تو اس سے معرکہ آرا ہو عالمگیر جمادی الاولیٰ ۱۰۶۸ھ کی بارھویں تاریخ یعنی
شاہجہاں کی بیماری کے پانچویں مہینے بیجاپور سے روانہ ہوکر ۲۵ کو برہان پور آیا یہاں ایک مہینہ ٹھہرا اور پایہ تخت کی خبریں بہم پہنچاتا
رہا اس سے پہلے مرزا مراد سے یہ قرارداد ہو چکی تھی کہ فلاں مقام پر دونوں کا اجتماع ہو گا چنانچہ بیس رجب ۱۰۶۸ھ کو دونوں بھائی گیال پور میں
نربدا اتر کر ملے یہ خبر سنکر مہاراجہ جسونت سنگھ فوجیں لیے ہوئے بڑھا اور عالمگیر کے پڑاؤ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا عالمگیر نے کبکلس
برہمن کو جو بھاکا کا مشہور شاعر تھا راجہ کے پاس بھیجا کہ ہم لوگ صرف والد قبلہ کی عیادت کے لیے جا رہے ہیں آپ سد راہ نہ ہوجئے لیکن راجہ
نے نہ مانا اور سخت معرکہ ہوا راجہ نے شکست کھائی اور وطن کیطرف بھاگا تاریخ میں یہ واقعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے
کہ راجہ بھاگ کر وطن پہنچا تو اسکی بیوی نے اسکو اپنے پاس آنے نہ دیا اور تمام عمر کبھی اس سے ہم بستر نہیں ہوئی کہ پیٹھ دکھانیوالا
میری ہمصحبتی کے قابل نہیں شاہجہاں آگرہ سے دلی جا رہا تھا کہ جسونت سنگھ کی شکست کی خبر پہنچی ہر چند شاہجہاں کو آگرہ کی آب و ہوا
ناموافق تھی اور اسوجہ سے آگرہ کو واپس آنا نہیں چاہتا تھا لیکن اس وقت وہ مردہ بدست زندہ تھا داراشکوہ اس کو اٹھا آگرہ میں لے آیا اور
خود ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ عالمگیر کے مقابلہ کو نکلا شاہجہاں نے بار بار نہایت اصرار کے ساتھ سمجھایا کہ تمہارا جانا خلاف مصلحت ہے
میں خود جا کر اس فتنہ کو فرو کر دیتا ہوں چنانچہ حکم دیا کہ پیش خیمہ باہر نصب کیا جائے لیکن داراشکوہ نے جانے نہ دیا اور (۱۶)
ماہ شعبان ۱۰۶۸ھ کو آگرہ سے روانہ ہوکر سموگڈھ میں خیمہ زن ہوا جہاں عالمگیر اور مرزا مراد فوجیں لیے ہوئے پڑے تھے بڑے
زور شور سے معرکہ ہوا نتیجہ عالمگیر کی فتح تھی اس معرکہ میں مرزا مراد نے اس ثابت قدمی سے جنگ کی اگرچہ اسکے ہاتھی کا ہودا تیروں سے
چھن گیا تھا اور خود لہولہان ہو گیا تھا تاہم پہاڑ کی طرح ڈٹا ہوا تیر برساتا رہا یہ ہودہ فرخ سیر کے زمانہ تک یادگار کے طور پر قلعے
میں محفوظ رہا اور بار   نے سرکشی کی تو بادشاہ بیگم (عالمگیر کی بیٹی) نے اس ہودے کو دکھلا کر کہا کہ تمہاری نسل کی یہ یادگار
ہیں - داراشکوہ نے آگرہ میں بھاگ کر دم لیا اور شرم کے مارے شاہجہاں کے پاس گیا شاہجہاں نے مشورے اور صلاح کیلئے
بار بار بلا بھیجا لیکن داراشکوہ اسی رات اہل و عیال کے ساتھ نکلکر لاہور کے ارادہ سے دلی روانہ ہوا - ۱۷ رمضان ۱۰۶۸ھ
کو عالمگیر نے شہزادہ محمد سلطان کو بھیجا کہ قلعہ شاہی پہنچ کر قبضہ کر لے اور شاہجہاں کی خدمت میں عرض کرے کہ
حضور اب قلعہ سے باہر تشریف نہ لائیں یہی اخیر واقعہ ہے جو عالمگیر کے اخلاقی مرقع کی سب سے زیادہ بدنما تصویر ہے

تمام واقعات کا سرسری خاکہ ہے جو سرتاپا خافی خاں کے بیان سے ماخوذ ہے اصل بحث کے طے کرنے سے پہلے تھوڑی دیر کیلئے ہمکو شاہجہاں سے رخصت ہوکر دارالشکوہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے واقعات گذشتہ میں دارالشکوہ کے کارنامے حسب ذیل ہیں (۱) شاہجہاں کے بیمار ہونیکے ساتھ مرزا مراد عالمگیر اور شجاع کے وکلا جو شاہجہاں کے دربار میں رہتے تھے اُن سے مچلکا لیا کہ شاہجہاں اور دربار کے حالات نہ لکھنے پائیں (۲) بنگال گجرات اور دکن کے راستے بند کرادیئے کہ مسافروں کے ذریعہ سے کسی کو خبر نہ ہونے پائے (۳) عالمگیر کے وکیل کا گھر ضبط کرکے اُسکو قید کردیا (۴) عالمگیر جب بیجاپور کے محاصرہ میں مشغول تھا تو تمام افسروں کو جو اُن کے ساتھ تھے بلوالیا (۵) بغیر اسکے کہ کسی شاہزادے کی طرف سے پیشقدمی ہوئی مراد عالمگیر اور شجاع کے مقابلے کیلئے فوجیں روانہ کیں۔ یہ واقعات ہیں جن سے کسی مورخ کو انکار نہیں لیکن مزید اطمینان کے لیئے بعض ضروری واقعات کے متعلق نہایت مستند شہادتیں بھی نقل کرتے ہیں۔

عین محاصرہ گلبرگہ کے وقت عالمگیر کے افسروں اور فوجوں کو بلوالینا — دریں اثنا دو قطعہ فرمان کہ حسب الالتماس دارالشکوہ بنام مہابتخاں و راؤ ستر سال از درگاہ عالم پناہ شرف اصدار پذیرفتہ بود پرتو صدور یافت و مناشیر مطاعہ حسن اندراج یافتہ بود کہ مہابت خاں و راؤ ستر سال باکل راجپوتیہ بلا رخصت شاہزادہ والا گوہر (یعنی عالمگیر) تمہید نشدہ روانہ گردند ازیں راہ دہن دوستی تمام بحال اُردوے معلے شاہی (یعنی عالمگیر) راہ یافتہ استقلال مبنائے ثبات و قرار بود تصرف موعود متزلزل و متخلخل گردید (واقعات عالمگیری از عاقل خاں)

ان سب باتوں پر عالمگیر نے کسی قسم کی پیشدستی نکی بلکہ جب مراد اور شجاع نے اپنے اپنے صوبوں میں اپنی بادشاہت کا اعلان کیا تب بھی عالمگیر نے کوئی کارروائی نہ کی بلکہ مراد کو خط لکھا کہ ابھی حضور اقدس زندہ ہیں ہم لوگونکو اپنی جگہ سے ہلنا نامناسب ہے اور سورت پر تم نے جو فوج بھیجی یہ نامناسب تھا چنانچہ مراد نے عالمگیر کو جو خط لکھا ہے اسمیں لکھتا ہے

انچہ اندراج یافتہ چوں تا حال خبر وقوع قصہ ناگریز (یعنی شاہجہاں کی وفات) بما رسید بلکہ آثار صحت ظاہر می شود از جائے خود حرکت ورزیدن بہ اظہار بعضے مراتب پرداختن مناسب نمی نماید اگر آں برادر نیز بعد از تحقیق اخبار افواج بہ سورت میفرستادند دریں کار تعجیل نمی رفت بہتر بود الی آخرہ (فیاض القوانین یعنی مکاتب تیموریہ وغیرہ)

عالمگیر و مراد کے وکلا کا نظر بند کرنا اور واقعہ نویسی سے روکنا — وکلاء برادران بمعنی نظر بند اند کہ ملحد (یعنی دارالشکوہ) جمعے گماشتہ کہ در حضور و سفر با آنہا میباشند و مقرر نمودہ کہ اخبار و سوانح انجار مطابق گفتہ سیر صلاح او بروشن قلم با نویسند فیاض القوانین

عالمگیر کے وکیل کا گھر ضبط کرنا — عیسیٰ بیگ وکیل سرکار (یعنی عالمگیر) را بے صدور جرم محبوس ساختہ بضبط اموال امتداد فرمان داد۔[۱]

واقعات مذکورہ بالا کے ثابت ہونے کے بعد اب سوال یہ ہے کہ آغاز کارروائی سے اخیر تک دارالشکوہ اور عالمگیر دونوں میں سے کون تقصیروار ہے۔ خبروں کا روکنا عالمگیر کے وکلا کا نظر بند کرنا۔ عالمگیر کی جاگیر کا ضبط کرنا عین جنگ کی حالت میں عالمگیر کے افسروں اور فوج کا اُس کے پاس سے بلوالینا مہاراجہ جسونت سنگھ کو عالمگیر کے مقابلہ پر مامور کرنا

---

[۱] ماثر عالمگیری مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۲۲ صوبہ برار عالمگیر کی جاگیر میں تھا دارالشکوہ نے اسکو ضبط کرلیا مراد کے خطوط میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے (فیاض القوانین جلد اول صفحہ ۲۱)

کیسے افعال ہیں اور کیا ان میں سے کسی فعل کے جائز ہونے کی کوئی وجہ بتائی جا سکتی ہے تم کہہ سکتے ہو کہ یہ سب دارا شکوہ کے افعال ہیں ان کو شاہجہاں کے واقعہ کی بحث میں پیش کرنا کس قدر غلط طریق استدلال ہے لیکن عالمگیر کی تمام کارروائیاں جواب تک اس نے کیں یعنی دکن سے روانہ ہوا۔ راہ میں جسونت سنگھ نے دارا شکوہ کی طرف سے روکا تو اسکو لڑ کر شکست دی۔ آگرہ میں آیا یہ سب دارا شکوہ ہی کے مقابل میں تھیں۔

شاہجہاں کی بحث میں ان واقعات کا ذکر کرنیکی یہ وجہ ہے کہ سادہ دل مورخین ان واقعات کو بھی اسی بنا پر عالمگیر کی ناسزا حرکات میں شمار کرتے ہیں کہ یہ سب باتیں گویا شاہجہاں کے مقابلہ میں تھیں اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ میں شاہجہاں ہمہ تن مجبور ہو کر دارا شکوہ کے قبضہ میں آگیا تھا اور وہ جو کچھ چاہتا تھا شاہجہاں کے نام سے کرتا تھا خافی خاں کے بیان میں اوپر تم پڑھ آئے ہو کہ شاہجہاں آگرہ میں نہیں آنا چاہتا تھا دارا شکوہ جب فوج لیکر چلا شاہجہاں نے بہت روکا لیکن دارا شکوہ نے نہ مانا شاہجہاں نے عالمگیر کے معاملے طے کرنے کیلئے خود جانا چاہا دارا شکوہ نے نہ جانے دیا ڈاکٹر برنیر اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے۔

ان دنوں شاہجہاں کا نی الحقیقت بلا اختیار تھا اور علاوہ شدائد و تکالیف مرض کے درحقیقت دارا شکوہ کے پنجہ سرکشی میں پھنسا ہوا تھا (ترجمہ سفرنامہ برنیر)

مراد ایک خط میں عالمگیر کو لکھتا ہے۔ اما بہ اجمال ظاہر شد کہ آں طرف (یعنی دارا شکوہ) استقلال و تسلط تمامی بہم رسانیدہ حل و عقد امور حضور اقدس شاہجہاں بقبضہ اقتدار خود آوردہ

ان سب سے بڑھکر یہ دارا شکوہ نے یہ مشق بہم پہنچائی تھی کہ شاہجہاں کے خط میں بالکل خط ملا دیتا تھا اور فرامین پر شاہجہاں کے دستخط اپنے ہاتھ سے بناتا تھا۔ مراد ایک خط میں عالمگیر کو لکھتا ہے۔

(ملحد) دارا شکوہ خود تقلید خط اقدس شاہجہانی از مرتبہ کمال رسانیدہ بر فرامین دستخط میکند

ان موقعوں پر مراد کا بیان اسلیئے وثوق کے قابل ہے کہ وہ یہ واقعات عالمگیر کو لکھ رہا ہے اس لیئے یہ احتمال نہیں ہو سکتا کہ عوام کے دھوکہ دینے کے لیئے لکھتا ہو مراد اور عالمگیر اس وقت تک ہمراز و ہمدرد ہیں واقعات مذکورہ کی بنا پر عالمگیر کو صرف انہیں احکام کی پابندی ضرور تھی جو شاہجہاں کے اصلی احکام تھے اور یہ ظاہر ہے کہ جسونت سنگھ کا عالمگیر کے مقابلہ پر بھیجنا دارا شکوہ کی شرارت تھی شاہجہاں اس پر راضی نہ تھا ڈاکٹر برنیر عالمگیر کا سب سے بڑا دشمن ہے تاہم ان بھائیوں کے ارادہ جنگ کے متعلق لکھتا ہے۔

واقعی انکو اپنے اس ارادے سے دستبردار ہونا مشکل ہی تھا کیونکہ فتحیابی کی حالت میں تو تخت کی امید تھی اور شکست ہونیکی صورت میں جان جانے کا خوف کلی تھا اور اب دو ہی باتیں یا موت یا سلطنت اور جس طرح شاہجہاں خاص اپنے بھائیوں کے خون سے ہاتھ بھر کر تخت نشین ہوا تھا اسیطرح انکو یقین واثق تھا کہ اگر دارا اپنی امید میں کامیاب ہو گیا تو غالب ہے کہ ہم کو حسد کے مارے ضرور قتل کرا دیگا ترجمہ سفرنامہ برنیر ۱۳ و ۱۴ ہم لین پول صاحب لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب یہ ضرور جانتا تھا کہ بھائیوں میں کسی ایک کی تخت نشینی سے یا تو وہ قید کر لیا جائیگا یا مار ڈالا جائیگا اور اس نے اپنے دل میں پختہ ارادہ کر لیا ہوگا کہ حفاظت خود اختیاری میں سرکا فرض تھا کہ حصول بادشاہت کیلئے وہ بھی رنگ نیلامی (؟) بولی بولے (ترجمہ اورنگ زیب مصنفہ لین پول صاحب صفحہ ۳۱)

بہر حال عالمگیر جسونت سنگھ اور دارا شکوہ سے لڑا اور اُن کو شکست دی لیکن ایک عرضداشت کے ذریعہ سے شاہجہاں کو ان تمام واقعات کی خبر دی شاہجہاں نے دست خاص سے تسلی دی لکھکر بھیجا پھر انعام کے طور پر ایک تلوار بھیجی جسپر عالمگیر کا لفظ منقوش تھا چنانچہ خافی خاں نے ان واقعات کو تفصیلاً لکھا ہے عالمگیر کا نکتہ چین اس موقع پر یہ کہہ سکتا ہے کہ عالمگیر نے اور جو کچھ کیا حفاظت خود اختیاری کی وجہ سے کیا لیکن جب وہ جسونت کو شکست دیکر آگرہ کے قریب پہنچ گیا اور شاہجہاں نے اسکو بار بار بلایا اور نہایت شفقت آمیز خط لکھے تحفے اور انعام بھیجے اور سب سے بڑھکر سلطنت کی تقسیم اسطرح کرنی چاہی جس سے بڑھکر عالمگیر کے حق میں کوئی بات نہیں ہوسکتی تھی یعنی یہ کہ دارا شکوہ کو پنجاب کابل و مراد کو گجرات اور شجاع کو بنگال دیا جائے اور عالمگیر کو ولیعہدی کا منصب اور پایۂ تخت کی سلطنت دیجائے تو اس حالت میں باپ کی نافرمانی کرنا اور گستاخی سے پیش آنا اور بالآخر قلعہ میں نظر بند کر دینا اخلاق کے مذہب میں کفر سے بدتر ہے لیکن تحقیق طلب یہ ہے کہ کیا شاہجہاں فی الواقع وہی کرنا چاہتا تھا جو کہتا تھا؟ اسلامی تعلق سے شاہجہاں و عالمگیر دونوں یکساں واجب التعظیم ہیں گو وہ خلیفہ نہیں لغوی معنوں میں (نہ شرعی) امیر المومنین ہیں۔ میرا دل دکھتا ہے کہ ان میں سے کسی کو ملزم ٹھیراؤں لیکن سچائی اور تاریخ نویسی کا کیا فرض ہے۔ شاہجہاں اور عالمگیر دونوں قابل ادب ہیں لیکن دونوں سے بڑھکر ایک چیز ہے حق اور راستی اور مجھکو اسی اعلیٰ تر چیز کے سامنے گردن جھکا دینی چاہیئے۔ تمام مورخین میں عاقل خاں نے اس واقعہ کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے عالمگیر کے نام شاہجہاں کے درد انگیز خطوط جنسے پتھر کا دل پانی ہوجاتا ہے بعینہ نقل کئے ہیں نواب جہاں آرا بیگم نے شاہجہاں کے اشارہ سے جو خط عالمگیر کو لکھا ہے وہ بھی نقل کیا ہے عالمگیر کو جو لوگ شاہجہاں کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکتے تھے انکو فتنہ پرداز اور مفسد سے تعبیر کیا ہے اور یہ تمام داستان اس تفصیل اس زور اور اس درد کے ساتھ لکھی ہے کہ پڑھنے والے کے منہ سے بے اختیار عالمگیر کے حق میں نفرین نکل جاتی لیکن بالآخر جب یہ موقع آتا ہے کہ عالمگیر باپ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے قیام گاہ سے نکلتا ہے اور اسکے مقربین اسکو روکتے ہیں تو وہی مورخ عاقل خاں کو یہ لکھنا پڑتا ہے۔

دریں اثنا کہ آں حضرت (عالمگیر) سمع مبارک بسخنان دولت سگالاں داشتہ متردد بودند ناگاہ ناہر دل خاں چیلہ بہ سید فرمائے کہ بندگان اعلیحضرت (شاہجہاں) بخط مبارک بدارا شکوہ نوشتہ از راہ اعتماد بکمال اہتمام و احتیاط بدو حوالہ فرمودند کہ اصلاً احدے بریں راز وقوف نرود خود را بعنوان شبگیر و یلغار بدار الخلافت شاہجہاں آباد نزد دارا شکوہ رساند و فرمان را بہ آنجناب رسانید جواب داد در نظر انور حضرت جہاں پناہی در آورد و مضمون آں منشور ناطق بدیں بود کہ دارا شکوہ خاطر خود را جمع کردہ در شاہجہاں آباد ثبات قدم ورزد و از آنجا پیشتر نہ گذرد کہ ما در انجام این مہم را انفصال می فرمائیم این فرمان مصدق و مصداق قول خیر خواہاں آمد

یعنی اس وقت کہ عالمگیر خیر خواہان دولت کی باتیں سنکر سوچ رہا تھا کہ کیا کیا جائے دفعتاً ناہر دل خاں چیلہ سامنے سے نکلا شاہجہاں نے خود اپنے ہاتھ سے دارا شکوہ کے نام خط لکھکر بڑی احتیاط سے اسکے حوالہ کیا تھا کہ کسی کو اس کی خبر نہ ہونے پائے اور یلغار کرتے ہوئے دارا شکوہ کے پاس سے جواب لائے خط کا مطلب یہ تھا کہ تم (دارا شکوہ) مطمئن ہوکر دلی سے آگے نہ بڑھو اور وہیں قیام کرو ہم یہاں قصہ فیصل کئے دیتے ہیں اس خط سے عالمگیر کے ہوا خواہوں کی رائے کی بالکل تصدیق ہوگئی۔

ماثر الامرا میں بھی واقعہ نہایت تفصیل سے لکھا ہے اخیر کے فقرے یہ ہیں۔

دریں اثنا کہ خلد مکاں (عالمگیر) گوش بر سخنان مزخرف سگالاں داشتہ متردد بود ناہر دل خاں حیلہ رسید و فرمانے کہ اعلیٰ حضرت بخط خود بدارا شکوہ نوشتہ از روئے اعتقاد برو حوالہ نمودہ بود کہ خود بعنوان بسرعت از شاہجہاں آباد نزد دارا شکوہ رسانید جواب بیاد آوردہ گذرانیدہ مضمون آنکہ از لشکر ہا فراہم آوردہ در دہلی ثبات قدم ورزد ما دریں جا مہم را فیصل میدہیم (ماثر الامرا جلد دوم صفحہ ۴۹۷)

ایک غیر قوم کا شخص جو عالمگیر کا پورا دشمن تھا ان تمام جھگڑوں میں موجود تھا اسکے بیان سے اس اجمال کی گرہ کھل جاتی ہے وہ لکھتا ہے۔

شاہجہاں نے ایک معتبر خواجہ سرا کو اورنگزیب کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ بیشک دارا شکوہ نے جو کچھ کیا نامناسب تھا اور اس کی بے سمجھی اور نالائقی کی باتیں یاد دلاکر کہا کہ ہم تم سے ابتدا ہی سے دلی شفقت رکھتے ہیں پس تم کو ہمارے پاس جلد آنا چاہیئے تاکہ تمہارے مشورے سے ان امور کا انتظام کیا جائے جو اس فراتفری کے باعث خراب و ابتر پڑے ہوئے ہیں مگر اس محتاط شہزادے (یعنی عالمگیر) نے بدگمانی سے بادشاہ پر اعتماد کرکے قلعے میں چلے جانے کی دلیری نہ کی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ بیگم صاحب (یعنی جہاں آرا بیگم) کسی وقت بادشاہ سے جدا نہیں ہوتی اور اُسکے مزاج پر اسقدر حاوی ہے کہ جو کچھ وہ چاہتی ہے وہی ہوتا ہے اور یہ پیغام اسکا ایک حکمہ ہے اور اس قلماقنیوں (تاتاری عورتیں) میں سے جو محلسرا میں چوکی پہرے کے کام پر متعین رہتی ہیں کچھ قوی ہیکل اور مضبوط اور مسلح عورتیں اس قصد سے لگا رکھی ہیں کہ جب وہ قلعہ میں داخل ہو تو فوراً اس پر آن پڑیں (سفرنامہ ڈاکٹر برنیر ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۱۱۲)

لین پول نے سچ لکھا کہ اس جال میں جو شاہجہاں نے اپنے بیٹے کے پھانسنے کو بچھایا تھا شاہجہاں خود پھنس گیا عالمگیر نے بارہا شاہجہاں کی خدمت میں حاضر ہوکر عفو قصور کرانا چاہا لیکن شاہجہاں اب بھی دارا شکوہ کا خواب دیکھتا تھا جسکی وجہ تھی کہ جہاں آرا بیگم جو شاہجہاں کی دنیا میں سب سے بڑھکر عزیز تھی دارا شکوہ کی نہایت طرفدار تھی شاہجہاں نے ہندی ان میں ایک خط شجاع کو عالمگیر کے برخلاف لکھا اور اس قسم کی اُسکی کوششیں برابر جاری رہیں عالمگیر اب مایوس ہوکر بیٹھ رہا خافی خاں لکھتا ہے

خلد مکان (عالمگیر) مکرر ارادہ دیدن پدر والا قدر بہ قصد معذرت والتماس عفو تقصیرات کہ از تقدیرات الہی و شومی برادر ناہنجار بلا اختیار بظہور آمدہ نمودند آخر چوں دانستند کہ مرضی اعلیٰ حضرت (شاہجہاں) طرف رعایت و اعانت دارا شکوہ غالب و راغب است و سر رشتہ اختیار بحکم قلم تقدیر از دست رفتہ مصلحت در فسخ عزیمت ملاقات پدر نامدار دانستہ (جلد اول صفحہ ۳۴)

اسی زمانہ میں شاہجہاں نے ایک خط مہابت خاں سپہ سالار کو جو اسوقت کابل میں تھا لکھا یہ خط خافی خاں نے پورا نقل کیا ہے اسکے چند فقرے یہ ہیں

چوں فرزند مظلوم دارا شکوہ بعد از شکست روانہ لاہور شدہ بمدد رفاقت دارا شکوہ بایا پرداخت بمقابلہ و مجازات اعمال ہر دو نابرخوردار (یعنی عالمگیر و مراد) پردازد

شاہجہاں کی ان تمام سازشوں اور مخالفانہ کارروائیوں کے ساتھ بھی عالمگیر نے یہ سلوک کیا کہ اپنے بیٹے شہزادہ اعظم کو شاہجہاں کی خدمت میں عفو تقصیرات کیلئے بھیجا اور پانسو اشرفیاں اور چار ہزار روپے نذر بھیجے اور چند روز کے بعد قلعہ کی حفاظت کیطرف سے پورا اطمینان ہوگیا تو شاہجہاں کے ہر قسم کے راحت کے سامان مہیا کردیئے ڈاکٹر برنیر کو بھی مجبور ہوکر یہ شہادت دینی پڑی۔

غرضکہ اورنگزیب کا برتاؤ شاہجہاں کے ساتھ مہربانی اور ادب سے خالی نہ تھا اور حتی الامکان وہ اپنے بوڑھے باپ کی ہر طرح سے خاطرداری کرتا اور نہایت

کثرت سے تحفے تحائف بھیجتا رہتا اور سلطنت کے بڑے بڑے معاملات میں اسکی رائے اور مشورے کو مثل ایک پیر و مرشد کی ہدایت کے طلب کرتا تھا اور اسکے عریضوں سے جو اکثر لکھا کرتا تھا ادب اور فرمانبرداری ظاہر ہوتی تھی پس اس طرح سے شاہجہاں کی گرانی و خشم اور غصہ آخرکار یہاں تک ٹھنڈا پڑ گیا کہ معاملات سلطنت میں بیٹے کو لکھنے پڑھنے لگ گیا بلکہ اپنے باغی فرزند کی سب گستاخانہ حرکتیں معاف کر کے اسکے حق میں دعائے خیر بھی کر دی (ترجمہ سفرنامہ ڈاکٹر برنیر جلد اول صفحہ ۲۸۹)

انصاف کرو شاہجہاں اتنی بات پر برسوں عالمگیر سے لڑتا رہا کہ اس نے شاہجہاں کی جاگیر نورجہاں کو دیدی تھی حالانکہ اور ہر طرح کی عنایتیں بحال تھیں تاہم شاہجہاں نیکنام ہے عالمگیر نے اس حالت میں کہ اس کی جاگیر چھین لیگئی تنخواہ بند کر دی گئی عین دشمنوں کے مقابلہ کے وقت اسکی فوج اسکے پاس سے بلالی گئی (۷۰) ہزار فوج خود اسکے مقابلہ و مقاتلہ کیلئے روانہ ہوئی قلعے میں اسکے قتل کا بند و بست کیا گیا ان سب باتوں کے ساتھ وہ شاہجہاں کا نہایت ادب و احترام کرتا رہا تاہم وہ بدنام ہے ؎

رند و صوفی ہمہ سرمست گذشتند و گذشت   قصۂ ماست کہ در کوچہ و بازار بماند

مورخین کو اپنے محکمہ عدالت میں اس بات کا بہت کم موقع حاصل ہو سکتا ہے کہ خود مجرم کا بیان تحریری بھی حاصل کریں لیکن عالمگیر کی نسبت مورخ کو اس کا افسوس نہیں ہو سکتا۔ عالمگیر نے شاہجہاں کو جو خط لکھے ہیں اُن میں الزامات کی خوب جوابدہی کی ہے عالمگیر کو اسکے مخالف مورخ ہمیشہ سخن ساز اور متفنی بیان کیا ہے لیکن اہتمام واقعات ایک ایک کر کے سامنے آگئے ہیں اور رازہائے سربستہ کے چہرے سے نقاب اُٹھ گئی ہے اسلئے موقع ہے کہ عالمگیر کو اپنے عذرات کے پیش کرنے کا موقع دیا جائے ہم اسکا اصلی خط خافی خاں کی تحریر کے مطابق نقل کرتے ہیں۔ دیکھو اس سخن ساز اور متفنی شخص کا ایک حرف بھی سچائی کے مرکز سے ہٹا ہوا ہے۔

بعد ادائے مراسم عقیدت و عبودیت بعرض اشرف میرساند صحیفہ کہ بخط خاص ایں ہنگام ایام صادر شدہ بود پرتو ورود انداخت بمطالعہ ارقام سراپا سعادت حاصل کرد کیفیتے کہ نگارش یافتہ بود بصواب امید از سبب گرفت گیر خطوط استفسار شدہ بود بر خاطر دریا مقاطر پوشیدہ نماند کہ ازیں مرید ابتدائے حال و آغاز وقوع مراتب کہ بتقدیر ایزد متعال رو دادہ بہ اعتقاد آن کہ چون آنحضرت عقل کل اند و اکثر اوقات گرمی در بجار بسیت بلند روزگار گذشتہ شاید ظہور ایں امور از قضا و قدر دانستہ شکست کار ایں مرید رونق بازار دیگراں کہ ارادت اللہ بدان تعلق نگرفت کوشش نفرمایند سلوکے کہ نتیجہ آں تحسین کردہ بود بدیہیست کہ بعد دفع شورش و رفع استرضائے خاطر و الاکثر اہتمام بمیان جان بستہ بذوق سایہ سعادت رسیدن حاصل کند و ہر چند معروض شد کہ موجب تقاضائے غبار فساد و بر ہم خورد عہد و بہ تحریک آنحضرت است و برادران بہ فرمودہ اقدس پشت پا برزنند و جائے میکنند گوش بہ سخنان مردم نیندازند یقیناً شبہ انحراف از راہ عقیدت شمیم خوہد لیکن از انجا کہ احباب بے توجہی حضرت بہ تواتر رسید چنانچہ از نوشتہ کہ بخط ہندی بہ شجاع قلمی گردیدہ بود و خالی ماند اوپر سراں خراب گشتہ بود پر استہ بیقین حاصل شد کہ آں حضرت ایں مرید را نمی خواہند و آنکہ از دست رفتہ ہنوز تلاش دارند کہ دیگر استقلال پذیرد و بے تردد ایں فدوی کہ مصروف بر اجرائے احکام دین متین و انتظام مہمات مملکت است ضائع شود بہیچ طریق ازیں فکر باز نیامدہ

(۱) اسکے بعد سبحاں نے لکھا ہے کہ عالمگیر شاہجہاں کی ہدایتوں کے برخلاف بھی کرتا تھا لیکن وہ تمام سلطنت کے متعلق ہدایتوں کی مخالفت تھی جسکو اس موقع سے کوئی تعلق نہیں۔

دریں کار مصر اند ناگزیر بہ رعایت لوازم عزم و احتیاط پرداختہ از حدوث و مفسدہا کہ ممتنع التدارک اندیشہ مند گشتہ آنچہ بخاطر داشت متوانست از قوۃ بفعل آورد و بہ صدق این دعوی خدائے توانا شاہد است انشاء اللہ تعالیٰ بعد ازاں کہ کار معاندان یکے از این وجہ ساختہ شود چرا این ہمہ عبث احتیاط خواہد نمود و باب آبدار خانہ قلمی بود آب خاصہ در غسل خانہ در ہر وقت کہ آنحضرت پیوستہ در محل میباشید چہ درکار است و مہر بہ کارخانہ ملبوس نمودن الخ ہکذا تصدق شدن عمر خواجہ مشید الحال کہ بجہ بدیں عہد مامور گردید پوشاک مبارک بدستور سابق بے نقل نخواہد رسید

داراشکوہ کا قتل موافق اور مخالف دونوں تسلیم کرتے ہیں کہ داراشکوہ اپنی بدتدبیری خود رائی کج طبعی کی وجہ سے اس قابل نہ تھا کہ تیمور کے تخت[1] کا مالک ہوتا اس سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ بھائیوں کی جنگ میں ابتدا اُس کی طرف سے ہوئی اور عالمگیر اور مراد و شجاع کو بھی مجبوراً اُسکے حملوں کو روکنا پڑا یہ بھی کچھ الزام کی بات نہیں کہ داراشکوہ گرفتار کر کے دربار میں لایا گیا لیکن اعتراض یہ ہے کہ یہ بالکل ممکن تھا کہ وہ کسی محفوظ مقام میں نظر بند رکھا جاتا وہ کتنا ہی بُرا سہی لیکن بھائی تھا اور بڑا بھائی تھا اگر عالمگیر اُس کے خون سے ہاتھ رنگین کرتا تو اخلاقی مرقع میں اسکی تصویر اس قدر نفرت انگیز نہ ہوتی بے شبہ یہ عُذر بظاہر نہایت قوی ہے لیکن تیموری خاندان بلکہ تمام ایشیائی سلطنتوں میں مدعیان سلطنت قید اور نظر بند ہو کر بھی سلطنت کے منصوبوں سے دست بردار نہیں ہوتے اُسکے ساتھ اُنکے طرفداروں کا ایک گروہ ہمیشہ موجود رہتا ہے اور اس وقت تک چین نہیں بیٹھتا جب تک نخل آرزو کے تمام رگ و ریشے نہ کٹ جائیں تم نے تاریخوں میں پڑھا ہوگا کہ داراشکوہ جب دلی میں گرفتار ہو کر آیا اور بازاروں میں اسی حالت سے نکالا گیا تو تمام شہر میں ہنگامہ برپا تھا لوگ گھروں میں مارے مارے روتے تھے بازاروں سے سرکاری آدمیوں پر پتھر اور ڈھیلے پھینکے جاتے تھے ملک جیون پر جسنے داراشکوہ کو گرفتار کیا تھا گالیوں کا مینہ برس رہا تھا ظاہر میں خیال کرتے ہیں کہ یہ داراشکوہ کی ہردلعزیزی کا اثر تھا اور اس لئے اُسکا ہلاک کرنا مصلحت و حکمت ہونا زیادہ موزوں تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب ایک فتنہ گر کا شعبدہ تھا۔ خافی خاں لکھتا ہے۔

روز دیگر کہ کوتوال بموجب حکم در پئے تحقیق بانی آں فساد پرداخت ظاہر شد کہ ہیبت نام احدیے پیش قدم ایں جرأت گشتہ در وقت آنکہ تمام شہر گردیدہ بود

بے شبہ لوگوں کو خود بھی رقت ہوئی ہوگی یہ ملکی ہردلعزیزی کا ثبوت نہیں ہے۔ داراشکوہ جس شان و شوکت کا شہزادہ تھا جس کر و فر سے اسکی سواری شہر میں لوگوں نے نکلتے دیکھی تھی جس طرح وہ روپے برساتا ہوا اُسے گذرا کرتا تھا اُسکے مقابلہ میں جب لوگوں نے اُسکو شکستہ حال پابزنجیر بے کس و بے یار بازار سے نکلتے دیکھا ہوگا تو کون سنگدل ہوگا جسکے دل سے آہ نہ نکل گئی ہوگی اس وقت

---

[1] ڈاکٹر برنیر سے زیادہ کون شخص داراشکوہ کا دوست ہو سکتا ہے اس نے سخت مصیبت کی حالت میں داراشکوہ کا ساتھ دیا تھا تاہم وہ داراشکوہ کی ذاتی خوبیاں گنا کر لکھتا ہے وہ مگر باایں ہمہ بڑا ہی خود پسند اور خود رائے تھا اور اسکو گھمنڈ تھا کہ اپنی عقل کی رسائی اور خوش تدبیری سے ہر امر کا بندوبست انتظام کر سکتا ہے اور کوئی فرد بشر ایسا نہیں جو مجھے صلاح و مشورہ دے سکے وہ اُن لوگوں سے جو ان سے ڈرتے ڈرتے کوئی صلاح دینے کی جرأت کر بیٹھتے تھے تحقیر و اہانت سے پیش آتا تھا اس ناپسندیدہ سلوک ہی کے سبب سے اُسکے دلی خیر خواہ بھی اُسکے بھائیوں کی پوشیدہ اور مخفی بندشوں سے اُسے آگاہ نہ کر سکے وہ ڈرانے دھمکانے میں بہت تیز تھا یہاں تک کہ بڑے بڑے امراء کو برا بھلا کہہ بیٹھتا اور انکی ہتک کر ڈالتا لیکن اسکا غصہ اور بدمزاجی ایک آن کی آن میں جاتی رہتی تھی (ترجمہ سفرنامہ برنیر صفحہ اجلد اول) کیا ایسا شخص سلطنت کے بارگراں اُٹھانے کے قابل تھا؟

فیصلہ کرنے کا وقت تھا کہ تخت شاہی کے قابل ہی بھی یا نہیں ایسی حالتوں میں تو دشمن کے لیے بھی آنسو نکل آتے ہیں اور دارا شکوہ تو پھر بھی صاحبقران ثانی کا شہزادہ اعظم تھا یا مر یقینی تھا کہ دارا شکوہ جبتک زندہ رہتا سازشیں برپا رہتیں اور ملک کو امن و امان نصیب نہ ہوتا اس لئے عالمگیر کو وہی کرنا پڑا جو خود اُسکے باپ شاہجہاں سے اس کو ترکہ میں ملا تھا شاہجہاں نے اپنے بھائیوں (داور بخش و شہریار) اور حقیقی بھتیجوں (ہوشنگ وغیرہ) کو قتل کرایا تھا عالمگیر کو بھی اس قسم کی بھینٹ چڑھانے کا حق تھا ع ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند ❊

مراد کا واقعہ شاہجہاں کی قید اور دارا کے قتل سے بھی زیادہ مشکل ہی شاہجہاں اور دارا شکوہ دونوں عالمگیر کے صریح مخالف تھے لیکن مراد عالمگیر کا دست و بازو تھا جسونت سنگھ کے معرکہ میں اسی کی پامردی اور اندھا دھند جانبازی نے دارا شکوہ کی فتح کا پانسا اُلٹ دیا تھا وہ ابتدا سے عالمگیر کا ہوا خواہ اور اطاعت گذار تھا اور جو کچھ کرتا تھا عالمگیر کے تیور دیکھکر کرتا تھا ایسے جانباز اور مطیع دوست کو عالمگیر کے ہاتھ سے یہ صدمہ ملا کہ قید ہوا اور پھر قید زندگی سے آزاد ہوگیا لیکن اس مسئلہ نے اس وجہ سے یہ صورت اختیار کی ہی کہ مورخوں نے پورا واقعہ بیان نہیں کیا عالمگیر نامہ اور ماثر عالمگیری کے مصنف تو اس قسم کے واقعات کے اسباب و علل سے مطلق بحث نہیں کرتے اس لئے ان سے کوئی شکایت نہیں ہوسکتی لیکن خافی خاں جو ان مصنفوں پر ترجیح کرنیکی غرض سے دوسرے ماخذوں سے اور بالخصوص عادل خاں کی تصنیف سے حالات بہم پہنچاتا ہی جب اس واقعہ کو لکھتا ہی تو صرف یہ لکھکر رہجاتا ہی۔

اول روز محمد مراد بخش را بحسن تدبیر کہ تقدیر برآں ناموافقت نمود کہ بذکر تفصیل آں نمی پردازد دستگیر ساختہ زنجیر بپا انداختہ الخ (جلد دوم صفحہ ۲۲۸)

خافی خاں اس واقعہ کی تفصیل نہیں بیان کرتا لیکن کیوں؟ کیا عالمگیر پر احسان ہی کہ وہ زیادہ بدنام نہونے پائے لیکن شاہجہاں کی گرفتاری کا واقعہ تو اس سے بھی زیادہ بدنام کن تھا اُسکو خافی خاں نے بڑی تلاش سے بہم پہنچایا چنانچہ خود لکھتا ہی۔

اگرچہ مولفان عہد نویس ہر سہ عالمگیر نامہ منزدی ساختن اعلی حضرت را موافق مرضی مبارک بزبان قلم دادہ اند اما عاقل خاں خافی در واقعات عالمگیر تالیف خود و شرح و بسط ذکر کردہ خلاصہ کلام آنکہ الخ (۱۳۲)

اسی عاقل خاں نے مراد کی گرفتاری کو بھی تفصیل سے لکھا ہی اسکو خافی خاں کیوں قلم انداز کرتے ہیں اصل واقعہ یہ ہے کہ مراد گو نہایت دلیر بہادر اور جانباز تھا لیکن اس کے ساتھ نہایت سادہ لوح اور نہایت آسانی سے لوگوں کے دم میں آجاتا تھا دارا شکوہ پر جب اُسکو فتح حاصل ہوچکی تو اب اس کو لوگوں کے بہکانے سے یہ خیال آیا کہ یہ معرکے میرے سر کئے ہیں میں ہی تنہا تخت سلطنت کا حقدار ہوں اس خیال سے اُس نے عالمگیر سے علیحدگی اختیار کی اور عالمگیر کے بڑے بڑے امرا کو بھاری تنخواہوں اور انعاموں کی طرف ڈالکر توڑنا شروع کیا چنانچہ بیس ہزار فوج اس کی رکاب میں جمع ہوگئی اور روز بروز عالمگیر کی فوج گھٹتی جاتی تھی مجبوراً عالمگیر کو اس کا بندوبست کرنا پڑا عاقل خاں لکھتا ہی۔

دریں منزل بعرض باریافتگان محل والا رسید کہ سلطان مراد بخش تا اکبر آباد کوچ نہ کردہ از رفاقت پہلوتہی ساختہ و جمعے از ملازمان بادشاہ

مثل ابراہیم خاں و الہ علی مراد خاں امیر الامرا وغیرہ ملازمت آنجناب (مراد بخش) اختیار کردہ در سلک ملازمانش انتظام یافتند و
وجوہ مواجب و مناسب مقرر کردہ جمعیتے کہ بداں جناب جمع می آرند رعایت کلی میفرمایند قریب لست ہزار سوار در ظل آنش فراہم
آمدہ روز بروز مردم ظاہر بین صورت پرست کہ از سر منزل معانی و حقیقت چندیں مرحلہ دور افتادہ اند بطمع منصب و خشم رعایت
از ازدوے معلی (یعنی از فوج عالمگیر) جدا شدہ بہ آں جناب (مراد بخش) می پیوند و جمعیت سپاہش آناً فاناً سمت ازدیاد می پذیرد۔

یہ اسباب تھے جن کی وجہ سے مراد بخش کو قابو میں لانا پڑا لیکن انصاف یہ ہے کہ عاقل خاں کی تحریر کے موافق جسطرح مراد کو گرفتار کیا گیا یعنی عالمگیر نے اسکو درد شکم کے بہانے سے بلایا اور قیلولہ کرنے کیلئے جب وہ خوابگاہ راحت میں گیا تو ایک لونڈی بھیجکر اُس کے ہتھیار منگوالیئے پھر شیخ میر وغیرہ کو بھیجکر اسکو گرفتار کرالیا یہ ایک ایسا کام ہے جو پولیٹیکل قانون کی رو سے گو جائز ہو اور گو مراد سے علانیہ جنگ کرنے میں ہزاروں کا خون ہوتا لیکن اگر عالمگیر اور خونریزیونکی طرح اُن کو بھی گوارا کرتا اور مراد پر تدبیر سے نہیں بلکہ شمشیر سے قابو پاتا تو ہم اُس کی مردانہ روش کی زیادہ داد دیتے لیکن سچ یہ ہے کہ عالمگیر نے کبھی یہ دعوے نہیں کیا کہ وہ خلیفہ منصور عباسی سے کہ جس نے ابو مسلم اصفہانی بانی دولت عباسیہ کو دھوکے سے بلاکر قتل کروادیا تھا زیادہ مدح کا مستحق ہے

یوروپین مورخوں کی غلط بیانیاں	یوروپین مورخوں نے ان واقعات کے متعلق جو غلط بیاں اور فریب کاریاں کیں ان سب کو اگر کوئی لکھنا چاہے تو ایک مستقل کتاب لکھنی ہوگی میں نے ابتدائے بحث سے اس وقت

تک قصداً اُن کو نظر انداز کر رکھا تھا کہ اُن میں الجھکر کہیں نہ رہجاؤں لیکن اب جبکہ میں ضبط نفس کر کے بحث کے خاتمہ پر آگیا ہوں تو نہایت اجمال کے ساتھ اس مسئلہ پر اس غرض سے کچھ لکھنا ضرور ہے کہ یوروپین مورخوں کی غلط کاری ناواقفیت فریب بازی اور دانستہ تحریف کا اندازہ ہو سکے۔ شاہجہاں داراشکوہ مراد ہر ایک واقعہ کے متعلق ان مورخوں کا یکساں طرز عمل ہے لیکن اختصار کی غرض سے صرف مراد کے واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) تمام یوروپین مورخین لکھتے ہیں کہ شاہجہاں کے مقابلے میں بغاوت اور داراشکوہ کے لڑنے پر مراد کو عالمگیر نے ابھارا اور مختلف فریبوں سے اُسکو اسپر آمادہ کیا لیکن علاوہ تاریخی کتابوں کے خود مراد کے خطوط موجود ہیں جنسے صراحتہً ثابت ہوتا ہے کہ عالمگیر اپنی جگہ سے حرکت کرنا بھی نہیں چاہتا تھا اور بار بار مراد کو روکتا تھا ایک خط میں جو ۲۳ ماہ صفر یعنی شاہجہاں کی بیماری سے دو مہینے بعد مراد نے عالمگیر کو لکھا ہے تمام واقعات کی اطلاع دیکر اور عالمگیر سے شریک ہونیکی درخواست کر کے لکھا ہے

اگر آں صاحب مہربان نیز ازاں طرف توجہ شود بہتر والا مخلص ہیچ چہ دریں باب توقف بخود قرار نمی تواند داد۔

جب عالمگیر نے ان خطوط کے جواب میں لکھا ہے کہ ابھی حضور اقدس زندہ ہیں اور ہم لوگونکو جگہ سے حرکت نکرنی چاہیئے اور آپنے بندر سورت پر چڑھائی نہ کی ہوتی تو بہتر تھا تو متعدد خطوں میں عالمگیر کو آگرہ کیطرف بڑھنے پر ابھارا ہے ایک خط میں جو ربیع الاول کا لکھا ہوا ہے لکھتا ہے۔

انچہ از تقریر و تحریر گرامی مفہوم شدہ کہ در وقوع آں واقعہ (وفات شاہجہاں) تردد دارند بخود معقول نمی تواند کرد بہرحال چوں ہر چہ بعد از تیقن ایں معنی بانتہے کردہ بہ فعل آمدہ برگشتن از امکان دارد۔ پھر ایک اور خط میں لکھتا ہے۔

انچہ اندراج یافتہ کہ چوں تاحال خبر وقوع قضیہ ناگزیر (یعنی وفات شاہجہاں) بمانہ رسیدہ بلکہ آثار صحت ظاہر شدہ از جائے خود حرکت کردن بہ اظہار بعضے مراتب پرداختن مناسب نمی نماید اگر آں برادر نیز بعد از تحقیق اخبار فولچ بہ سورت می فرستادند دریں کا نمی رفت بہتر می بود (یہاں تک عالمگیر کا قول نقل کیا ہی) اور واقعہ نظر بنوشتہ جات وکیل چنیں بالیستے کرد کہ مرقوم فرمودہ اند ما دریں ایام بدیں با اعتماد نیست کہ از تقاریر جاسوساں معتمد بہ یقین پیوستہ کہ درا واسطہ شہر ذی الحجہ حضرت را ہنگام موعود رسید و وکلائے ما برادران بہ معنی نظر بند اند بہر دو تقدیر انتظام خبر بردن ۔ وقت وقابو را از دست دادن وبہ گفتگوے عناد بازی خوردن واطاعت او کہ اصلاً طبیعت برنمی تابد کردن است (اسی خط کے اخیر میں لکھتا ہی)

ملخص مہمات آنکہ قرار و مدار کار خود را بر محاربہ و جنگ گذاشتہ ہمہ جا مستعد و آمادہ کار زار است وسوائے ایں فکرے دگر ندارد و پیرامون خاطر نمی گردد و اگر انتظار آں صاحب والاقدر مانع نمی بود تاحال خود را بہ آں نواحی می رسانید (مرقوم ربیع الاول)

اسپر بھی عالمگیر مراد کو بار بار روکتا ہی اور مراد بڑھنے کے لیئے بے قراری ظاہر کرتا ہی چنانچہ ایک خط میں لکھتا ہی مخلص را سوائے اجازت آں مہربان مانعے نیست اسکے بعد مراد نے سورت کا قلعہ فتح کرلیا ہی تو ۸ ۔ ربیع الثانی کو عالمگیر کو ایک خط میں لکھتا ہی ۔ "لشکرے کہ مشغول تسخیر آنجا (یعنی سورت) بود دریں زودی بہ حضور می رسد منتظر اشارہ واجازت آں صاحب مہربان است انتہیٰ" ربیع الثانی کو ایک خط عالمگیر کو لکھتا ہی چوں آں صاحب والاقدر دریں وادی متوجہ خاطر بودہ در کارہائے ضروری آں وقت را موقوف بہ تشخیص خبر می دارند ہر چند بودنے گزند مخالف (یعنی دارا شکوہ) قوت و استقلال بہم میگیرد ایں قدر یقین حاصل است کہ حضرت اعلیٰ شاہجہاں مطلق اختیارے نماندہ است و آں حضرت را ملحد (دارا شکوہ) البتہ بہ صید خویش در آوردہ است کہ افواج بر سر شجاع رفتہ و در پے بر ہم زدن ما ہاست بہ محض رفتن بہر نہجے کہ شود آں ملحد را از میان برداشتہ حضرت اعلیٰ را از دست او برمی آریم ۔ بہر حال عازم مقصد شدن اولیٰ است اگر ایں طرز پسند خاطر افتد صاحب و قبلہ بھائی جیو شجاع را ہمارہ با مشفق ساختہ در یک ساعت و یک وقت از جائے خود روانہ مطلب بباید شد

اس قسم کے اور بہت سے خطوط ہیں جنسے علانیہ ثابت ہوتا ہی کہ عالمگیر بار بار روکتا ہی کہ حضور اقدس کی زندگی تک ہم لوگوں کو اپنی اپنی جگہ پر رہنا چاہیے لیکن مراد کبھی تو یہ کہتا ہی کہ درحقیقت حضرت اقدس رحلت کر گئے کبھی لکھتا ہی کہ حضور اگر زندہ بھی ہیں تو دارا شکوہ کے قابو میں ہیں کبھی لکھتا ہی کہ اب تو جو ارادہ کرلیا آپ بھی ساتھ دیجیے ورنہ بندہ تنہا روانہ ہوتا ہی انصاف کرو ان تصریحات کے بعد یورپین مورخوں یا خافی خاں کا یہ بیان کس حد تک صحیح ہو سکتا ہی کہ عالمگیر نے مراد کو دلا دے کر اپنی شرکت پر آمادہ کیا ۔

(۲) یورپین مورخین عموماً لکھتے ہیں کہ عالمگیر نے مراد سے معاہدہ کیا تھا کہ سلطنت آپکو ملیگی میں دارا شکوہ کے استیصال کے بعد حج کو چلا جاؤنگا برنیر صاحب لکھتے ہیں کہ اسی بنا پر عالمگیر ہمیشہ مراد کو حضرت کے لفظ سے خطاب کرتا تھا خافی خاں کے طرز تحریر سے پایا جاتا ہی کہ مراد کو سلطنت کی امید دلائی گئی تھی لیکن یہ ایک نہایت تاریخی غلطی ہی بے شبہ تینوں بھائیوں میں ایک معاہدہ ہوا تھا لیکن خافی خاں و یورپین مورخوں نے اسکی تحقیق کرنیکی تکالیف گوارا نکی کہ وہ معاہدہ کیا تھا مراد نے اپنے خطوط میں جو عالمگیر اور شجاع کو لکھے ہیں جا بجا اسکا اشارہ کیا ہی اسکا ماحصل یہ ہی کہ دارا شکوہ جب ہم میں سے کسی ایک پر چڑھائی کرے تو بھائی بھی اعانت میں شریک ہوں چنانچہ ایک خط میں لکھتا ہی از معاہدات قدیم آنست کہ ہر گاہ ملحد (دارا شکوہ)

اسکے سوا یہ بھی معاہدہ میں داخل تھا کہ فتح کے بعد ایک ثلث مال غنیمت اور کابل و پنجاب و کشمیر کے علاقے مراد کو دیئے جائیں عاقل خاں واقعات عالمگیری میں لکھتا ہے

قرار یافت کہ ثلث از غنائم نفیسہ سلطان (یعنی مراد) ثلثان بہ سرکار فیض آثار (یعنی عالمگیر) عائد گردد و بعد تسخیر کل قلمرو حضرت صاحبقران و فتح ممالک محروسہ ہندوستان ولایت پنجاب و ملتان و کشمیر و کابل بہ جناب سلطانی تعلق گیرد و آنجناب یعنی (مراد) در ولایت مذکورہ علم سلطنت برفروزد و آں ہمی سر و کوس بنوازد و خطبہ و سکہ بنام خود ابسازد۔

چنانچہ داراشکوہ کی شکست کے بعد جب مراد نے عالمگیر سے ناراضی اور علیحدگی ظاہر کی تو عالمگیر نے اسی معاہدہ کی بنا پر ۲۰ لاکھ روپے نقد بھیجدیئے اور کہلا بھیجا کہ داراشکوہ کے قصہ فیصل ہونیکے بعد کابل اور پنجاب و کشمیر بھی حوالہ کیا جائیگا عاقل خاں لکھتا ہے۔

لاجرم آنحضرت (عالمگیر) مبلغ بست لاکھ روپے نقد بواسطہ وارسال داشتہ پیغام کرد کہ بالفعل ایں مبلغ را بضروریات خاصہ خود سپاہ صرف نمایند بموجبیکہ آں برادر والاتبار مقرر کردہ شد کہ ثلثے از غنائم بہ سرکار ایشاں عائد گردد و تتمہ خواہد رسید انشاء اللہ تعالیٰ بعد از اتمام پذیرفتن مہم داراشکوہ ولایت پنجاب و کشمیر بہ آں مسند آرائے سلطنت و جہانداری ارزانی خواہد شد۔

ان واقعات کے مقابلہ میں ڈاکٹر برنیر صاحب اور دیگر یورپین مورخوں کا یہ بیان کہ عالمگیر نے مراد کو اس بھرے پر چڑھایا کہ ہندوستان کی سلطنت کے صرف آپ مستحق ہیں اور میں آپ کو سلطنت دلا کر گوشہ نشین ہوجاؤنگا کس قدر صریح افترا و بہتان ہے ڈاکٹر برنیر نے اسی مضمون کو بار بار بڑے زور سے بیان کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

اورنگزیب اگرچہ بظاہر مراد بخش کو برابر شاہ ہندوستان کہکر گفتگو کرتا رہا قلیل اللہ ہے کہ صرف حضرت ہی تخت نشینی کے لائق ہیں (صفحہ ۱۰۴)

ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ عالمگیر نے مراد کو ایک خط لکھا جسکے برجستہ فقرے یہ ہیں۔ بھائی تم کو اس بات کے یاد دلانے کیلئے کچھ حاجت نہیں کہ امور سلطنت کی محنت اٹھانی میرے اصلی مزاج اور طبیعت کے کسقدر مخالف ہے اور اگرچہ سلطنت کے حق حقوق اور دعووں سے میں بالکل دست بردار ہوں یہی نہیں کہ داراشکوہ فرمانروائی کے اوصاف سے خالی ہے بلکہ لامذہب اور کافر ہونے کی وجہ بالکل تاج اور تخت کے لائق نہیں پس اس صورت میں اس عظیم الشان سلطنت کی فرمانروائی کے لائق صرف آپ ہی ہیں اور میری بات تو یہ تصور کر لیجیے کہ اگر آپ کی طرف سے موثق اور مستحکم طور پر مجھے یہ وعدہ مل جائیگا کہ جب بفضل خدا آپ بادشاہ ہوجائینگے تو مجھکو اپنے قلمرو میں کوئی خلوت کا گوشہ عافیت بہ اطمینان خاطر عبادت بجالانے کو عنایت فرما دیجیے گا پس یکلحہ بھی ضائع نہ کیجیے اور موقع کو غنیمت سمجھیے اور جلدی سے سورت کے قلعہ پر قبضہ کر لیجیے۔

انصاف کرو ڈاکٹر صاحب کے یہ بیانات کسقدر صحیح ہیں اور خصوصاً یہ بیان کہ آپ فورا سورت پر قبضہ کر لیجیے اور بڑا لگائیے کس قدر صحیح ہے مراد کے خطوط میں خود تصریح ہے کہ عالمگیر مراد کو مہینوں نقل و حرکت سے روکتا رہا بالخصوص قلعہ سورت پر اسکی پیشقدمی کی نسبت صاف لکھا کہ نامناسب تھی۔ ڈاکٹر برنیر صاحب الٹا عالمگیر کو مراد کی پیش دستی کا محرک بتاتے ہیں ہم کو مراد اور ڈاکٹر برنیر صاحب میں سے کس پر اعتبار کرنا چاہیئے۔

(۳) تمام یورپین مورخین لکھتے ہیں کہ عالمگیر نے شراب پلوا کر مراد کو گرفتار کیا ڈاکٹر برنیر صاحب کے سوا کسی مورخ نے

اسکے متعلق ایک حرف بھی نہیں لکھا طرہ یہ کہ الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی اپنی تاریخ ہندوستان کے ایک نوٹ میں لکھتے ہیں -

اگرچہ برنیر صاحب بھی اُسی زمانہ کے قریب تھے اور وہ عمدہ لکھنے والے ہیں مگر تقریری اور تحریری واقفیت اُن کی محدود ہوگی اور ہندوستانیوں پر رائے لگانے کے ذریعے اُنکے پاس کچھ تھوڑے موجود ہونگے علاوہ اس کے انکے بیان میں ایسی ایسی حکایتیں مذکور ہیں جو لوگوں کی بناوٹی معلوم ہوتی ہیں صفحہ ۹۹۹ مطبوعہ علی گڈھ

الفنسٹن صاحب نے برنیر صاحب کے متعلق نہایت محققانہ رائے دی ہے لیکن افسوس یہ ہی کہ ان کے نزدیک برنیر کا بیان وہیں تک ناقابل اعتبار ہی جہانتک عالمگیر کے موافق ہی ورنہ عالمگیر کی مخالفت میں اس کا ایک ایک حرف وحی ہی اور نہ صرف الفنسٹن صاحب بلکہ تمام یوروپین مورخین اسکو صحیفہ آسمانی سمجھتے ہیں عالمگیر کے الزامات کی تمامی روداد تمہارے سامنے ہے غور سے پڑھو اور بار بار پڑھو اور ایک ایک واقعہ کو جانچو اور پھر دیکھو کہ مخالف مورخوں نے عالمگیر کے بُرا ثابت کرنے کے لیئے کیا کیا غلط بیانیاں کی ہیں کس کس طرح واقعات کو بدلا ہی کیا کیا غلط نتایج قائم کئے ہیں کن کن پُر فریب طریقوں سے کام کیا ہی عالمگیر کیا اگر یہ کوشش نوشیرواں کے متعلق کی جاتی تو وہ بھی شیطان مجسم نظر آتا -

عبرت عالمگیر کے دوستوں میں ایک صاحب لین پول صاحب ہیں اُنہوں نے عالمگیر کے حالات میں ایک کتاب لکھی ہی اور اپنی دانست میں عالمگیر کے تمام الزامات کا جواب دیا اور عالمگیر کو قابل مدح ثابت کرنا چاہا ہی لیکن اس کا طریقہ یہ اختیار کیا ہی کہ عالمگیر کی ہر قسم کی برائیاں یعنی دارا شکوہ وغیرہ کا قتل ہندو ریاستوں سے بگاڑ بنیاد سلطنت کا متزلزل کرنا بتخانوں کا توڑنا ہندوؤں کا ملازمت سے موقوف کرنا دکن کی اسلامی سلطنتوں کا برباد کرنا مرہٹوں کے پیچھے فوج ملک اور سلطنۃ کو غارت کرنا وغیرہ ثابت کی ہیں اور لکھا ہی کہ عالمگیر چونکہ ایک نہایت دیندار پکا راسخ مسلمان تھا اسلئے فرائض مذہبی کے لحاظ سے ایسا کرنا اُس کا فرض مذہبی تھا چنانچہ منجملہ اور بہت سے مقامات کے ایک جگہ آپ تحریر فرماتے ہیں -

مغلوں کی تاریخ میں یہ سب سے پہلا بادشاہ ہی جو پکا مسلمان تھا جو ممنوعات سے خود پرہیز کرتا تھا اور دوسروں کو جو اس کے گرد تھے باز رکھتا تھا وہ ایسا بادشاہ ہوا جس نے محض مذہب کی بدولت اپنے تخت کو معرض خطر میں ڈالدیا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ میل جو سب سے زیادہ محفوظ طریقہ تھا جو مختلف قوموں اور متناقص مذہب کی بنی ہوئی سلطنۃ کے قائم رکھنے میں خیال کیا جا سکتا وہ ضرور اس خطرہ سے واقف ہوگا جس پر وہ تمام ترسائی کر رہا تھا اور خوب جانتا ہوگا کہ ہندوؤں کے ہر ایک خیال سے علیحدگی کرنا اور ایرانی متوسلوں کو جو اُسکے دربار میں بڑے بڑے سردار تھے علانیہ مخالفت کر کے دشمن بنانا گویا انقلاب کو خود بلانا تھا تاہم اس نے یہی رستہ اختیار کیا اور بڑے استقلال سے اپنی پچاس برس کی عدیم المثال فرمانروائی میں اسپر چلے گیا جملہ کارروائیاں اورنگزیب کے کسی گہری حکمت عملی کی وجہ سے نہ تھیں بلکہ انکو وہ قطعی حق سمجھتا تھا (ترجمہ اردو صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴) ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں اورنگزیب کے عہد حکومت میں ناکامی تو ہوئی لیکن یہ ناکامی بڑی رفیع الشان ناکامی تھی دنیا کا رستہ اُس نے اپنی خوشی سے اپنے اوپر بند کر دیا تھا اُس نے اپنے لئے فرض کا رستہ منتخب کر لیا تھا اور چونکہ وہ قطعی غیر ممکن العمل تھا لیکن پھر بھی وہ بڑے استقلال سے

اسی پر چلا گیا اگر اورنگ زیب ایک دنیادار شخص ہونے کے قابل ہوسکا ہوتا تو اُس کا راستہ بے خلش خرش گل سے ڈھکا ہوتا
لیکن اسکی شان اور کامرانی تو اسی میں ہے کہ اُس نے اپنی روح کو مجبور نہیں کیا اور علم عقائد کو بیٹھ دکھلانے کی جرأت نہ کی
ہندوستان کا یہ دیندار اعظم ایسے مادہ کا شخص تھا کہ اُس نے تاج شہدا جیت لیا صفحہ ۲۰۱-

لین پول صاحب کی یہ مہربانی چنداں قابل تعجب نہیں وہ یوروپین مورخ ہیں اور اُن کو یہی کرنا چاہیئے تھا لیکن عبرت کا یہ مقام ہے کہ جدید تعلیم یافتہ گروہ لین پول صاحب کی کتاب کو عالمگیر کی حمایت خیال کرتا ہے چنانچہ ایک صاحب نے اسکا اُردو میں ترجمہ کیا اور قوم کے ایک بزرگ مشہور و معزز کے نام معنون کیا کہ یہ ایک اسلامی خدمت ہے!!!

زناوانی براو کردہ ہمدم کا من ضائع   عجب تر اینکہ برمن منت بسیار ہم دارد

عیب ہا جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو" ایک طول وطویل افسانہ جو مدت میں جاکر ختم ہوا اُس کا محاصل صرف اس قدر نکلا کہ عالمگیر اتنا برا نہ تھا جتنا اُس کے مخالف اسکو بتاتے ہیں لیکن کیا عالمگیر کی قسمت میں اسی قدر ہے کیا اسکو اُسی پر قناعت کرنی چاہیئے کہ تحسین نہ سہی نفرین سے بچ جائے - ہمکو مخالف مورخوں کی اس حق گوئی کی داد دینی چاہیئے کہ انھوں نے عالمگیر کے معائب چن چن کر لکھے لیکن محاسن کے اظہار میں کچھ کمی نہیں کی یہ البتہ ہے کہ معائب کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا کہ خوبیوں کی بھنک بھی کانوں میں نہ آسکی لیکن اب جبکہ الزامات کا تیرہ و تاریک مطلع کسی قدر صاف ہو گیا ہے عالمگیر کی خوبیوں کے پیش نظر کرنے کا موقع ہے -

ملکی اصلاحات اور انتظامات

تیمور اپنے جانشینوں کے کارنامے میں ہمیشہ ملکی فتوحات اور وسعت حدود ڈھونڈیگا - عالمگیر اس امتحان میں پورا اتر سکتا ہے وہ آسام اور تبت کو مسخر کر چکا ہے دکن کی دو سلطنتیں حدود حکومت میں شامل ہو گئی ہیں مختصر یہ کہ اسکے عہد میں تیموری حکومت کے حدود جس قدر وسیع ہوئے کبھی نہیں ہوئے تھے لیکن ہم کو عالمگیری تاریخ حکومت میں تیموری مذاق کی پیروی کی ضرورت نہیں چنگیز خاں نے بھی ملک فتح کئے تھے - سکندر بھی بہت بڑا کشورستاں تھا لیکن ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ملکی انتظامات اور اصلاحات میں عالمگیر نے کیا کیا ہے اسکی تفصیل حسب ذیل ہے -

(۱) تمام سلاطین کے زمانہ میں مالگذاری کے علاوہ بیسیوں ناجائز ٹکس اور محصول جاری تھے جنکی موقوفی جنکی مجموعی تعداد مالگذاری کے برابر پہنچ جاتی تھی مثلاً جنگی پاندری (مکان کا ٹکس) سر شماری بر شماری برگدی طوغانہ جرمانہ شکرانہ وغیرہ وغیرہ ان محصولوں کی تعداد اسی تک پہنچی تھی اور اُن کی آمدنی جیسا کہ خافی خاں نے لکھا ہے کروڑوں سے زیادہ تھی - عالمگیر نے یہ تمام محاصل ایک قلم موقوف کرا دیئے

(۲) اکبر کے زمانہ میں مالگذاری اور خراج کا جو دستور العمل مرتب ہوا تھا اس کی پھر تجدید قانون مالگذاری اور بندوبست اراضی اور ترمیم نہیں ہوئی - عالمگیر نے اپنے زمانہ میں ترمیم و اصلاح کرکے ایک جدید دستور العمل تیار کیا چنانچہ

ہمارے ایک بنگالی دوست جدو ناتھ سرکاری پروفیسر پٹنہ کالج نے اسکو مع انگریزی ترجمہ کے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے پریس میں چھاپا ہی ہم تطویل کے لحاظ سے اسکو نقل نہیں کر سکتے۔ اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا مناسب ہوگا کہ عالمگیر کے زمانہ میں محاصل سلطنت بقدر ترقی کر گیا تھا کہ اکبر اعظم کے عہد سے اسوقت تک کبھی نہیں ہوا تھا چنانچہ ہم عہد بعہد کی تفصیل لکھتے ہیں۔ اکبر ایک کروڑ نوے لاکھ پونڈ شاہجہاں ۲ کروڑ ۲۷ لاکھ پچاس ہزار پونڈ عالمگیر چار کروڑ عالمگیر چار کروڑ پونڈ یعنی ساٹھ کروڑ روپیہ۔ عالمگیر کے حدود حکومت میں جو اضافہ ہوا تھا وہ حیدر آباد۔ بیجاپور۔ آسام۔ چاٹگام اور تبت تھا لیکن ان تمام ملکوں کی آمدنی دس بارہ کروڑ روپے سے زیادہ نہیں ہو سکتی باقی جو اضافہ ہے وہ صرف ہندوستان کی خوبی اور ملک کی آبادی کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہی۔

عہدہ داروں کے مرنے پر جائداد اور مال کی ضبطی کا موقوف کرنا

(۳) عالمگیر کے زمانہ تک یہ عام قاعدہ تھا کہ جب کوئی عہدہ دار سلطنت مرجاتا تو اسکی تمام جائداد اور اسباب ضبط ہو کر شاہی خزانہ میں داخل ہو جاتا تھا اگرچہ یہ قاعدہ جیسا آج ظالمانہ نظر آتا ہی اس زمانہ میں تھا اور درحقیقت بعض خاص مصالح پر مبنی تھا لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ یہ طریقہ بہت سی برائیوں اور بے رحمیوں کا سرچشمہ بنگیا تھا عالمگیر نے اس قاعدہ کو سرے سے موقوف کر دیا مآثر عالمگیری میں ہے صفحہ (۵۱۱)

واگذاشت متروکات امرائے عظام کہ مطالبہ دار سرکار معلی نباشند از اعقاب آنہا کہ متصدیان بادشاہی در ایام سلاطین سابق بہ فراواں احتیاط ضبط می نمودند و ایں معنی سبب آزار ماتم زدگان اقربا و حیراں می شد عفو فرمودہ بودند۔

خافی خاں اور لین پول بھی اس واقعہ سے انکار نہیں کرتے لیکن کہتے ہیں کہ اس حکم کی تعمیل کم ہوتی تھی کیونکہ عالمگیر کے امرا اسکے احکام کی پوری تعمیل نہیں کرتے تھے اس کا فیصلہ ناظرین کے ہاتھ ہے۔

(۴) سب سے بڑا کام جس سے شاید دنیائے اسلام کی تاریخ خالی ہی یہ ہے کہ بادشاہ وقت کے مقابلے میں اگر کوئی شخص دادرسی چاہے تو نہ اس کی مجال تھی نہ اسکا کوئی قاعدہ تھا۔ عالمگیر نے ۱۰۸۲ہجری میں فرمان نافذ کیا کہ تمام اضلاع میں سرکاری وکیل مقرر کئے جائیں اور عام منادی کرا دی جائے کہ جس کسی کو بادشاہ پر کوئی دعوی ہو پیش کرے اور سرکاری وکیل اس کی جوابدہی کرے اور اسکا حق ثابت ہو تو سرکاری وکیل سے اپنا مطالبہ وصول کرے خافی خاں لکھتا ہی صفحہ ۴۹

دریں سال از راہ حق پرستی و عدالت گستری حکم فرمودند کہ در حضور و شہر ہا منادی نمایند کہ بذمہ بادشاہ طلب دعوی داشتہ باشد حاضر گشتہ بوکیل بادشاہی رجوع نماید بعد اثبات حق خود بستانند و فرمودند کہ وکیل شرعی از طرف آں بادشاہ دادگر برائے جواب خلق اللہ کہ دسترس رسیدن حضور نداشتہ باشد در حضور و بلاد دور نزدیک مقرر نمایند و در ہمہ صوبجات وکیل شرعی متعین گردید۔

(۵) ملک اور رعایا کی حالت دریافت کرنیکے لیئے پرچہ نویسی اور واقعہ نگاری کے واقعہ نویس اور پرچہ نویس صیغہ کو نہایت وسعت دی اگرچہ اسمیں شبہ نہیں کہ یہ محکمہ خطرے سے خالی نہیں اگرچہ پرچہ نویس خود غرض اور راشی ہوں تو ان سے بڑھکر کوئی چیز ملک کی بربادی کا ذریعہ اگر ہے تو یہی ہی اور یہی وجہ ہی کہ جو خلفا اور سلاطین مثلاً عمر فاروق مامون رشید

ملہ لین پول صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ لین پول صاحب نے نہایت صحیح ماخذوں سے اسکے متعلق تفصیلی رپورٹ لکھی ہی۔

ناصر الدین اللہ عدل و انصاف کے نمونے تھے۔ سب نے یہ محکمہ قائم کیا تھا اور اسکو نہایت وسعت دی تھی البتہ بڑی احتیاط سے اُسکے متعلق کام لیتے تھے۔ عالمگیر بھی نہایت احتیاط برتتا تھا اور اُسکے خطرات سے بخوبی واقف تھا ایک موقع پر خود ایک رقعہ میں لکھتا ہی۔

از انجا کہ سوانح نگاراں برائے اغراض نفسانی چیزہائے بسیار برغا نہزادان تربیت کردہ زلمے بندند باید کہ ایں فدوی بہ دیوان بنگارد کہ ہمہ مراتب راچنانچہ باید تحقیق نماید و بہ حضور معروض دارد۔

معز الدین اپنے پوتے کو ایک رقعہ میں اپنے واقعہ نگار کے متعلق لکھتا ہی۔

اگر دانند خدمت واقعہ نگاری بہ دیگرے مقرر نمایند کہ حالات واقعہ نگار واقعہ نماید (اعظم شاہ کو ایک رقعہ میں لکھتا ہی۔

واقعہ نگار و ہرکارہ ہائے معتبر و محتاط در محال بگذارند در روزمرہ احکام عمال نجواتند

پرچہ نویسی کے انتظام کی بدولت ہندوستان جیسے وسیع ملک کے ایک ایک کونے کی خبر عالمگیر کو پہنچتی تھی اُسکے عہد کی یہ مخصوص بات ہی کہ جسقدر رعایا کی اصلی حالت سے خبر رکھتا تھا اور ان کی آرام و آسائش کا انتظام کرتا تھا کسی سلطنت میں اس کی نظیر بہت کم مل سکتی ہی اُسکے رقعات پڑھو۔ شہزادوں صوبہ داروں عاملوں کی ایک ایک فروگذاشت کو پکڑتا ہے۔ واقعہ نگار کا حوالہ دیتا ہے ہزار دں کوس پر کسی سوداگر یا کسی راہ چلتے کی کوئی چیز ضائع ہو جاتی ہی تو فوراً اُسکو خبر لگ جاتی ہی اور وہاں کے عامل سے بازپرس کرتا ہے۔

(۶) عالمگیر کی تاریخ حکومت کا سب سے حیرت انگیز واقعہ اُسکا کلیات و جزئیات پر یکساں حاوی اور باخبر ہونا ہے وہ ایک طرف تو ایسے بڑے بڑے مہمات میں مصروف رہتا تھا جنسے دم لینے کی مہلت نہیں مل سکتی ہی دوسری طرف چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی اسکی آگہی سے مخفی نہیں رہ سکتا تھا اور وہ اُن کو بھی اسی توجہ اور غور سے انجام دیتا تھا الفنسٹن صاحب سے زیادہ عالمگیر کا کوئی دشمن نہیں گذرا ہے اُن کو بھی مجبوراً لکھنا پڑا۔

وہ خود تن تنہا اپنی حکومت کی ہر شاخ کی کارگزاری جزوی کاموں کے لحاظ اور حیثیت سے کرتا رہا لشکرکشیوں کے نقشے سوچتا تھا لشکرکشیوں کے زمانہ میں ہدایتیں جاری کرتا تھا مثلاً اُسکے قلعوں کے نقشے بہ این مقصود اس کی خدمت میں ارسال کرتے تھے کہ حملوں کے مقاموں کو مقرر کرے اُسکے رقعوں میں پٹھانوں کے ہموار ملکوں میں سڑکوں کے جاری کرانے اور ملتان اگرے کے فسادوں کو دبانے بلکہ قندھار کو دوبارہ حاصل کرنیکی تدبیریں مندرج پائی جاتی ہیں اور اسی عرضہ میں فوج کا کوئی ٹکڑا باربرداری کی کوئی رسد بھی جس کا کچھ مقام ایسے حکموں کے بدون پایا جائے جسمیں سے تھوڑے بہت حکموں کو اوزنگ زیب نے خاص اپنے ہاتھوں سے جاری نہ کیا ہو ضلع کی مالگذاری کے ادنے افسر کا تقرر یا کسی دفتر کے کسی محرر کا انتخاب اپنی توجہ فرمائی کے نامناسب نہ سمجھتا تھا اور سارے کارگذار فوجی کارگذاری کی نگرانی جاسوسوں اور آنے جانے والوں کے ذریعے سے کرتا تھا اور ایسی خبروں کی اصل و بنیاد ہمیشہ فہمائش و سپاہیوں کے وسیلے سے اُن کو آگاہ اور خبردار رکھتا تھا مگر تفصیل جزئیات پر ایسے

ذوق وشوق سے منہمک ہوتا۔ جیسے کہ ہوشیاری اور بیدار مغزی کی دلیل ہے ویسے ہی کام کاج کی اصلی ترقی اور اجرائے کار کی عروج کیلئے چنداں مفید نہیں مگر چونکہ اورنگ زیب کی ذات اور طبیعت میں التفات جزئیات کے ساتھ بڑی چابکی اور چالاکی سلطنت کے عمدہ عمدہ کاموں میں بھی پائی جاتی تھی اس کے طبیعت کی آمادگی اور نہایت گرم جوشی ایسی معلوم ہوتی ہے جو ہر زمانے میں بڑی عجیب و غریب سمجھی جاتی ہے۔

(۷) ایشیائی سلطنتیں اس بات میں ہمیشہ بدنام رہیں کہ عمال و عہدہ دار اکثر رشوت خوار ہوتے تھے اس رشوت خواری کے اسباب میں بہت بڑا قوی سبب پیشکش اور نذرانہ کی رسم تھی یعنی تمام وزرا امرا عمال سالانہ جشن میں بادشاہ کو نہایت گراں قیمت نذرانہ پیش کرتے تھے یہ نذرانہ اکثر لوگو نکے سالانہ تنخواہ کے قریب قریب برابر پڑ جاتے تھے اس بنا پر ان لوگوں کو اس نقصان کی تلافی کیلئے خواہ مخواہ رعایا سے رشوت لینی پڑتی تھی۔ جہانگیر اپنی تزک میں ان نذرانوں کا ذکر بڑے لطف اور مسرت کے لہجے سے کرتا ہے اور ایک ایک چیز کی تفصیل لکھتا ہے بعض نذرانوں کی تعداد لو کروڑ سے زائد پہنچ گئی ہے اگرچہ اس کے مقابلہ میں بادشاہ بھی بیشمار انعامات و اکرامات کرتا تھا۔ لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ ان انعامات سے نذرانوں کا پورا بندوبست ہوتا تھا اسکے علاوہ انعامات اکثر نقد کی صورت میں نہیں ہوتے تھے اور نذرانہ میں جو چیزیں پیش کی جاتی تھیں خرید کر مہیا کرنی پڑتی تھیں۔ بہرحال یہ قطعی ہے کہ یہ نہایت برا طریقہ تھا اور سینکڑوں مفاسد اس سے پیدا ہوتے تھے عالمگیر نے اس طریقہ کو بالکل بند کر دیا چنانچہ اسکی تفصیل آگے آتی ہے۔

(۸) عالمگیر کے عہد حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ اس کا عدل و انصاف ہے جسمیں عزیز و بیگانہ غریب و امیر دوست و دشمن کی کچھ تمیز نہ تھی ایک رقعہ میں خود لکھتا ہے کہ معاملات انصاف میں شہزادوں کو میں عام آدمیوں میں سمجھتا ہوں یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ غیروں نے بھی اس کی تصدیق کی ہے لین پول صاحب عالمگیر کی سوانح میں لکھتے ہیں۔

اوولین جس کی ذاتی سند تو چنداں قابل اعتبار نہیں لیکن جس نے اپنی رائے ایسی نکتہ چینیوں کی تحریر سے اخذ کی ہے جسکو اورنگ زیب کی ذرا بھی پاسداری نہ تھی یعنی نکتہ چین مبیتی اور سورت کے تاجر ہیں کہتا ہے مثل اعظم عدل کا دریائے اعظم ہے جچے تلے انصاف سے عموماً وہ تجویز کرتا ہے کیونکہ شہنشاہ کے حضور میں سفارت امارت اور منصب کی کچھ پیش نہیں جاتی بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کی اورنگ زیب اس مستعدی سے بات سنتا ہے جس طرح کہ بڑے سے بڑے امیر کی ڈاکٹر کاریری نے بھی جس نے اورنگ زیب کو بمقام دکن ۱۶۹۵ء میں دیکھا تھا اس کا چال چلن بیان کیا ہے (ایک موقع پر لین پول لکھتا ہے) یا ہونگی مخالف نکتہ چینیاں اورنگ زیب کے چال چلن پر اسی زمانہ تک ہیں جبکہ وہ شہزادہ تھا لیکن وہ مورخ جس وقت اس کے زمانہ شاہنشاہی کا حال لکھتے ہیں تو سوائے کلمات تحسین کے اور کچھ نہیں لکھتے اسکی پچاس برس دراز عہد حکومت میں ظالمانہ فعل بھی اسکے خلاف ثابت نہیں ہے حتی کہ ہندوؤں کے ستانے میں بھی جو اس کی دینداری کا ایک جزو تھا سب کو تسلیم ہے کہ کوئی قتل یا جسمانی تکلیف رسانی نہیں پیش آئی۔[1]

[1] ترجمہ لین پول صفحہ ۵۷۔

عالمگیر نے اپنی زندگی کا مقصد سلطنت کے جاہ و جلال شان و شوکت ناز و نعم کے بجائے صرف رعایا کی خدمت اور راحت رسانی قرار دیا تھا سو وہ انتہائے پیری تک دربار میں کھڑے ہو کر رعایا کی عرضیاں لیتا تھا اور خود اپنے ہاتھ سے ان پر حکم لکھتا تھا ڈاکٹر جیلی کریری نے اٹھتر برس کی عمر میں عالمگیر کو دیکھا تھا وہ بیان کرتا ہے۔

کہ وہ صاف و سفید ململ کی پوشاک پہنے ہوئے عصائے پیری کے سہارے امیروں کے جھرمٹ میں کھڑا ہوا تھا اور اس کی پگڑی میں بڑا نگڑا زمرد کا لگا ہوا تھا داد خواہوں کی عرضیاں لیتا جاتا تھا اور بلا عینک پڑھ کر خاص اپنے ہاتھ سے دستخط کرتا جاتا تھا اور اس کے ہشاش بشاش چہرے سے صاف مترشح تھا کہ وہ اپنی مصروفیت سے نہایت شاداں و فرحاں ہے[۵۱]

وہ دن میں دو تین دفعہ دربار عام کرتا تھا اور مطلق کسی کی روک ٹوک نہ تھی ادنیٰ سے ادنیٰ جو چاہتا تھا کہتا تھا اور عالمگیر نہایت توجہ سے سنتا تھا[۵۲] مرزا کام بخش عالمگیر کا نہایت چہیتا بیٹا تھا اسکے کوکہ پر قتل کا الزام قائم ہوا عالمگیر نے حکم دیا کہ عدالت میں تحقیقات کیجائے کام بخش نے اسکی حمایت کی عالمگیر نے کام بخش کو دربار میں بلا بھیجا کام بخش اسکو بھی ساتھ لاتا تھا اور اپنے آپ سے جدا نہیں کرتا تھا عالمگیر نے حکم دیا کہ کام بخش بھی کوکہ کے ساتھ قید کیا جائے چنانچہ اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی۔

سنہ ۱۷ جلوس مطابق ۱۰۸۵ھ میں حسن ابدال کے سفر میں عالمگیر نے ایکدن ایک باغ میں قیام کیا دیوار کے پیچھے ایک بڑھیا کا مکان تھا بڑھیا کی ایک پن چکی تھی جس میں باغ سے پانی آتا تھا سرکاری آدمیوں نے پانی روک دیا اور پن چکی بند ہو گئی عالمگیر کو خبر ہوئی اسی وقت پانی کھلوا دیا رات کو جب خاصہ پر بیٹھا تو دو قاب کھانے کے اور پندرہ اشرفیاں شیخ ابو الخیر کو دیں کہ جا کر بڑھیا کو دو اور میری طرف سے معذرت کرو کہ افسوس ہمارے آنے کی وجہ سے تم کو تکلیف ہوئی تم معاف کرو صبح ہوئی تو پالکی بھیجکر بڑھیا کو بلوایا اور حرم میں بھیجا دریافت سے معلوم ہوا کہ بڑھیا کی دو بن بیاہی بیٹیاں اور دو بچے ہیں درسوں نے بھی عنایت کئے مستورات نے اسکو زر و جواہر سے مالا مال کر دیا دو تین دن کے بعد پھر بلوایا اور لڑکی کی شادی کیلئے دو ہزار روپے عنایت فرمائے بیگمات اور شہزادوں نے اشرفیاں برسا دیں یہانتک کہ چند روز کے بعد بڑھیا اچھی خاصی امیر ہو گئی۔ درشن کے طریقہ کو اس نے نہایت سختی سے بند کیا تھا لیکن یہ اجازت دی کہ کوئی داد خواہ آئے تو اس کی عرضی رسی میں باندھکر اوپر پہنچا دی جائے۔

اسی قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں لیکن ایک آرٹکل میں یہ تمام کارنامے سما نہیں سکتے عالمگیر کے رقعات پڑھو ہر ہر سطر میں نظر آتا ہے کہ کس تاکید کس اہتمام کس شفقت سے انصاف رسانی کے متعلق احکام اور فرامین بھیجتا رہتا ہے اور دل سے لگی ہے کہ ایک شخص کا بھی بال بیکا نہ ہونے پائے۔

(۹) تیموری سلاطین اگرچہ درحقیقت شخصی حکومت کے بہتر سے بہتر نمونے تھے لیکن چونکہ یہ کل نظام تمامتر بادشاہ پرستی پر مبنی تھا۔

بادشاہ پرستی کو مٹانا بادشاہ ایک وجود مافوق الفطرت ہے وہ خدا کا سایہ نہیں بلکہ خدا کا مظہر ہے اکبر کی زیارت عبادت تھی اور ہر روز صبح کے وقت ایک گروہ کثیر یہ عبادت بجا لاتا تھا دربار میں بادشاہ کا علانیہ سجدہ کیا جاتا تھا شاہجہاں نے سجدہ بند کیا

۵۱ ترجمہ تاریخ الفنسٹن مطبوعہ علیگڈھ صفحہ ۴۴۰ ۵۲ مآثر عالمگیری صفحہ ۵۳۰ ۵۳ مآثر عالمگیری صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴

لیکن زمین بوس قائم کیا کہ وہ سجدہ کی دوسری صورت تھی بادشاہ کے مصارف خورونوش لباس و پوشاک سیر و سفر سب پر لاکھوں روپیے صرف ہوتے تھے اور سمجھا جاتا تھا کہ دنیا کے احکم الحاکمین کا یہ اصلی حق ہے بادشاہ سے کوئی شخص بجز طریقہ معبودیت کے عرض و معروض نہیں کر سکتا تھا غرض آسمان پر کوئی اور خدا ہو تو ہو لیکن دنیا کا خدا بادشاہ ہی ہوتا تھا اسی بنا پر تیمور کہا کرتا تھا کہ جس طرح آسمان پر ایک خدا ہے زمین پر بھی ایک ہی بادشاہ ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ طریقہ اسلام کے اصول کے برخلاف تھا اسلام نے مساوات کا اصول قائم کیا تھا جس کی رو سے بادشاہ رعایا امیر غریب شریف و رذیل سب کا ایک درجہ ہے جو طریقہ تیموریہ کے عہد سے شاہجہاں تک روز افزوں وسعت حاصل کرتا آیا تھا عالمگیر اس کو بدل تو نہیں سکا لیکن نہایت کوشش کی کہ خدایانہ عظمت و جلال کا رنگ سلطنت کے چہرے سے اتر جائے۔

درشن کے طریقے کو بند کیا ۱۰۸۰ھ میں درشن کا طریقہ یعنی جو لوگ کہ صبح کو بطور عبادت کے بادشاہ کا جمال مبارک دیکھنے آتے تھے اور جب تک زیارت نہیں کرتے تھے کچھ کھاتے پیتے نہ تھے اسکو قطعاً موقوف کر دیا۔[۱]

شاعری کے عہدے کی تخفیف دربار میں شعرا مقرر تھے جو بادشاہ کی مدح لکھکر لاتے تھے اور بادشاہ کو خدا کا ہمسر بتاتے تھے ان کی بڑی بڑی تنخواہیں ہوتی تھیں اور ایک شخص سب کا افسر یعنی ملک الشعرا ہوتا تھا اسی سنہ میں عالمگیر نے اس صیغے کو بھی بند کر دیا[۲]

نذرانہ کا بند کرنا نوروز کے جشن میں تمام بڑے بڑے امرا بادشاہ کی خدمتمیں بڑی بڑی نذریں پیش کرتے تھے بعض نذروں کی تعداد کروڑ سے متجاوز ہو جاتی تھی جہانگیر ان نذروں کو نہایت تفصیل سے مزہ لیکر لکھتا ہے عالمگیر نے ۲۱ جلوس مطابق ۱۰۸۸ھ میں یہ طریقہ موقوف کر دیا (مآثر عالمگیری میں ہے صفحہ ۲۷۰ بخشی الملک صفی خان حادثہ کرد جشن موقوف کردیم پیشکش امیر الامرا و والیس ہند و دیگر نوئینان ہم نگذارند)۔[۳]

تکلفات سلطنت کا ہٹانا دربار میں جسقدر تکلف اور ساز و سامان کیا جاتا تھا سب بند کر دیا[۴] یہانتک کہ چاندی کی دوات کے بجائے چینی کی دوات کا حکم دیا انعام کی رقمیں چاندی کی سینیوں میں لاتے تھے حکم دیا کہ سپر میں رکھکر لائیں زربفت وغیرہ کے خلعت بھی موقوف کر دیئے دربار میں خلاف ادب سمجھا جاتا تھا کہ کوئی کسی کو سلام کرے اسلئے صرف سر پر ہاتھ رکھ دیتے تھے ۱۰۸۰ھ میں عالمگیر نے حکم دیا کہ اس طریقے کے بجائے لوگ معمولاً السلام علیکم کہا کریں[۵] عالمگیر نے مختلف موقعوں پر صاف صاف اپنے طریق عمل سے جتا دیا کہ بادشاہ ایک معمولی آدمی ہے اسکے حقوق عام لوگوں کے برابر ہیں ۱۶ جلوس مطابق ۱۰۸۲ھ میں عالمگیر بقرعید کی نماز کو جا رہا تھا واپسی میں ایک شخص نے لکڑی پھینک کر ماری جو عالمگیر کے زانو پر آکر لگی گرز بردار اس کو گرفتار کر کے لائے عالمگیر نے کہا چھوڑ دو ۔ ۲۵ جلوس میں جب وہ جامع مسجد سے واپس آرہا تھا ایک شخص تلوار علم کیئے ہوئے اس طرف سے دوڑا لوگوں نے گرفتار کر لیا اور قتل کر دینا چاہا عالمگیر نے روکا اور آٹھ آنہ یومیہ اسکا روزینہ مقرر کر دیا (مآثر عالمگیری) یہ واقعہ کسی اور بادشاہ کے ساتھ پیش آتا تو مجرم کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے گئے ہوتے۔

جیب خاص کے مصارف کا کم کرنا سلاطین سابق کے زمانہ میں بادشاہ کی جیب خرچ کیلئے کروڑوں روپے کی آمدنی

[۱] خافی خان صفحہ ۲۱۳ ۔ [۲] معمالات عالمگیری بحوالہ خافی خاں ۔ [۳] مآثر عالمگیری صفحہ ۱۱۲ ۔ [۴] مآثر عالمگیری ۔ [۵] مآثر عالمگیری

علاقے مخصوص ہوتے تھے جنسے بادشاہ کے مصارف ادا ہوتے تھے عالمگیر نے چند گاؤں اور چند نمک سار اپنے مصارف کیلئے مخصوص کر لئے تھے باقی کو بیت المال قرار دیا اس کی زندگی بالکل سادہ اور زاہدانہ تھی ٹورنیر نے اسکو ۱۶۶۵ء میں دیکھا تھا وہ لکھتا ہے۔

نحیف وزار ہو گیا تھا اور اس لاغری میں اس کی روزہ داری نے اور اضافہ کر دیا تھا۔

لین پول صاحب لکھتے ہیں اورنگ زیب فرصت کے وقت کلاہیں بنایا کرتا تھا۔ کلاہوں کا بنانا یقینی ہو یا نہ ہو لیکن اسقدر یقینی ہے کہ عالمگیر خود اپنے ہاتھ کی محنت سے اپنی خوراک بہم پہنچاتا تھا اور یہ سب باتیں اسی طرز عمل کے مٹانے کیلئے تھیں جس سے بادشاہ کا درجہ خدا کے قریب کیا گیا (۱) عالمگیر نے تعلیم اور درس و تدریس کو جس قدر ترقی دی تھی ہندوستان میں کبھی کسی عہد میں تعلیمات کی ترقی نہیں ہوئی تھی ہر ہر شہر اور قصبہ میں تمام علماء اور فضلا کے وظائف اور روزینے مقرر تھے جس کی وجہ سے مطمئن ہو کر تعلیم میں مشغول رہتے تھے اسکے ساتھ ہر جگہ طالب علموں کیلئے وظائف مقرر تھے مآثر عالمگیری میں ہے۔

در جمیع بلاد و بصارت این کشور وسیع فضلا و مدرسان و ظائف لائقہ از روزانہ و املاک مرتب ساخت برائے طالب علم وجوہ معیشت فور حالت ہر کدام مقرر فرمودند صفحہ ۵۲۹

ندوۃ العلماء کی نمائش علمی میں جو بنارس میں قائم ہوئی تھی ہمنے کثرت سے سلاطین تیموریہ کے عہد کے فرامین بہم پہنچائے تھے ان میں دو ثلث سے زیادہ عالمگیر کے فرامین تھے کسی عالم یا درویش کی جاگیر یا مدد معاش کے متعلق تھے اہل علم کے وظائف کیلئے جو فرمان ہم کو ہاتھ آتا تھا عموماً عالمگیر کے دربار کا ہوتا تھا۔ تمام ملک میں سرائیں کاروانسرا مسافر خانے بنوائے اور اکثر اضلاع میں غلہ خانے قائم کئے کہ قحط کے وقت غربا کو مفت غلہ تقسیم کیا جائے

مذہبی حیثیت | عالمگیر کو اگرچہ خلافت کا دعویٰ نہ تھا تاہم وہ مسلمان بادشاہ تھا اور اس کا فرض تھا کہ وہ حکومت میں اسقدر اسلامی شان باقی رکھے جسقدر ایک اسلامی حکومت کیلئے اہم عنصر کے لحاظ سے ضروری ہے اکبر نے جس رنگ میں سلطنت کو رنگنا شروع کیا تھا اور جس کی یادگاریں شاہجہاں کے زمانہ تک بھی باقی تھیں وہ اگر قائم رہتا تو تیموری سلطنت ایک ہندو بن چکی تھی اسلامی شعار بالکل مٹ گئے تھے عام دربار کا لباس گھیر دار پاجامہ اور ہندوانی پگڑی تھی راجاؤں کی طرح سلاطین زیور پہنتے تھے دربار میں سلام وغیرہ کے بجائے سجدہ ماتھا ٹیکنی رائج تھی یہ بے غیرتی اسقدر بڑھی کہ بے غیرت مسلمانوں نے ہندوؤں کو لڑکیاں دینی شروع کیں چنانچہ اسکی تفصیل ہم اوپر لکھ آئے ہیں عالمگیر نے عنان سلطنت ہاتھ میں لی تو اُس کا یہ فرض تھا کہ اسلامی شعار دوبارہ قائم کرے اُس نے سب سے پہلے ۱۰۶۹ھ میں یعنی تاریخ جلوس کے ایک ہی برس کے بعد سنہ

تبدیل سنہ | شمسی کو جو پارسیوں کی تقلید سے قائم کیا گیا تھا قمری سے بدل دیا اگرچہ بظاہر ایک معمولی سی بات ہے لیکن اس قسم کی معمولی باتوں سے دنیا میں سینکڑوں قومیں بنیں اور فنا ہو گئیں۔

درشن کا طریقہ | درشن کا طریقہ بالکل اہل اسلام کے مخالف تھا اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اُس نے انسان کو ہمیشہ انسان کے درجہ پر رکھا کبھی کسی انسان کی پرستش اور عبادت کی اجازت نہیں دی لیکن درشن کا طریقہ صریح ایک قسم کی عبادت تھی چنانچہ عالمگیر نے ۱۰۷۹ھ میں اسکو ہمیشہ بند کر دیا۔

سلام علیک کا طریقہ سنہ ۸۲ھ میں سلام مسنون کا طریقہ جاری کیا اور حکم دیا کہ عام طور پر مسلمان آپس میں ملنے جلنے کے وقت یہی طریقہ برتیں گانا بجانا بھی دربار کا ایک لازمہ قرار دیا گیا تھا اور ہر روز ایک وقت معین تک دربار شاہی رقص و سرود کا تماشہ گاہ بنجاتا تھا۔

گانا بجانا بند عالمگیر اگرچہ خود جیسا کہ ماثر عالمگیری میں بالتصریح لکھا ہے فن موسیقی کا ماہر تھا لیکن مزامیر کے ساتھ گانا چونکہ شرعاً ممنوع ہے اور دربار شاہی کے بالکل خلاف ہے عالمگیر نے اس صیغہ کو بھی بند کر دیا لوگوں نے اسپر ایک مصنوعی جنازہ نکالا۔ عالمگیر نے دیکھکر کہا ہاں مگر ایسا دفن کرنا کہ پھر نہ اُبھرے۔

احتساب احتساب کا مستقل محکمہ قائم کیا اور اضلاع میں محتسب مقرر کئے جن کا کام یہ تھا کہ لوگوں کو منہیات اور ممنوعات سے باز رکھتے تھے اس محکمہ کے افسر ملا وجیہہ الدین تھے۔

مساجد کا انتظام تمام ممالک میں جس قدر مسجدیں تھیں سب میں امام موذن خطیب مقرر کئے جن کی تنخواہیں سرکاری خزانہ سے ملتی تھیں۔

فتاوی عالمگیری سب سے مقدم کام یہ تھا کہ شرعی مقدمات کے فیصلہ کیلئے کوئی ایسی جامع و مانع کتاب فقہ کی موجود نہ تھی جسمیں تمام مفتی بہ مسائل جمع کر دیئے گئے ہوں جس سے ہر شخص بآسانی مسائل کا استخراج کرسکے عالمگیر نے تمام علماء و فضلاء کو جمع کر کے تصنیف کا ایک مستقل محکمہ قائم کیا جسکے افسر ملا نظام تھے اس کام کیلئے شاہی کتب خانہ جسمیں بیشمار کتابیں فراہم تھیں وقف کر دی گئیں کئی برس لگاتار محنت کے بعد وہ کتاب تیار ہوئی جو آج عالمگیری کے نام سے مشہور ہے اور عرب و روم میں فتاوی ہندیہ کہلاتی ہے باوجود اسکے علماء کی تنخواہیں کچھ بہت زیادہ نہ تھیں چنانچہ ہم نے ماثر الامراء میں کسی کا روزینہ تین روپے سے زیادہ نہیں دیکھا ہے تاہم دو لاکھ روپے صرف ہوگئے اس کتاب کا یہ خاص امتیازی وصف ہے کہ جو مسائل تمام کتب فقہ میں پیچیدہ الفاظ میں پائے جاتے ہیں انکو اسقدر آسان کر کے لکھا ہے کہ ایک بچہ تک سمجھ سکتا ہے۔

تعلیم دینیات فقہ اور حدیث کی تعلیم کو نہایت رواج دیا۔ ایک ایک قصبہ میں مذہبی علماء علوم مذہبی کی درس و تدریس میں مشغول تھے اور اُن کو سرکار کی طرف سے وظائف ملتے تھے خود بھی اوامر و نواہی کا نہایت پابند تھا عیش و نشاط کی مجالس میں کبھی شریک نہیں ہوا ایک عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس دینداری اور مذہبی وارفتگی کے وہ ظاہر پرست اور سریع الاعتقاد نہ تھا اس کی دینداری دیکھکر شریف مکہ نے کئی دفعہ اپنے سفیر بھیجے اسپر عالمگیر ایک رقعہ میں لکھتا ہے۔

> شریف مکہ معظمہ در ہندوستان دولت بیشمار شنیدہ ہر سال برائے طلب نفع خود ایلچی می فرستد ایں سلیقاں کہ بغیر ستیم برائے مستحقین است بجہت او فکرے بجا باید نمود کہ باں جماعت برسد و دوستاں ایں مستلف (یعنی شریف مکہ) حق باں نرسد۔

ذاتی اوصاف شجاعت و بہادری تیمور کے خون میں سب سے پہلے شجاعت کی گرمی کا اثر ڈھونڈھنا چاہیئے عالمگیر اس وراثت کا سب سے بڑا حصہ دار ہے تیمور کی نسل بابر سے شاہجہاں تک شجاعت و بہادری کا مرقع ہے جسمیں ایک دوسرے سے ممتاز نہیں نظر آسکتا اکبر مست ہاتھیوں کو عین لڑنے کی حالت میں سونڈ پکڑ کر پیچھے ہٹا دیتا تھا شاہجہاں نے شہزادگی میں تلوار سے

شیر مارا ہی لیکن عالمگیر کی شجاعت کے خط و خال اس موقع پر نمایاں تر ہیں وہ جب چودہ برس کا تھا تو ایک موقع پر جب شاہجہاں ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشا دیکھ رہا تھا ایک ہاتھی سے معرکہ آرا ہوا ہاتھی نے اُسکے گھوڑے کو سونڈ میں پکڑ کر دُور پھینکدیا عالمگیر لوٹ پوٹ کر اُٹھا اور بڑھکر ہاتھی پر تلوار ماری اس معرکہ کو تمام مورخین نے تفصیل سے لکھا ہے ابو طالب کلیم ملک الشعرا شاہجہاں اس موقع پر موجود تھا اُس نے اس واقعہ کو نظم کیا ہے چنانچہ چند شعار ہم اس موقع پر نقل کرتے ہیں -

بہ جہانے گوش رباب ہوش	یکے قصہ دارم بمن دار گوش	ز مردم من این نقل نشنیدہ ام	من از دل شنیدم دل از دیدہ ام
چو آراید این قصہ ہنگامہ را	شمارند افسانہ شہنامہ را	صباحے شہنشاہ گیتی فروز	شہ معدلت گستر ظلم سوز
بہ ورزش در آمد چو خور بر سپہر	جہاں از خش عرق انوار مہر	خلائق چو بعد از زمیں بوس شاہ	گرفتند در خورد خود جائے گاہ
بہ فیلان جنگی چو نوبت رسید	دراں عرصہ آمد قیامت پدید	فتادند فیلان جنگی بہم	پے جنگ خرطوم ہا شد علم
و دید از قضا را دو فیل مہیب	یکے سوئے شہزادہ اورنگ زیب	بمردی زجا یک سر مو نہ شد	ز راہ چنیں سیل یک سو نہ شد
یکے نیزہ برق ساں یافتہ	نظر از رگ غیرتش یافتہ	نہ قدرت چناں ضو پیشانیش	کہ جست از قفا برق رخسانیش
دراں کوہ پیکر نہاں شد سناں	دگر بار ورفت آہن بہ کوہ	ز خرطوم اندر خست پیچاں کمند	فتاد اسپ شہزادہ در پیل بند
گرفت اسپ شہزادہ بے سوار	ز بیم آب شد زہرہ روزگار	بیفشرد بر اسپ دنداں کیں	بر آمد خروش از زمان و زمین
چو در اسپ ساماں جولاں ندید	چو شہبازے از خانہ زیں پرید	چناں دم کہ در خاک پا افشرد	رواں دست جرأت بشمشیر برد
علم کردہ شمشیر بے دو دید	کزاں سوئے فیل غلمیش رسید	چو نبود پسندیدہ پیش دلاں	گیرد یکے را دو تن در میاں
	ز رحمے مروت از و دست داشت	بہ پیکار پیل غلمیش گذاشت	

شاہجہاں یہ روبدل خود دیکھ رہا تھا ہاتھی ہٹا تو عالمگیر کو بلاکر سینہ سے لپٹا لیا اور اس پر موتی اور روپیہ نچھاور کئے -

دارا شکوہ کی جنگ میں وہ ۲۵ - ۳۰ ہزار سے ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیدل فوج کے مقابلہ میں معرکہ آرا ہوا ہے اور جب گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی تو اُسکے صرف ایک ہزار آدمی رہگئے تھے اُسوقت اس نے جو شجاعت ظاہر کی ہے اُسکو لین پول ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں -

جنگ کی یہ نازک حالت ہوگئی تھی اور قریب تھا کہ اورنگ زیب کو ہزیمت ہو کیونکہ اُسکے چیدہ چیدہ رسالے پسپا ہو چکے تھے اور وہ تنہا کھڑا ہوا تھا بمشکل سے ایک ہزار آدمی اُسکے گرد ہونگے اور انکو بھی دارا کے حملوں کا مقام نہ تھا اس سے زیادہ مستقل رستمانہ شجاعت کی کبھی جانچ نہ ہوئی ہو گی لیکن اورنگ زیب کے بدن میں بجائے پٹھوں کے فولاد کے تار تھے صرف اورنگ زیب کی شجاعت تھی جس نے ایک ہزار کو ایک لاکھ پر فتح دی -

عالمگیر کی اس جرأت انگیز شجاعت اور اس تعجب خیز عزم ثبات کو کمزوری مصائب سفر تو تر حوادث کوئی چیز کم نہ کرسکی ۹ ذی الحجہ ۱۰۶۶ھ جب بمقام قسطلمر ہٹو نے ایک سرنگ اُڑائی اور فوج میں بربادی پھیلی تو یہ بیاسی برس کا بوڑھا شہنشاہ جھٹ گھوڑے پر چڑھکر مقام حادثہ پر پہنچا آدمیوں کی لاشوں کا ڈھیر لگوایا اور چاہتا تھا کہ حملہ کی سرداری خود کرے لیکن بڑی دقت سے اُسکو اس ارادے سے باز رکھا گیا اب بھی وہ وہی سامان کر رہا تھا جوان خانصاحب نے اپنے ہاتھی کے پاؤں میں بڑیاں ڈلوادی تھیں یہ لین پول

کے الفاظ ہیں خافی خاں اس واقعہ کو ان الفاظ میں لکھتا ہے

چو دانستند کہ مبارزان قلعہ کشا حوصلہ باختہ اند خود دولت بہ اسپ سوار شدہ بر سر کار آمدہ فرمودند کہ لاش مردہ ہا را ہم فراہم آوردہ سنبھار (؟) سپر و تیر بلا ساختہ قدم پیورش پیش گذارند چوں در مردم اثر صرف شنیدن مشاہدہ خود تار ساختند خود بذات شریف پیش قدم بہادران جان نثار گردند ارکان سلطنت بہ الحاح و تضرع ازیں جرأت مانع آمدند۔

یہ وقت تھا کہ ہزاروں آدمی سرنگ اُڑنے سے برباد ہو گئے تھے اور فوج نے حملہ کرنے سے بالکل انکار کر دیا عالمگیر کے عزم و ثبات کی تصویریں سیکڑوں مرقعوں میں مل سکتی ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ جب شاہزادگی کے زمانہ میں بلخ کی مہم پر گیا تھا اور عبد العزیز خاں سے معرکہ آرا تھا تو عین حالت جنگ میں نماز ظہر کا وقت آ گیا دشمن کی فوجیں چاروں طرف سے تیر برسا رہی تھیں یہ استقلال کا دیوتا گھوڑے سے بکمال متانت اُترا صف قائم کی سکون و اطمینان کے ساتھ فرائض و نوافل ادا کئے۔
عبد العزیز خاں یہ حیرت انگیز سماں دیکھکر لڑائی سے ہٹ گیا کہ ایسے شخص سے لڑنا تقدیر سے لڑنا ہے[1]

الفنسٹن صاحب کی زبان سے عالمگیر کی تعریف میں ایک لفظ بھی نکلنا عالمگیر کی قسمت کی یاوری ہے تاہم صاحب موصوف نے عالمگیر کے استقلال کا ایک جدا عنوان قائم کیا ہے جسمیں تفصیل سے واقعات لکھے ہیں اور آخر بخت حیرت ظاہر کی ہے ہم طول کے لحاظ سے قلم انداز کرتے ہیں فوج کے سب سے دلاور سپاہی بارہ کے سادات گنے جاتے تھے اور اسمیں شبہ نہیں کہ تیموریوں کے اکثر معرکے انہیں نے سر کئے ہیں ایک موقع پر ان سب لوگوں نے دربار میں خانہ جنگی کی عالمگیر نے حکم دیا کہ قاضی کے محکمہ میں مقدمہ پیش ہو سادات نے کہا کہ ہم اپنا فیصلہ خود کرینگے۔ عالمگیر نے آستین چڑھا کر کہا کہ جو لوگ میری تلوار کا مزہ چکھ چکے ہیں وہ شریعت کے حکم کے مقابلہ میں ایسے الفاظ نکالتے ہیں کہدو سب ملکر آئیں یہ کہکر حکم دیا کہ پہرہ وغیرہ پر جس قدر سادات بارہ ہیں سب برطرف کر دیئے جائیں۔ سادات کا وہ تمام غرور جاتا رہا۔

شہزادہ اکبر نے جب بغاوت کی ہے اور ستر ہزار راجپوتوں کو لیکر قریب آ گیا تو عالمگیر کے ساتھ صرف ایک ہزار فوج تھی باقی فوجیں نہایت دُور دراز مقامات پر تھیں لیکن عالمگیر کے جبین استقلال پر شکن تک نہ پڑی اور بالآخر وہ خود پسپا ہو کر چلا گیا۔

شہزادہ اعظم شاہ جسکی دلیری اور بہادری کا تمام ملک میں سکہ بیٹھا ہوا تھا اُس کے ساتھ جو معاملہ گذرا عام طور پر مشہور ہے جس کا یہ اثر تھا کہ اسکے بعد جب عالمگیر کا خط آتا تھا تو شہزادہ کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

عالمگیر تیغ و قلم دونوں کا مالک تھا اُس کی انشا پردازی کی داد مخالفوں تک نے دی ہے اسکے رقعے باوجود اسکے کہ واقعات کا ذخیرہ قصہ طلب جوابوں کا مجموعہ اور جغرافیانہ اطلاعوں کی یادداشت ہیں تاہم ادنی مطالب کی قدرت عبارت کی سادگی فقروں کی ہمواری مطلب کا اختصار پہلو بہ پہلو چلے۔ دلنشین ترکیبیں نہایت حیرت انگیز ہیں یہانتک کہ اُردو کے سب سے بڑے انشا پرداز مولوی محمد حسین آزاد کو بھی بادل ناخواستہ تعریفی جملے لکھنے پڑے[2]

[1] اثر عالمگیری صفحہ ۵۳۱ [2] ماثر عالمگیری صفحہ ۵۳۱

عالمگیر کے رقعات سے انشاپردازی کے علاوہ اُس کی وسعت معلومات مسائل دینیہ کی طلاع عام باخبری خوش مذاقی اور حسن انتخاب کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

عالمگیر کے عام اخلاق وعادات یہ تھے کہ نہایت سنجیدہ اور متین تھا۔ کبھی نامناسب لفظ اُس کی زبان سے نہیں نکلتا تھا نہایت رحیم اور وسیع الظرف تھا۔ اہل کمال کا نہایت قدردان تھا لوگوں سے نہایت اخلاق سے پیش آتا تھا۔ نہایت خشک زاہدانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ لہو لعب کی باتوں سے قطعًا محترز تھا تم کو حیرت ہوگی کہ ان کمالات کا شخص اس قدر کامیاب کیوں نہ ہوا جس قدر ہونا چاہیئے تھا اس کی چند وجہیں ہیں۔

(۱) اس کی اولاد لائق نہ ہوئی اس کا جانشین بہادر شاہ دوپہر چڑھے دن کو سوکر اُٹھتا تھا اس سے اُس کے اوصاف کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

(۲) باوجود ان تمام خوبیوں کے عالمگیر میں یہ بڑا عیب تھا کہ وہ اپنی ذاتی شجاعت اور استقلال کی وجہ سے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا اور اس وجہ سے وہ کسی کو اپنا دوست نہیں بنا سکا۔

(۳) مرہٹوں کے تعاقب میں اُس نے زائد از ضرورت اپنی کوشش صرف کی۔

(۴) مزاج میں نہایت کفایت شعاری تھی یہ وصف حضرت عمر فاروقؓ کے جانشین کیلئے گو موزوں ہے لیکن شاہجہاں کے تخت پر بیٹھنے کے کام نہیں آسکتا تھا۔ غرض عالمگیر کی جو تصویر اُسکے مخالفوں نے کھینچی ہے اس میں تمام تر تعصب و عداوت کا رنگ بھر گیا ہے لیکن یہ کہنا بھی بالکل مبالغہ ہے کہ وہ انسانی کمزوریوں سے پاک تھا باوجود ان تمام خوبیوں کے جو اُسمیں تھیں ہم تیموری سلاطین کی فہرست میں وہی درجہ اُسکو دے سکتے ہیں جو اُسکو ترتیب شمار کی رو سے حاصل تھا تاہم عالم اسلامی دنیا میں اس کے بعد آجتک کوئی اُس کی برابر کا شخص پیدا نہیں ہوا

(حاشیہ متعلق صفحہ ۵۵) [۱] مولانا آزاد لکھتے ہیں۔ عالمگیر نے دل معتدل اور زبان قادر البیان پائی تھی اس لیئے اپنے فرمان و خطوط آپ لکھتا تھا یا سامنے لکھواتا تھا کاغذ پر خود قلم چڑھاتا تھا (۵۰) برس سلطنت کر کے ۱۱۱۸ھ میں فوت ہوا ہے اُس کی تحریریں دیکھکر تعجب آتا ہے کہ جسطرح اورنگ زیب سلطنت زیر قدم رکھتا تھا اسی طرح کشور سخن بھی زیر قلم۔ دیکھو اس کے چھوٹے چھوٹے فقرے ملک مالی کے پیچوں میں الجھے ہوئے ہیں مگر عبارت صاف ہے اور لفظ لفظ میں محاورے کا نمک دیا ہوا ہے تمام انتظامی ہدایتیں اور اکثر اخلاقی نصیحتیں ہیں کہ تاثیر میں ڈوبی ہوئی ہیں اس کی تحریر کو گلستاں سے تشبیہ دوں تو مضائقہ نہیں اتنا فرق ہے کہ گلستاں کے خیالی مضامین ہیں اور اسکے حالی عبارت۔ اس کی جتنی پڑھنے میں سہل ہے اتنی ہی لکھنے میں دشوار ہے۔

مختصر فہرست قومی پریس دہلی

ازدواج النبی جناب سرور کائنات کے ازواج مطہرات کے پورے حالات و سوانح درج ہین۔ حضرت خدیجہؓ حضرت سودہؓ حضرت عائشہؓ حضرت حفصہ حضرت زینبؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت زینبؓ بنت جحش حضرت ام حبیبہؓ حضرت جویریہؓ حضرت میمونہؓ حضرت صفیہؓ مخالفین اسلام کے اعتراضون کا پورا جواب دیا ہی قیمت ۱۲؍

نکاح جعفر اور عباسہ ایک عرصہ سی لوگ اس شبہ مین پڑے ہوے ہین کہ آیا یہ واقعہ صحیح ہی یا غلط ہم نے نہایت تحقیق اور دلایل سی ثابت کیا ہی کہ یہ واقعہ افسانہ سی زیادہ نہین ۴؍

ملل جان کی سرگذشت ساری کتاب تلازمون سے لبریز لکھنو اور دہلی کی پرانی زباندانی کا پورا فوٹو جواب نا پید ہی ۴؍

کتب مولانا عبد الحلیم صاحب شرر

حالات اقوام کرد کردون کی معاشرت و رسومات شادی و غمی و مذہبی عقاید اور انگریزون کیساتھ تعلق سلطان کے محل کے اندرونی حالات اور رنانہ دربار کا پورا نقشہ انعا الدہ سلطانہ و قادن آفندی کے اختیارات بڑی دلچسپ کتاب ہی قیمت ۸؍

خلافت عمرو بن سعید بانی خلافت بنو امیہ و ابو مسلم خراسانی بانی خلافت عباسیہ کے پورے حالات قیمت ۱۲؍

تذکرہ مشاہیر عالم ہر دو جلد کامل مع فوٹو مولانا شرر جسمین حسب ذیل سوانح درج ہین۔ خلیفہ ناصر الدین اللہ۔ زبیر ابن ام عبد اللہ ابن زبیر۔ ابن بطوطہ۔ بقراط۔ جالینوس۔ مانی۔ سلادین والصبی۔ اعزالدین حسین۔ حاتم طائی جبلہ بن ایہم۔ محمد بن تومرت المہدی المغربی۔ ابو عثمان۔ سعید بن مسجح۔ سابائی سیوی۔ دمشق کی جامع بنی امیہ ابو الاسود دولی۔ احمد بن طولون ابو الضحاک۔ عمرو بن معدیکرب۔ زبیدی۔ نابغہ زبیانی۔ اسکندر اعظم۔ سمسون۔ ابن قرافر شلمغانی الحکم المستنصر محمد عبد اللہ الزقیر۔ منذر بن مغیرہ حجاج دمشقی جہوس مسجد ایا صوفیہ۔ محمد علی پاشا۔ ابو جعفر منصور۔ ابو ولاّم شاعر مسجد اقصیٰ صلیبی جہاد قیمت ۱۲؍

مخدرات مشاہیر عالم ہر سہ جلد کامل

جسمین حسب ذیل سوانح درج ہین سمی رامس ملکہ بابل ہند بنت نعمان لیلائے اخیلیہ۔ شہدہ کاتبہ۔ زلیخا۔ ملکہ سجاح۔ ام سلمہ زوجہ سفاح قطر الندے بلقیس۔ اولغا علیہ بنت مہدی خدیجہ بنت القیم۔ ملکہ استیر کیتھرائن زبیدہ خاتون۔ اصباقی قلوپطرا میڈم ڈی اسٹاکل۔ رابعہ بصریہ فاطمہ فقیہہ۔ ملکہ زبا۔ ام ابان۔ رابعہ شامیہ فاطمہ نیشاپوریہ۔ ملکہ زنوبیہ۔ نوار زوجہ فرزدق مصنوعہ۔ زبیدہ ہیلینا قسطنطین اعظم کی ماں قیمت عہ جلد دوم عورت ہی کی کشش دنیا مین انسان کو لائی۔ دنیا کے کاہن قیصر تحصیوڈورا۔ آل عثمان مین پہلی سلطانہ تحصیوڈورا الواوقیا فاطس مانڈوا۔ عاتکہ زوجہ عبد اللہ بن ابی بکر صدیق عتبہ۔ عمارہ مرنہ۔ لطیفہ صداتیہ۔ ثبیتہ۔ ام جعفر۔ حرقہ بنت نعمان بنت ملک ملکہ مصر۔ خولہ بنت الاذور قیمت عہ جلد سوم جس مین حسب ذیل سوانح درج ہین۔ ویدون ملکہ سوریہ تھال۔ انڈلین ماخیل ماریہ رولان فلپورن۔ عاتکہ بنت معاویہ۔ تدکار بائی خاتون ارشد امیہ۔ فریدہ۔ عفرا۔ عائشہ بنت طلحہ۔ ہائی پے شیا خرقا۔ ریا بنت الفریق السلمی۔ حنیفیات۔ ظریفہ بنت صفوان۔ ام حکیم بنت قارظ قیمت عہ جو صاحب تینون جلدین ایک ساتھ کامل لین گے انکو مع محصول تین روپیہ مین مع فوٹو مولانا شرر دی جاویگی۔ کامل قیمت ۳؎

تمام درخواستین بنام سید ظہور الحسن۔ چھتہ لال میان۔ دہلی آنا چاہئین

تصانیف شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مرحوم

سیرۃ النعمان یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رح کوفی کی مفصل سوانح عمری آپکے اول سے آخر تک سچے اور بے تفصیلی حالات لکھی ہین یہ ایک معرکۃ الآرا کتاب ہے۔ قیمت عہ

الفاروق مفصل سوانحعمری حضرت فاروق اعظم رض اس سے بہتر سوانح آپکی کوئی نہیں چھپی قیمت سے مع نقشہ فتوحات اسلام

سفرنامہ روم و مصر و شام اس کتاب مین دیگر چشم دید حالات کے ترکون اور عربونکے اخلاق و عادات کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے صوبہ بہار کے کورس مین داخل ہے قیمت عمہ

الغزالی یعنی امام محمد بن محمد الغزالی رح کی پوری سوانحعمری اور انکے کلام پر تبصرہ اور ریویو قیمت عمہ

سوانح عمری مولانا روم رح یعنی مولانا جلال الدین رومی کی مفصل سوانحعمری مثنوی شریف اور دیگر تصانیف پر تبصرہ قیمت عمہ

مقالات شبلی یعنی مولانا شبلی رح کے وہ علمی اور تاریخی مضامین جو اتبک مرتب ہوکر شائع نہیں ہوئے تھے قیمت عمہ

المامون یعنی سوانحعمری خلیفہ مامون الرشید اعظم اسمین اُن تمام کارناموں کی تفصیل ہے جنکی وجہ سے مامون رشید کا عہد عموماً شاہان اسلام سے علمی حیثیت مین ممتاز تسلیم کیا گیا ہے عمہ

الہارون یعنی سوانح عمری خلیفہ ہارون رشید اعظم مع نقشہ سلطنت عباسیہ قیمت ۱؎

اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر عالمگیر پر جو الزامات دیگر معاندین عالم کرتے ہین مولانا نے کس خوبی سے انکار دو کیا ہے یہ انہیں کا حصہ تھا قیمت ۸ر

حیات سعدی رح یعنی سوانحعمری شیخ سعدی شیرازی رح اُن کے کلام پر تبصرہ اور ریویو قیمت ۸ر

حیات حافظ یعنی سوانحعمری خواجہ حافظ شیرازی رح ۸ر

حیات خسرو یعنی سوانحعمری حضرت امیر خسرو دہلوی رح ۸ر
تینون سوانح قابل دید ہین ۸ر

آغاز اسلام مصنفہ شبلی نعمانی رح یہ کتاب مسلمان بچون اور لڑکیوں کیلئے نہایت مفید اور کارآمد ہے قیمت ۸ر

مولانا شرر کی بے بہا تصنیف مع فوٹو مولانا شرر

مقالات شرر و جذبات شرر

یہ مضامین نہین بلکہ بتشبیہ معجزات و سحر نگاری کی کرامتیں ہین جنہیں انشاپردازی کا شوق ہو تو اس کتاب کو ضرور منگائین انہی مضامین کی بدولت ہندوستان مین بیسیون جادو نگار بنگئے مولانا سے پہلے نیچرل مضامین کا لکھنے والا ہندوستان مین کوئی نہ تھا ہمنے بڑی تلاش سے جمع کرکے طبع کئے ہین قیمت عہ **فہرست مضامین**۔ دنیا گھر دروزہ۔ بدمستی۔ آدہی رات۔ ہم اور ہمارے کمالات۔ شمع سحر خود پسندی۔ برسات۔ بیکسی۔ رنج والم۔ اندھیری رات۔ باد سحر۔ ہوا گم شدگان سلطنت۔ ازماست کہ برماست۔ شادی وغم۔ ہم آنیوالی گھڑی برکھارت۔ خلوص۔ ٹوٹا ہوا کھنڈر۔ موسم خریف۔ اچھوتا پن اوس کی رُت۔ غم جدائی۔ یاس۔ سراپائے حسن۔ زمانہ۔ دیہات کی شام عالم خیال۔ شمع حرم۔ خاموش آسمان۔ گرمیوں کی رُت۔ باغ ارم فصل بہار۔ لالہ خودرو۔ بیخودی۔ پھول۔ غریب کا جھونپڑا۔ گور غریباں قیمت معمولی کاغذ عہ قیمت ولایتی کاغذ مجلد دو روپیہ محصول ذمہ خریدار

اسلامی سوانحعمری مولفہ مولانا شرر قیمت عمہ

ملفوظات ملت سراج شاہی سفید کاغذ ولایتی قیمت دو روپیہ عہ

تمام درخواستین بنام سید ظہور الحسن قومی پریس چھنہ لال میاں ضلع آنا چاہئین